پُشپک رامائن

مصنفہ

پنڈت ہرنراین شرما ساحر

متوطن اکالگڑھ ضلع گوجرانوالہ

جسکو

بھاردواج پستکالیہ

اکالگڑھ ضلع گوجرانوالہ نے پرکاشت کرایا

چیف سول ایجنٹ

رائیزادہ بکڈپو اندرون موری گیٹ

لاہور

تعداد ۱۰۰۰ | بار اول | قیمت [illegible]

صرف ٹائیٹل مطبوعہ گیلانی الیکٹرک پریس لاہور

بھومکا

ناظرین کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے۔ کہ شری رامچندر جی کے چرتر
کے پیشتر ازیں بہت سے محققوں اور عالموں نے اپنی عقل و دانش سے کئی
ایک صحیفے تیار کئے۔ اور لوگوں کو محظوظ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ اور
کافی سے زیادہ انہیں اپنی لیاقت و دسترس دکھانے کا موقعہ ہاتھ آیا شری
رامچندر جی کا پوتر نام ہی ایسا ہے۔ کہ بار بار انہی کے کارہائے نمایاں جو انہوں نے
اپنے اوتار لینے کی حالت میں دکھائے ہیں۔ نظر کے سامنے رکھنے کو جی چاہتا
ہے۔ مجھے میرے محب اور مہربانوں نے کئی دفعہ اس امر کی اکساہٹ دی۔ کہ
شری رامچندر جی کے پوتر چرتر کو نظم کی حالت میں پیش کروں۔ مجھ میں نہ تو اتنی
دسترس تھی۔ نہ مہارت۔ لیکن اپنے رفیقوں کی بار بار تنگ و دو کرنے سے مجبور
ہوا۔ اور پرماتما سرشٹیمان کی بارگاہِ عالی میں سربسجود ملتجی ہوا کہ وہ اپنی نظر کرم
سے اس میری دلی تمنا کو بار آور کریں۔ چنانچہ انہیں کی شکتی لینے سے یہ صحیفہ
تیار کیا۔ اور انکی نظر عاطفت سے یہ انجام پذیر ہوا۔ نیز [illegible] دیانتاً مدعا ہے کہ
کہ نہ تو میں شاعر ہوں۔ نہ مجھے عبارت آرائی کی لیاقت ہے۔ نہ میں شاعرانہ
رموز سے واقف ہوں۔ چونکہ میرے دل میں شری رامچندر جی کا پریم موجزن تھا
چنانچہ اسی دھن میں میری سمجھ میں جو کچھ آیا۔ تحریر کر دیا۔ گوسوامی تلسی داس جی
کی رامائن کے آدھار پر لکھی گئی ہے۔ اب اگر ناظرین کو کوئی غلطی یا کمی نظر آئے۔
تو ازراہِ کرم اس احقر کی تقصیر کو عفو فرماویں۔ اور میرے ان شکستہ و دریدہ
الفاظ کو قبول فرماویں۔

دیگر بھی کئی کتابیں زیر تالیف ہیں۔ جو چند یوم تک ہدیہ ناظرین کر دی جاوینگی
امید ہے۔ کہ ناظرین میری حوصلہ افزائی فرمائینگے۔ فقط

آپ کا سیوک

ہرنارائن شرما ساحر

مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء

رامائن مصنفہ ساحر آکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ

آغاز رامائن

شت روپا اور منو کا تپ کرنا اور ظاہر ہونا دلوار

عجب تھا اک رشی تھا نام جسکا تھا منو ۔ اور شت روپا تھی استری تھی خوبرو

وہ یک دن پڑے تھے اکیلے سی عمر میں ۔ کہ وشنو جی ہملے گھر میں آ کے جنم لیں

اور ان کی لیلا دیکھ دل خوش اپنا کریں ۔ اور ساتھ ہی جنم بھی سپھل اپنا کریں

عجب طرح کا دل بنا ہے انسان کا ۔ ملاتا ہے قلابہ زمین آسمان کا

وشنو کسی کے باپ نہ کسی کے ہیں طفل ۔ پریم کرتا ہے مگر یہ ہر شخص کا دل

کوئی تو کہتا گورو بن میرا ہو مہربان ۔ کوئی یہ چاہتا دوست کی شکل میں ہو عیاں

ان کی بھی تھی یہ خواہش کہ ہم طفل دیکھیں ۔ بھگوان کا دیدار اس حال میں کریں

یہ بات تو مشہور ہے زمانے میں عیاں ۔ آتا ہے نظر ایشور جیسا کہ ہو دھیان

اگر تمہارا دل کرے پوری طرح دھیان ۔ مطابق اس خیال کے ہو ایشور عیاں

خیال یہ اونہوں کے دل میں پختہ ہو گیا ۔ کرنے لگے تھے بھگتی وال منو و شت روپا

اتان پاد طفل ان کا بالغ ہو گیا ۔ پھر اسکو کام راج کا سپرد کر دیا

دونوں بال سے تیرتھوں کو پھر وال ہوئے ۔ جا جھونپڑا بنایا گومتی کے تیر پہ

بھگتی میں دل لگا کے زندگی کریں بسر ۔ ہوئے تھے مست پریم میں رہی نہ کچھ خبر

خیال تھا تو تھا صرف اسی دھیان کا ۔ دیدار ہم کرینگے سرب شکتیمان کا

بھگتی ہی کرتے جب انھیں مدتیں نہیں ہوئیں ۔ اور جسم پر تھیں صرف باقی ہڈیاں رہیں
بھگوان ہوئے پرگٹ تب اُن سے یوں کہا ۔ مانگو تمہارے دل میں ہے یہ خواہش اب کیا
دونوں نے ہاتھ جوڑ کے پہلے کی استتی ۔ دیا ہمارے اوپر ہے اے مہربان کی
دل میں ہمارے خواہش ہے اٹھا ہے یہ بھرم ۔ پر کیا کہیں زبان سے آتی ہے کچھ شرم
اور آپ سے تو بھید کسی کا نہ ہے چھپا ۔ ہر ایک دل میں بس رہی ہے آپکی ضیا
یہ آرزو ہے بیٹا ہو اک ایسی شان کا ۔ ہر ایک گن میں ثانی ہو وہ شکتیمان کا
میں بال لیلا دیکھ کے دل شاد یہ کروں ۔ اور پریم دل و جان سے بھگوان کا کروں

بھگوان وشنو

ثانی نہ دوسرا مرا تلاش کہاں کروں ۔ میں خود ہی لونگا جنم طفل آپ کا بنوں
وشنو نے شت روپا سے پھر مخاطب ہو کہا ۔ دیوی اب بتا دے تمیں جو تیرے ہو التجا

شت روپا

مہاراج کیا کہوں مری بھی خواہش ہے یہی ۔ جیسی کہ خواہش پتی نے میرے ظاہر کی
اور آپ تو ہر دلوں کے بھید جانتے ۔ بھگتی و پریم کا مجھے بر دان دیجئے

وشنو بھگوان

ہوگا اسی طرح ہی جو دھیان ہے تیرا ۔ پورا کرو یقین نہ اسمیں شک ہے ذرا

وہ کچھ دنوں تلک اسی دھیان میں رہے ۔ پوری ہوئی تھی کامنا ارمان نہ رہے
جب آیا وقت آخری پران دے دئے ۔ اور شانتی سے اندر لوک کو چلے گئے
جنم لیا وہاں رگھو کا جو تھا خاندان ۔ دشرتھ کوشلیا کی شکل میں ہوئے عیاں

—— : راجہ پرتاپ بھانو : ——

شومی بولے اے اُما اب سناؤں اک کتھا
سیت کیتو نام راجہ دیس کیکے میں ہوا

وہ بڑا تھا نیک طینت عادل و دھرماتما
تھی رعایا شاد دل اور ملک بھی آباد تھا

عالم پیری میں ہوا راجہ جب وہ ناتواں
راج پھر پرتاپ بھانو بیٹے کو تھا دیدیا

لائق تھا وزیر اس کا دھرم رچی جسکا نام
انتظام ملک اسکی ذمہ داری میں کیا

راجہ وہ پرتاپ بھانو تھا بڑا عادل رحیم
اپنی طاقت سے بھی ملکوں کو فتح تھا کیا

وہ بہادر سورما تھا زور رکھتا تھا کمال
رعب جسنے سارے لوگوں کے اوپر بٹھلا دیا

لوگ بستے تھے وہاں پر با امن و شادماں
رنج مطلق نہ کسی کے دلمیں پیدا تھا ہوا

کسی راجہ کا ملک تھا چھین لیا کر جبر
وہ گیا تھا بھاگ اس سے لڑنے کا نہ حوصلہ

اس نے تب لاچار ہو کر دلمیں تھی یہ ٹھانی
بدلہ لونگا اس عدو سے مکر و حیلہ کچھ بنا

سوچکر وہ پھر وہاں سے ہوا جنگل کو رواں
اور منیوں کا سا اسنے بھیس اپنا کر لیا

پرتاپ بھانو کا سیر و شکار کرنا

ایک دن پرتاپ بھانو گھوڑے اوپر ہو سوار
آگیا تھا وہ جنگل میں کھیلنے کو کچھ شکار

دیکھا اسنے ایک سور جو بڑا تھا خوفناک
تھا لگایا گھوڑا پیچھے اس نے تھا ہو کے ہوشیار

بھاگ نکلا تھا وہ سور نزد نہ اسکو لگا
جارہا تھا اسکے پیچھے لے نہ تاشہ شہریار

فوج اسکی رہ گئی تھی پیچھے اور دوپہر ہی
تیز تھی دھوپ گرمی سے ہوا تھا وہ لاچار

شدت گرمی سے نیچے کی زمین تپتی تھی
پیاس سے تھا ڈھونڈتا پانی ڈھونڈتا بار بار

پانی کا نہ کھوج پایا گو تھی ہمت بہت کی
نظر آئی ایک کٹیا پھر رہا جب بیقرار

جھونپڑے میں جو تھا سادھو وہ اصل نہ تھا فقیر
وہ تو راجہ بھیس سادھو میں بڑا تھا جو مکار

ملک جس کا چھین لیا تھا اسی نے کر جبر — بدلہ لینے کی غرض سے بھیس بدلے آ گیا
دیکھا اس نے جونہی راجہ کو خوشی سے یہ کہا — ہاں کہو راجہ مجھے کس بات کے ہو طلبگار
راجہ نے تب سر جھکا کر عجز و منت سے کہا — پانی دیجے پیاس سے لاچار ہوں اے ذی وقار
پانی اسکو تب پلایا باتیں کیں پھر گیان کی — راجہ نے حسن عقیدت سے کیا تھا اعتبار
یہ نہ تھا معلوم اسکو نہیں منی یہ عیار — بدلہ لینے کو ہے بیٹھا بھیس بدلے یہ مکار
لیک یہ تقدیر کس سے ہے مٹائے مٹ سکی — اس پہ ہے نہ بس کسی کا نہ کسی کا اختیار
راجہ نے اسکی سن کے باتیں معتقد ہو گیا تھا — اور چیلہ ہونیکی خواہش کا کیا تھا اظہار
دیر تک راجہ وہاں اپدیش وہ سنتا رہا — بعد میں مانگی اجازت چلنے کو ہوا تیار
کہا منی سے دست بستہ محل میں آنے کیلئے — آؤنگا میں کہا منی نے فکر نہ کر زینہار
میری آمد کی خوشی میں برہمنوں کو اسجگہ — دینا بھوجن تو انھیں نہ بھول جانا یہ قرار
کر لیا منظور اسنے اور رخصت ہو پڑا — فوج راہ میں آ ملی جو پھر رہی تھی بیقرار
پھر وہ انکو ساتھ لیکر شہر میں داخل ہوا — انجام دینے وہ لگا تھا راج کے جو کاروبار

مکار سادھو کا آنا

کچھ دنوں کے بعد وہ مکار سادھو آ گیا — راجہ نے تعظیم سے پرنام کیا سر جھکا
حسب وعدہ دوسرے دن برہمنوں کو کیا — لینا بھوجن میرے ہاں کہکے مجھ پہ تم دیا
زیر نگرانی منی کے کھانے کا تھا انتظام — سنیے اس حیلے سے راجہ ساتھ مکر و چھل کیا
خوش ہوا مکار سادھو پاکے ایسا موقعہ — زک دینے کا بہانہ ہاتھ اسکے آ گیا
ملک میں ہلچل مچانے کی غرض سے کیا کیا — جانداروں اور پرندوں کو ذبح کروا دیا
ہو گیا تیار کھانا برہمنوں کو تب بلا — بھوجن انکے کھانے خاطر پتلوں پہ آ رکھا
جب وہ کھانا کھانے کو تیار ہوئے تھے ہاتھ اٹھا۔ اسوقت آکاش سے کانوں میں آئی یہ صدا

یہ جو کھانا آپ کے سامنے لا کر رکھا — بے گناہ ہے جانداروں کو ذبح اس نے کیا
جب سنا یہ برہمنوں نے آ گئے وہ طیش میں — پھر تو آیا یہ غضب یہ دی انہوں نے بددعا
اس عوض میں تو اے راجہ راکھشش ہو جائیگا — ساتھ ہی برباد ہو یہ خاندان بھی سب تیرا
جب سنا راجہ نے یہ تو مضطرب سا وہ ہوا — اور وہ مکار سادھو دیکھ یہ چمپت ہوا
جب ہوا معلوم سارا بھید سادھو کا اُسے — دست بستہ برہمنوں سے اس نے کی یہ التجا
مجھکو نہ معلوم تھا مکار سادھو کا فریب — آپ نے بھی طیش میں آ دیدی مجھکو بددعا
برہمنوں نے تب کہا یہ اب تو رونا ہے فضول — اب تو نہ یہ ٹل سکے جو دیدی تمکو بددعا
چند دنوں کے بعد راجہ معہ اقارب مر گیا — اور پھر پلستیہ رشی کے وہ گھر پیدا ہوا

راون کی پیدائش

وشروا نامی رشی پلستیہ کا جو تھا پسر — تپ ریاضت میں تھا رہتا ہر وقت شام و سحر
اُس کے گھر پیدا ہوا کوبیر جو کہ با ہنر — بھر دئے اپنے خزانے لیکے الماس و گہر

سوچکر اُس نے بنایا دہر میں پشپک بمان
جسمیں پھر اسوار ہو وہ اڑتا تھا بر آسمان

وشوکرما نے بنایا شہر اک عالی نگار — خوبصورت جسکے کوچے چوک عمدہ تھے بازار
شہر لنکا نام جسکا بے مثل تھا جو دیا — رہتے تھے واں راکھشش جو سُوما اور تھے جلے

دیوتاؤں نے نکالا انکو ہمت زور سے
اور وہ کچھ خوف کھا پاتال میں تھے جا رہے

جب وہ راکھشش چل دئے تو شہر تھا خالی پڑا — دیکھکر کوبیر نے پھر اسپہ قبضہ کر لیا
جبکہ کھٹکا ہر طرف سے اسکو مطلق نہ رہا — تب حکومت با امن وہ اسجگہ کرنے لگا

اسوجہ سے راکھشس بھی دیکھکر جلنے لگے
لنک آئے ہاتھ نہیں تدبیر وہ کرنے لگے

دختر سومالی راکھشس کیکسی جو تھی حسین　　خوبصورت شہرۂ آفاق تھی وہ مہ جبیں

سومالی کا اپنی دختر کو بیاہ کی ترغیب دینا

گر کرے گندھرب شادی بے وشرو اتو حسین　　اس سے جو اولاد ہو وہ ہو بہادر کر یقین
راکھشوں کی پھر مدد اولاد نیری وہ کرے
اچھوں ہی کے گھر میں پیدا ہوا کرتے ہیں برے

سن حکم وہ باپ کا تب اسجگہ تھی آ گئی　　جسجگہ یہ وشروا نے تھی بنائی اک کٹی
تب رشی نے یہ کہا جو نہی نظر اسکی پڑی　　جانتا ہوں میں تجھے یہ خواہش اب اولاد کی
پھر رشی نے بیاہ کیا تھا ساتھ اسکے شوق سے
جس سے پیدا ایک دختر تین لڑکے تھے ہوئے

نام راون سب سے پہلے لڑکے کا تھا رکھدیا　　دوسرا تھا کنبھ کرن جو بعد میں پیدا ہوا
پھر ہوئی تھی ایک دختر نام جسکا سرپنکھا　　اور چوتھا تھا وبھیشن نیک طینت جو بڑا
دیکھکر اپنے نواسوں کو سومالی خوش ہوا
خواہش تھی پوری ہوئی ارمان مکمل تھا ہوا

سومالی کا اپنے نواسوں کو ہدایت کرنا

اب سنو تم غور سے آیا سنانے کیلئے　　دیتا ہوں تمکو نصیحت دل بڑھانیکے لئے
گر کروگے تم ریاضت دل لگا کر شوق سے　　ہو سکوگے پھر تو قابل راج پانے کے لئے
لنک میں کوبیر نامی حکمران ہے اسوقت　　اتنو ہمت کچھ کرو لنکا چھڑا لینے کیلئے
تپ ریاضت کے اندر ہے راز نصرت کا چھپا　　گو کرن تیرتھ پہ جاؤ تپ کمانے کیلئے

سن کے وہ تینوں وہاں سے تب روانہ ہو گئے آگئے گوکرن تیرتھ پہ عبادت کیلئے
اسقدر ماں کی ریاضت برہما جی پرسن ہوئے آگئے وہ بر کو دینے اور رحمت کیلئے

برہما کا تینوں سے کہنا

یہ جو تم نے کی ریاضت خوش ہوا ہوں دیکھ کے مانگ لو جو مانگتے ہو آیا دینے کیلئے

راون برہما جی سے

بخشیئے اقبال و طاقت اتنی بدھی دیجئے ماسوا میموں بسر کے زیر نہ کوئی کر سکے

کنبھ کرن

خواہش یہ تھی کنبھ کرن کی مانگ لوں اس طرح ایکدن تو سو رہوں باقی رہوں میں جاگتا
سرستی نے اسکے دل میں اثر الٹا ڈال کر یوں منگایا الٹا اس کا بول یہ سنبھال کر
کرکے مجھ پہ مہربانی مجھکو کیجے یہ عطا چھ مہینے سو رہوں اور ایک دن ہاں رہوں جاگتا

وبھیشن

رام جی کی چرن بھگتی آپ مجھکو دیجئے خواہش ہے اتنی مری احسان اتنا کیجئے

برہما جی کا تینوں کو جواب دینا

جسطرح مانگا ہے تینوں نے میں سبکو دیدیا ہوگا ایسا ہی جو مانگا فکر کیجے نہ ذرا

اسقدر جب کہہ چکے برہما تو واں سے چلدیئے اور یہ تینوں بھی اٹھ پاتال میں تھے آگئے

بیاہ ہوا مندودری سے راجہ راون کا وہاں جو کہ میّنے کی تھی دختر نیک اختر اور جوان
برتری جوالا سے شادی کنبھ کرن کی ہو گئی ویروچن راکھش کے گھر میں جو کہ پیدا تھی ہوئی
شیلوشن گندھرب کی دختر جو تھی سرما تما اسکی شادی ہوئی وبھیشن سے جو تھا پن آتما

پھر ہوئی اولاد اونکے ہاں تھی پیدا ابتہا — سب کے سب قوی بہادر تھے توانا و جرار
خاصکر وہ میگھناد جو پسر راون کا ہوا — وہ بڑا شہ زور قوی اور بہادر سورما
دیکھکے شہزور راون کو سوماکی نے کہا — لکھو ولنکا پہ چڑھائی یہ دیا تھا مشورہ
پھر تو راون نے سپاہ لنکا کے اوپر آچڑا — اڑنے کا کوبیر کو نہ ہو سکا تھا حوصلہ
چھوڑ کر لنکا کو بھاگا اور کہیں چھپ رہا — تخت لنکا کا وہ راون نے آسانی سے لیا
ہوگیا قابض ہمارا راون لے لیا پُشپک بمان — کرلیا ماتحت انکو بنگیا پھر حکمران
پھر دکھائی زور ہمت کام اتنا تب کیا — درن و الیو دیوتا سب کو تھا قابو میں کیا
پھر تو اسکی دھاک سارے دہر عالم میں مچی — سب کئے تھے زیر لجہ تاب انمیں نہ رہی
میگھناد اندر لوری میں آکے اندر سے لڑا — کرکے ہمت باندھ لایا لنک میں وہ رجھا
تابعداری میں ہوں منظور اسنے جب کیا — چھوڑا راون نے اسے وہ بھاگا دل خوف کھا

راون کا ظلم پر کمربستہ ہونا

اب فکر ہونے لگی راون کو بھی اس بات کی — ہو نہ دنیا میں عبادت اور ریاضت ذات کی
یگیہ بھی نہ ہونے پائے بھاگ لیں نہ دیوتا — تاکہ انمیں ہو نہ جرات وقعت و اوقات کی
اس نیت سے الکشش تھے بھیجئے ہر جگہ — دیا کرتے تھے جو خبریں ہر وقت ہر بات کی
یگیہ بھی اور ہون بھی وہ نشٹ کرتے تھے تمام — پیدا کرتے تھے وہ صورت ظلم اور آفات کی
خود بھی راون ہر وقت مصروف رہتا جنگ میں — ماسوائے جنگ اسکو خبر نہ دن رات کی
خونریزی کر دکھانا اک معمولی بات تھی — خون کی ندیاں بہانا خو تھی بد عادات کی
لائق ہوتے بھی مٹایا دھرم کو اور کرم کو — نیک کاموں کو تو چھوڑا اور بدی و نرات کی
دل کا تھا پورا جو شبلہ دھرم سے بے مکھ ہوا
خود چلا تھا الٹے رستے اوروں کو بھی دکھ ہوا

پرتھوی کا پکار کرنا

جب زمیں نے آکے دیکھا دھرم سب جاتا رہا ۔ کانپ اٹھی وہ لرز کے یہ دکھ سنانے کیلئے
دیکھ کے آزردہ خاطر تب برہما نے کہا ۔ رکھ تسلی ہم بھی تیار جانے کیلئے
کشیر ساگر پاس آئے پھر سبھی تھے دیوتا ۔ کر کے کچھ فریاد اسکی داد پانے کے لئے
سب ہوئے تھے واں اکٹھے یاد میں بھگوان کے ۔ آکے کی پھر استتی انکو سنانے کیلئے

وشنو بھگوان کا کہنا

دور کردو خوف اب رے سنانے کیلئے ۔ ہو گیا تیار ہوں میں دکھ مٹانے کیلئے
شت روپا اور منو نے ہے زہد اتنا تپ کیا ۔ یہ ریاضت کی میرا دیدار پانے کیلئے
سورج بنسی خاندان میں وہ ہیں پیدا اب ہوئے ۔ میں بھی اب تیار ہوں واں جنم پانے کیلئے
بوجھ ہلکا آکروں جو سب زمیں پہ ہے پڑا ۔ آرہا ہوں راکھشوں کو بھی مٹانے کیلئے
سن کے یہ آکاش بانی دیوتا بھی خوش ہوئے ۔ ہو گئے تیار واں سے جلد جانے کیلئے

بال کانڈ

شری رام جنم اور بال لیلا

ہمالیہ سے طرف دکھن شہر اک آباد تھا سورج بنسی خاندان بھی حکمراں تھا اُسکا
خاندان میں جو تھے راجہ وہ بڑے دھرماتما ڈنکہ عالم دہر میں بجتا تھا جنکے نام کا
اس وجہ سے رعیت اُنکی شاد اور آباد تھی شہر تھا وہ خود نمونہ علم فن اخلاق کا

بدہانی یہ اجودھیا بسی رہی تھی پُرامن لوگ تھے سب شادماں وُاں نام کو نہ تھا محن
سورج بنسی خاندان میں راجہ ہوا زبردست نام جس کا کہتے دشرتھ بانکا شیریں سخن
کوشلیا سمترا اور کیکئی تھیں رانیاں اولاد نہ ہونیکے باعث فکر میں رہتا تھا تن
عالم پیری بھی اُنکو تھا گذرا تھا شباب فکر چھایا تھا جسم پہ بھولا وہ لطف سخن
آخر رشی وسشٹ رشی نے دیا یہ مشورہ یگیہ کر ہو سماپت ور ہو سرنج و محن
شرنگی رکھ تب تھے بلائے راجہ نے یگیہ کیلیے ہون کنڈ میں ہی آہوتی تاکہ پوری ہو لگن
کام یگیہ سارا شرنگی رکھ سماپت کر دیا پرگٹ ہوا دیوتا وہ کھیر لے بولا سخن
راجہ تو یہ کھیر لے کر رانیوں کو دے کھلا پوری ہوئیگا منا نہ جھوٹ مانے یہ سخن
راجہ نے وہ کھیر لیکر رانیوں میں بانٹ دی ہوگئیں تھیں بار ور تینوں جو تھیں غنچہ دہن

ہوئے پیدا چار لڑکے خوش ہوئیں مہارانیاں چاروں کے چاروں حسین مانند ماہ پیشانیاں
سو رہی تھی نیند گہری جب رانی کوشلیا آیا لڑکا پیٹ سے جننے کا بھی دکھ ہوا
لڑکے کی آواز رونے کی سنی جب کانمیں جاگ اٹھی کوشلیا تھی سنکے وہ اک آن میں

دیکھ وہ نورانی صورت پریم میں ہو گئی مگن　　نور سے روشن ہوا کون و مکان جلوہ گگن

جینت کا تھا جیسے شکل ایک نوری کا روز　　جس سمے لڑکے ہوئے تھے ہر میں جلوہ فرد

جب سنی دشرتھ نے لڑکے پیدا ہونے کی خبر　　ہو گئی پیدا خوشی تھی دل میں اسکے سر بسر

نوبتیں بجنے لگیں شہر ہوا تھا خاص و عام　　شہر میں تھا جا بجا محفل کا ہوا اہتمام

رقص اور سرود کا دورہ ہوا تھا پھر شروع　　دی بدھائی حوروں نے شہر کی جو خاص و عام

ہی خزانہ سے خرائیت راجہ نے جی کھول کر　　غریب اور محتاج کو تقسیم کیا تھا انعام

سب کے دل کو چڑھ گیا تھا وال مسرت کا نشہ　　دی مبارکباد راجہ کو یہ دیکھا فیض عام

وششٹ گورو کا نام رکھنا اور رام جی کی بال لیلا

وششٹ جی نے نام رکھا ساعت اچھی دیکھ کے　　رام اوسکا نام جو کوشلیا کے نور تھے

سمترا کے دو تھے لڑکے لکشمن و شترگھن　　بھرت جی پیدا ہوئے تھے بطن سے کیکئی کے

رام جی اور بھرت جی تھے رنگ کے کچھ سانولے　　لکشمن و شترگھن دونو تھے گورے رنگ کے

چاروں بھائی دن بدن تھے آگے پھر بڑھنے لگے　　راجہ جی اور رانیاں بھی دیکھکر مسرور تھے

رام کی اس سادگی کو دیکھ دل ہوتا رجوع　　دیکھ ان کی بال لیلا سب کھڑے تعریف کرتے

ایکدن وہ چاند کے لینے کی خاطر رو پڑے　　رکھ دیا آئینہ تھا ماں باپ نے پھر سامنے

چاند کا جب عکس دیکھا تھا آئینہ میں عیاں　　دیکھ اسکو سامنے تھے رام دل میں خوش ہوئے

گاہ وہ سامان گھر کا اپنے ہاتھوں سے بکھیر　　بھاگ جاتے تھے نکل کے ماتا کی وہ گود سے

چاہتی ہے پکڑنا آتے نہیں یہ گرفت میں　　دیکھ ایسی بے بسی کو زور سے وہ ہنستے

انکی ہنسی کی صدا سے گونجتے تھے در و دیوار　　سننے والے خوش تھے ہوتے انکی باتیں دیکھکے

لوگ تھے وہ واقعی بیدار بخت و با نصیب　　تھا کھلایا جب کسی نے رام جی کو گود لے

آ نہیں سکتے کبھی جو صیانیوں کے دھیان میں وہ ہیں نورِ نظر راجہ دشرتھ کے کہلا رہے
نظر آ سکتا نہیں جو تو ایسا ہے لطیف ہو رہا جلوہ نما وہ قید و بند میں جسم کے

رام چندر جی کا مع بھائیوں کے تعلیم پانا

وشسٹ جی کے پاس بھیجا تب پڑھانے کیلئے عمر ہوئی رام کی جب سیکھ جانے کیلئے
مخزنِ علم و ہنر تھے پر وہ یوں سیکھا کئے وشسٹ جی کی دہر میں شہرت بڑھانے کیلئے
خوبیوں میں رام جیسے اور بھی ممتاز تھے ویسے ہی اخلاق میں سبقت لیجانے کیلئے
اطاعت اور تعظیم کرتے تھے بزرگوں کی سدا مشتاق تھے بھائیوں سے وہ محبت بڑھانے کیلئے
چھوٹے بھائی رام کی تعظیم کا رکھتے خیال کھیلتے آپس میں الفت کو بڑھانے کیلئے
الغرض لکھمن رام کا اور شترگھن کا بھرت سے پیدا ہوئے دہر میں دکھ کو مٹانے کیلئے
دیکھتے تھے جو انہیں وہ بولتے بے ساختہ منشا یہ ہوتی تھی عاصی نکل جانے کیلئے
اسلئے کرتے تھے محبت کہ زمانہ دیکھ لے ہوتی ہے بھائیوں میں الفت یوں دکھانے کیلئے
رام کی جب عمر ہوئی تھی گیارہ برس کی بھائیوں کو لے ساتھ جاتے سیر جانے کیلئے
گاہے چلتے پا پیادہ گاہے ہوتے تھے سوار وشسٹ جی بھی ساتھ ہوتے کچھ سکھانے کیلئے
ظاہری علوم سے وہ کچھ ذرا فارغ ہوئے گورو نے تب کی توجہ گیان بتانے کیلئے
کرتے تھے وہ پیش علم گیان کے وہ وہ رموز سوجھتا نہ تھا گورو کو کچھ بتانے کے لئے
اسطرح کی باتیں کرتے تھے وہ گیان اور دھیان کی راجہ کو ہوتی حیرانی سوچ لانے کیلئے
خوف رہتا تھا گورو کو ترک دنیا نہ کریں اسلئے وہ ڈھنگ کرتے کئی بتانے کیلئے
ان کو نہ تھا کچھ پتہ کہ ذات حق نے جنم لیا اسلئے جلوہ کیا کرشمہ دکھانے کیلئے
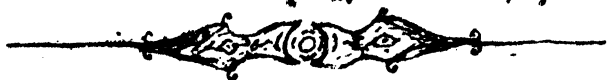
متھلا دیش میں سیتا جی کا جنم لینا

متھلا دیش میں ہوئی نہ بارش کھیتوں کا نقصان ہوا۔ بادل کہیں پر نظر نہ آیا خشک ہیں سب میدان ہوا
گرمی نے وہ زور دکھایا حیران بشر حیوان ہوا۔ چھوٹے بڑے سب گھبرائے خشک سبھوں کا پران ہوا

اناج بھی ملتا مشکل سے اب قحط کے سب آثار ہوئے
دربار میں سب راجہ کے آئے بھوک سے جب لاچار ہوئے

راجہ سنکر ہوا پریشان حال اسکا گھبرایا تھا ۔ پرجا نے بیزار جو ہو کر حال یہ آن سنایا تھا
قحط تھا عالمگیر ہوا یہ خوف سبھوں پہ چھایا تھا ندیاں خشک ہوئیں دریا پانی کہیں نظر نہ آتا تھا

پنڈت ایک زیرک تھا اس کا سو جلکے اسنے بتلایا
الپشو اسکی مدد ہیں کرتے نسخہ اکسیر جو لا لایا

تجویز میری پر عمل کرو اک عرض میری منظور کرو۔ سونے کا اک ہل بنواؤ دل کو نہ رنجور کرو
اپنے ہاتھ چلاؤ اسکو وہم گمان سب دور کرو۔ بھگوان پہ اپنا رکھو بھروسہ اتنی بات ضرور کرو

راجہ جنک کی ہوئی تسلی ہل بنوا کر ہاتھ لیا
ایک کھیت کو ہوا روانہ وزیر امرا کو ساتھ لیا

راجہ ہل کو لگا چلانے زور کی بارش بھی آئی۔ رنج فکر سب دور کیا اور دھارس سب کی بندھوائی
ہون یگیہ بھی کروایا تجویز جو پنڈت بتلائی۔ بچے کی آواز کان میں کھیت سے رونے کی آئی

وزیر کو لڑکی نظر پڑی جب اسنے وہاں پر دیکھا جا
راجہ نے پھر جا کنیا کو گود میں اپنی لیا اٹھا

کنیا تھی وہ موہنی مورت صورت عجب نرالی تھی۔ پہلے ایسی شکل کسی نے دیکھی تھی نہ بھالی تھی۔
گود لیا رانی نے اسکو لاڈ پیار سے پالی تھی پاؤں اٹھاتی ایک ہاتھ سے جب پہنچ ہوش سنبھالی تھی

اوتار لیا پرتھوی پہ آ قدرت نے سانچے ڈھالی تھی
ساکھشات تھی لکشمی ماتا وشنو کے گھر والی تھی

جنک راجہ نے خوشی منائی بس بہت خوشحال ہوئے — اولاد نہیں تھی گھر میں جنکے ایشور آپ دیال ہوئے
مہمان تمہی جانئے نہ وری آپ جگت پرنپال ہوئے — نظر مہر کی ہوئی مجھ پر درشن سے جنجال چھٹے
مجھے خوشی کا روز دکھایا دل میرے کو شاد کیا
نام رکھوں سینا مہارانی جسنے گھر آباد کیا

وشوامتر رشی کا دربار دسرتھ میں آنا

رام جی کی جب اوستھا ہوئی گیارہ برس کی — آگئے تھے ایک دن اُن وشوامتر جی رشی
ان کے آنیکی خبر جب راجہ دسرتھ کو ملی — آپ اُٹھکر آگئے لینے اور یہ تعظیم کی
ان کا استقبال کرکے تخت کے اوپر بٹھا — دست بستہ ہو کھڑے پھر اسطرح یہ عرض کی
آپ کے درشن ہوئے تو رنج ہوا ہے دور سب — کسطرح آنا ہوا ہے آپکا کہدیں رشی
جنکو درشن آپکا ہو وہ بڑے ہیں خوش نصیب — دھنیہ ہیں یہ بھاگ ہیں پھر مجھ پر ان کی

وشوامتر جی

آپکی یہ سنکے باتیں ہم بڑے ہیں خوش ہوئے — ہوں مبارک آپکو یہ اچھے دن کے مزے
ہے حکومت پر امن یہ ایشور سے استدعا — جب رعایا کا ہے تمکو خیال سکھ سے وہ رہے
جاہ و حشمت دی پربھو نے آپکو ہیں خوش نصیب — آپکے گھر میں تبھی ہیں رام جی پیدا ہوئے
تب بلایا رام لکھمن کو مہاراجہ نے وہاں — سر جھکایا آنہوں نے با ادب وہ جھک پڑے
محو حیرت ہوگئے تھے وشوامتر دیکھکر — جسطرح یہ کنول پر ہیں مست پھرتے بھونرے

مہاراجہ دسرتھ

اس سے پہلے آپکا درشن ہوا نہ تھا کبھی — بے وجہ نہیں آپکا آنا ہوا کہدو رشی
میں بنا ہونگا اسے جو آپ مجھے دیں گے حکم — آپکی خدمت کروں جب تلک ہے دم میں دم

وشوامتر جی

بے غرض ہوتے نہیں یہ اشر بھی اس دہر کے ۔ آ نہیں سکتا کوئی پاس زدہی بن غرض کے
کرتا ہوں میں مت یا ضت بیٹھ بن میں عمر کی ۔ دیت راکشس آ ستاتے وکھ ہیں دیتے وہ بڑے
اسلئے ہوئی ضرورت مجھکو اب امداد کی ۔ مرحلہ یہ طے ہوا جب دیں میں جا غور سے
رام جی اور لکشمن جی ہیں موافق کام کے ۔ ان سے بہتر کون ہو امداد میری جو کرے
اسلئے میں پاس تیرے آ گیا ہوں مانگتا ۔ ساتھ انکو تم کرو جو کچھ فنون وا سلئے
کام پورا ہو مرا جب رام جی امداد دیں ۔ فن چلانے کے سکھا دونگا میں انکو تیر کے

نام روشن آپ کا ہو دہر میں یہ فرض ہے
اسلئے آیا ہوں راجہ یہی ہماری غرض ہے

مہاراجہ دشرتھ

جب سنا راجہ نے یہ بت ماس اسکے تھے اڑ گئے ۔ دل لگا تھا دھڑکنے وہ رہ گیا تھا کانپ کے
عقل آئی جب ٹھکانے ہاتھ باندھے عرض کی ۔ آپکی یہ بات سنکر ہوش میرے ہیں اڑے
رام میری آنکھ کا ہے نور اور ہے لاڈ لا ۔ اسلئے میری نظر سے دور نہ یہ کیجئے
بالک ہیں نادان وہ تو کیا کریں امداد یہ ۔ ماسوا اسکے ہیں راکشس قوی اور جرأت سے
کسطرح پہ کر سکیں سکے راکشوں سے سامنا ۔ کسطرح سے تیر کھینچیں یا لکھا یں ناد سے ان
شترگھن اور بھرت بھی ہیں گئے ننہال میں ۔ ہیں پیارے رام جی نہیں دور کرتا اسلئے
آپ مانگیں اور جو میں نذر کر دوں گا ابھی ۔ الغرض یہ راج تک کر دوں حوالے آپکے

وشوامتر جی

تجھ سے بزدل کسطرح اس کل میں ہیں پیدا ہوئے ۔ کر دیا بدنام اسکو بات کی نہ سوچ کے
شان دیکھی نہ بزرگوں کی نہ رکھا ہے خیال ۔ بے وجہ کیوں زد میں آیا رنج اور آلام کے

عزت انکی سب گنوا دی نام بھی اور لاج بھی | جو ہیں راجہ خاندان میں تجھ سے پہلے ہو گئے
وہ لو کرتے تھے مدد برہما کی جن اور مال سے | انکار نہ امداد سے اور تھے وہ پورے قول کے
ہو گیا معلوم مجھکو راج میں ہو کچھ فتور | ذلت ہو گی دہر میں شرمندگی تیرے لیے
زور نہ مقدور میرا انکو طرح سے ہاں مخل | دستور سے یہ نامناسب ہے تجھے یہ مناقول
یہ جو کی تعظیم میری خود میں نادم ہو گیا | ہاتھ کیوں پھیلایا آگے تجھ سے اپنے کا بڑے

لطف مع الاونی **وسشٹ جی کا مہاراجہ دسرتھ کو سمجھانا** بطرز لاونی

مان لیں راجہ منی کا کہنا انکو نہ بیزار کریں | بھیجدیں یہ اچھا ہے مار دو نہ اس سے بھی انکار کریں
محبت میں نہ انکی ڈوبیں منی کو نہ لاچار کریں | سر اپنے ان سے رہیں ہمیشہ بالکل نہ تکرار کریں

رگھو کی کل میں پیدا ہو انکار کبھی کرنا نہ چاہیے
ذمہ جب ایسا منی اٹھاتے ہیں آپ کو ڈرنا نہ چاہیے

سبھی قسم کا علم سکھائیں اور کریں ہوشیار انھیں | سپہگری کا فن سکھائیں اور کریں تیار انھیں
رشی ہیں پورے کامل یہ تو سمجھیں نہ اغیار انھیں | عزت ہو گی آپ کی اسمیں کریں خوشی سے مختار انھیں

رام کو کردیں جلد حوالے طیش نہ انکو آنے دیں
رام لچھمن کو بڑی خوشی سے ساتھ انہوں کے جانے دیں

مہاراجہ دسرتھ وشوامتر سے

ہاتھ جوڑوں میں رشی جی دور غصہ کیجیے | حوالے کرتا ہوں پسر دونو یہ اب آپکے
آپ کی عزت کا میرے دل میں ہے پورا خیال | گو ہیں یہ نادان دونو عزیز مجھکو پر ان سے
مان لیتا ہوں رضا کو اور مرضی آپکی | جسطرح سمجھیں مناسب کام ویسا کیجیے
رام جی اور لکشمن کو پیار کرکے یہ کہا | جائیں بیٹا ساتھ ان کے فکر نہ کچھ کیجیے

حاصل ہوا مدعا تو رشی انکو ساتھ لے | راجہ کو دھنباد کہتے اٹھے پا واپس پھرے

بشوامتر جی کیساتھ رام لکشمن کی تیاری

رامچندر جی وشوامتر سے پوچھتے ہیں

رام جی نے منی سے پوچھا بتاؤ جنگل کا حال کیا ہے
میں کون اسجا قیام کرتے لوگ ہیں انکے خیال کیا ہے

وشوامتر منی یہ بولا کہ تاڑکا کا قیام اس جا
مقابل ہووے نہ دیوتا تو بشر کی طاقت مجال کیا ہے

پیچھا اس سے مرا چھڑانا عدم کا رستہ اسے دکھانا
یہ کام میرا تم اب نبھانا تمہارے آگے مجال کیا ہے

رام بولے کہ سن گرو جی گناہ ہے عورت پہ ستم ڈھانا
کرنا اسکو عدم روانہ بھلا یہ امر محال کیا ہے

بشوامتر یہ سنکے بولے کہ دور کردو یہ بھرم دل کا
دھرم ہے پاپی کو دنڈ دینا بتاؤ اسمیں زوال کیا ہے

وہ دیکھ یہ کارھا گئی آتی ہے دلمیں خوف کھاتی
جسیم کتنی ہے بد صورت جو تیر بدھے مجال کیا ہے

جب آئی وہ تو غبار چھایا گرج کے لوگوں کو ڈرایا
یہ کلمہ منہ سے بھی کہ سنایا دکھاؤ تم میں کمال کیا ہے

رام بولے کہ کیوں سنائی تمہیں بنا تیر کھینچ لائی
یہ شکل بھونڈی کھانے آئی حسن تو دیکھو جمال کیا ہے

اتنا کہکر کمان سنبھالی نہیں وہ ہاتھوں سے جانے پائی
جو تیر چھوڑا تو جان نکالی پھر اس سے پوچھا کہ حال کیا ہے

ماریچ و سبہاؤ کا آنا - اور رام جی سے کہنا

کیا رام تونے کیا یہ ظلم تونے ماتا کو میری فنا کر دیا
ہاں بتا اسنے تیرا بگاڑا تھا کیا تونے اس پہ ستم جور وا کر دیا
قدم نہ بڑھا تو ذرا ٹھیر جا ہوش تیری یہ ساری میں دوں اب بھلا
سمجھ آج یاں سے نہ زندہ گیا تونے بیڑا ہمارا تباہ کر دیا

رامچندر جی

نہ بکواس کر تو زبان کو لگام نہ کر میرے آگے زیادہ کلام
شرم تیری ماتا نے تھی دو سکی ساتھ بیٹے کو بھی سب بے حیا کر دیا

سباہو پھر آیا تھا کرنے کو جنگ کیا رام نے قافیہ اُس کا تنگ

چھٹا جب کمان رام سے وہ تفنگ تو سوئے عدم کو وداع کر دیا

سباہو جب آ کے تھا مردہ ہؤا تو ماریچ نے دیکھ غصہ کیا

لگا تیر بھاگا ایسا کہ دم دبا کنارے سمندر کے وہ جا پڑا

آہلیا کا ادھار کرنا

رام جی اور لکشمن جی آشرم میں جب رہے بشوامتر جی سے وہ کچھ فن بھی سیکھا کئے

حظ اٹھاتے تھے گورو سے سنکے انکی وہ کتھا فن تیراندازی میں بھی وہ مشاق تھے ہوئے

ایک دن پھر بشوامتر رام سے کہنے لگے

ہوئی پیدا جانکی ہے گھر میں راجہ جنک کے

حسن صورت اور سیرت میں ہے یکتا زمان عنقریب ہی اک سوئمبر ہونیوالا ہے وہاں

شرط کی خاطر رکھی ہے بھاری شو کی وہ کمان شادی ہوگی سیتا سے اوسکی توڑ لیگا جو کمان

ہے ارادہ پختہ میرا ہیں تمہیں واں لیچلوں

موقع ہے نادر بڑا یہ ہاتھ سے جانے نہ دوں

اور راجہ بھی وہاں پر ہر جگہ سے آئیں گے جو سراہی وہ شجاعت کے وہاں دکھلائینگے

ہے مجھے پورا یقین جب آپ بھی واں جائینگے توڑ دینگے وہ کمان جب بازی کو لیجائینگے

سنکے اتنی بات کو وہ پھر وہاں سے چل پڑے

دیش کو متھلا پوری کے وہ روانہ ہو پڑے

آشرم واں راستہ میں اک رشی کا تھا ملا جسجگہ انسان اور حیوان کا نام نہ تھا

آشرم کے نزدیک بھاری پڑی تھی اک شلا رام نے پوچھا یہ پتھر ہے پڑا کس قسم کا

بشوامتر نے کہا یہ داستان سن لیجئے

اس شلا میں ازپنہاں فکر نہ کچھ کیجئے

گوتم رشی مہاراج کی عورت ہے یہ اہلیا ایک دن غصہ میں آکر ہی رشی نے بددعا

اسوقت سے ہی پڑی ہے بن کے پتھر اس جگہ آپ کر کے مہربانی چرن اسکو دیں لگا

آپ کا یہ چرن لگنے سے زندہ ہو جائیگی

اصل حالت اپنی ہے جو وہ پھر دکھلائیگی

رام جی نے چرن سے پتھر کو جونہی تھا چھوا ہو گئی انسان صورت جو پڑی تھی بن شلا

پھر کہا اہلیا نے آپ نے یہ کی دیا دھنیہ ہیں میرے بھاگ میرے درشن ہوا آپکا

چرن پکڑے رام کے اور استتی گانے لگی

پرنام کرکے وہ اڑی اور سورگ کو جانے لگی

جنک پوری میں رام جی کا پرویش

کام یہ انجام دیکر پھر وہ آگے کو بڑھے اشنان کیا تب انہوں نے گنگا تٹ پہ پہنچکے

پھر وہاں سے چند دنوں میں وہ کٹھن راستے طے وہ کر کے مسافت جنک پور داخل ہوئے

شہر تھا بہشت صورت خوش ہوئے وہ دیکھکے

درخت تھے گنجان سایہ دار اور پر سڑک کے

اسطرح پر سیر کرتے شہر میں داخل ہوئے جسکے یہ بازار کوچے چوک عمدہ تھے بنے

ہر طرح کے واں سوداگر اہل دولت تھے بسے مال تھا لاکھوں قسم کا اور سودا کر رہے

جنپر رنگارنگ سے وہ سب کا بنی نقش تھیں

صاف تھے بازار کوچے کوڑا کرکٹ نہ کہیں

شان عالیشان دیکھی جو بنا تھا واں محل خوبصورت تھا مرصع دیکھ ہوتی دنگ عقل

جنک راجہ کا یہ مسکن گیان میں جو باعمل ایک جھنڈا واں نصب تھا سب سے اونچی جو منزل

لہرا رہا تھا جو ہوا میں اُس سے ہوتا یہ عیاں
زندگی ہے چند روزہ فانی سمجھو یہ جہان

باغ انکو نظر آیا تھا وہاں پر جو بنا
وشوامتر نے جو دیکھا رام جی کو تب کہا
خواہش ہے ان باغیں ہی ڈیرا اپنا دیں لگا
موجب آرام ہوگا ہے جگہ یہ پُر فضا

رام نے سنکر کہا ہاں مجھکو کب انکار ہے
تابع فرمان ہوں پھر کسلئے یہ عار ہے

ہوا جب معلوم راجہ جنک کو آئے رشی
ساتھ لایا وہ وزیروں کو اور آ تعظیم کی
آپ نے درشن دئے یہ میری ہے خوش قسمتی
خواہاں تھا اور آرزو تھی آپکے پورن کی

بشوامتر نے بٹھایا راجہ کو تعظیم سے
ہوگیا بشاش وہ آزاد تھا کچھ بیم سے

لکشمن اور رام دونو باغ گئے تھے دیکھنے
آگئے دونوں وہاں تھے لوٹ واپس دیکھ کے
موہنی مورت وہ دونو جب نظر میں آ پڑے
اٹھ کھڑے بیساختہ وہ سب کے سب تعظیم سے

دونو بھائیوں کو بٹھایا تب رشی نے پاس کے
ہوگئے تھے محو حیرت سب وہ صورت دیکھ کے

راجہ جنک وشوامتر جی سے

یہ جو ہیں دونو شہزادے کس کے ہیں نور نظر
کونسا ہے وطن انکا کس جگہ ہیں انکے گھر
دل میرا مائل ہوا ہے صورت انکی دیکھکر
ایسی دل لگی ہے کیفیت پہلے نہ تھی سر بسر

ان کی صورت دیکھکر ہے جم گئی میری نظر
ہیں لاثانی شکلمیں دونو ہیں جوں شمس و قمر

وشوامتر جی

مہا راجہ دشرتھ جو ادودھ کے انکے ہیں لو نظر ، یگیہ کیا ہے سپھل میرا دونوں نے امداد کر
مخزن ہیں کل علم کے گو کم سن آتے ہیں نظر ، نام ان کا رام لکھمن دونوں ہیں جو سمیہ
زور طاقت اور شجاعت میں دونوں یکتا زمان
دشمنوں کے مارنے کو ہیں قضا بہ بیگمان

راجہ جنک

ہو گیا درشن مجھے یہ آپ کے پرتاپ سے ، آنکھیں ہیں یہ مست کرم جیہ بلیں مہتاب سے
برہمہ کی طاقت عیاں انکی ہے اپ دو تا ، آ گئے ہیں یہ چھوڑ کے مجھکو پہنچا تاب سے
وشنو کا اوتار ہیں معلوم ہوتا یہ مجھے
کہنے سے عاجز زبان ہے چشم قاصر دیکھ کے

باغ کے اندر بنا تھا اک مکان جو خوشنما ، اسجگہ آرام کرنے کو تھا راجہ نے کہا
سامان بھی اس ہر قسم کا تھا مہیا کر دیا ، کام سے پھر ہو کے فارغ وہ محل کو تھا گیا
کھانے پینے سے انہیں جب کچھ فراغت تھی ملی
دیکھنے کی شہر کو خواہش تھی پیدا پھر ہوئی

رام جی وشوامتر جی سے

گر اجازت دیں ہمیں دیکھیں نظارہ شہر کا ، لکشمن بھی دل سے خواہاں ہے بڑا اس بات کا
گو وہ مارے شرم کے ہے کچھ نہ منہ سے کہ سکا ، ہوتا چتون سے عیاں یہ دیکھنے کو ہے ہنستا
شہر کو دکھلا سے میں جلد واپس آ یہاں
آپ کو بھی وہ سنا دوں حال دیکھوں جو وہاں

وشوامتر جی

رام جی خود آپ ہو اس جگ کے کل کے رازداں ، آپ کی بندہ نوازی کا ہوں دل سے قدرداں

آپ کی ہر بات میں راز حقیقت ہے عیاں
باہر کی رکھتے نظریں آپ ہیں مہربان
اسلئے ہو پوچھتے یہ قدر کرتے ہو مری
ورنہ ہے معلوم سب کچھ آپ جانیں قلب کی
رام نے تب سیر کا تہیہ کیا تھا شہزادی کے جہان کے
دیکھنے کو وہ شہر کے پھر روانہ تھے ہوئے
حسن کی مورت تھے دونو لوگ خوش تھے دیکھکے
لباس تھا وہ قیمتی جو جسم پہ پہنے ہوئے
تیر ترکش تھا کندھے اور ہاتھ میں پکڑے کمان
دیکھ لیتا جو انہیں وہ محو ہوتا بیگمان

شہر کی سیر کا نظارہ

(طرز قوالی)

خبر یہ پھیلی تھی جب ان کے وہاں آنیکی
ہوئی مشتاق سب خلقت تھی حسن پانیکی
ہوا محظوظ وہ دل سے جو دیکھے حسن لاثانی
شکل وہ دلفریب ایسی نہ دل سے تھی بھلانیکی
یہ کہتے لوگ آئے ہیں ادھر سنتے دونو شہزادے
لبھاتی ہے دلوں کو یہ ادا بھی مسکرانیکی
کسی نے حسن جو دیکھا تو جھٹ کہہ دیا منہ سے
شکل یہ دلربا بیشک نظر سے ہیں سمانیکی
مناسب ہے اگر راجہ بیاہ دیں رام کو سیتا
کریں تکلیف نہ اب کچھ برن کے بھی نبھانیکی
کہا پھر دوسری نے ہاں برن کا توڑنا مشکل
شرط جب ہو چکی پختہ کماں کے بھی اٹھانیکی
کمان ہے وہ بڑی وزنی یہ کیسے رام توڑیں گے
کریں گے کسطرح جرأت شجاعت کے دکھانیکی

تیسری سکھی

خوا ہے یہ رام نظروں میں ہیں کم سن نظر آئے
کماں کو توڑ ڈالیں جب کریں ہمت اٹھانیکی
غرض جاتے یہاں دونو یہی چرچا وہ سنتے تھے
ہوئی جب سیر کی خواہش تھی واپس جانیکی
گورو کے پاس آکر سر تھا پھر دونو نے جھکایا
خوش ہو کے بات بتلائی انہوں نے سب ٹھکانیکی

بوقتِ شام کھانے سے فراغت پا رشی لیٹے — یہ کی بھی التجا دونو نے پاؤں کے دبانے کی
عجب یہ معاملہ دیکھا رشی جی کا دھیان تجے — کریں خواہش وہی دل سے جن کے لب پانگی
گئی جب شب زیادہ تو رشی نے کہا کہ سوئیے — سوئے جب رام تو لکھمن نے کی پاؤں پائیکی
کہا جب رام جی نے لکشمن کو سو رہے وہ بھی — ضرورت پھر پڑی انکو صبح تک نہ جگانیکی

سیتا جی اور رام چندر جی کا باغ میں ایکدوسرے کو دیکھنا

(طرز: آتا ہے یاد مجھکو)

صبح کو جلد اٹھکر چلے گئے وہ نہانے — فارغ ہوئے جب اس سے منی لگے بتانے
پوجا کیواسطے بھی کچھ پھول یاں ہیں لانے — وہ پا کے اس حکم کو واں لگے تھے جانے
راجہ کے باغ میں وہ کچھ پھول لینے آئے
پوجا کیواسطے ہی راجہ نے جو لگائے
واں سبزہ گھاس اپنی بہار یہ دکھائے — فرش یہ سبز مخمل جیسے نظر ہے آئے
پانی کے اس پہ قطرے موتی ہیں جوں لگائے — سماں وہ تھا رشی کا بھی دھیان چھوٹ جائے
واں بولتے تھے طائر آواز خوش الحان سے
قمری نے پھر سنایا تو ہی تو کہ زبان سے
کوئل نے کوک اپنی پھر آم پہ سنائی — طوطوں نے رام کہنے کی رٹ ہاں لگائی
تھی مست ہو گئے بلبل پھولوں پہ آکے آئی — یہ رام دیکھ منظر خوش ہو کہا کہ بھائی
پوجا کے واسطے اب پھول جلد چن لے
ایسا نہ ہو گرو جی ہو دیر کہیں کہاں تھے

سیتا جی کا آنا (طرز: دادرا)

جس وقت رام لکشمن تھے کنول چن رہے — سیتا بھی آئی اسجگہ سہیلیوں کو لے

وہ گاتی آرہی تھیں دل آسیمیں شوق سے مندر کو جا رہی تھیں وہ پوجا کیواسطے
تھا دیکھ لیا اک سکھی نے رام کو وہاں ۔
جب رام لکشمن جی پھول چن رہے تھے واں
دوڑی وہ آئی لوٹ کے بولی نہ کچھ سخن وہ سہم گئی تھی دیکھ کے تھا کانپتا بدن
حالت یہ دیکھ بول اٹھی وہ دوسری سکھی ہوا ہے کیا تجھے پڑا ہے کونسا محن
آخر وہ بولی جذبۂ دل کو روک کر
وہ پھول لینے باغ میں آئے ہیں دو کنور
دیکھا ضرور آنکھوں نے اسکو زباں نہیں پھر اس لئے وہ حال کو کرتی عیاں نہیں
چہرہ پہ ہے یہ نور کہ وہم و گماں نہیں ہے چاند میں بھی داغ لیک داغ واں نہیں
یہی ہیں دو کنور جو کل پھریں تھے شہر میں
یکتا ہیں جو حسن میں مشہور دہر میں

آگئی تھی سہیلیاں سیتا کو اپنے ساتھ لیے جس جگہ پہ رام لکھمن پھول تھے کچھ چن رہے
ہو گئیں وہ مست انکی حسن خوبی دیکھ کے مل گئیں تھیں گو نگاہیں منہ سے وہ چپ ہی رہے
لکشمی کے روپ میں تھی نظر آئی جانکی
سب سے افضل حسن میں وہ ایک نئے اس شان کی
کھب گئیں تھیں آنکھیں آ کر اسکے رخ مہتاب پر ٹک نہ سکتی تھی نگاہ ٹک اس در نایاب پر
بجلیاں گرنے لگی تھیں اس دل بیتاب پر اٹھ نہ سکتی تھی نگاہ اس نور الکتاب پر
رام بولے لکشمن سے دل یہ اب بے بس ہوا
اس سراپا حسن کی خوبی میں خار و خس ہوا
غیر کی جو استری پہ نظر ڈالے ہیں بری مان لو تو وہ کہلاتے ہیں سب پاپوں کی چھری

خواہ مخواہ ہوتے فدا دیکھ کر عشوہ گری — صبر ہے نہ چین انکو آہ و زاری ہر گھڑی

واہ دیکر حسن کی پھر رام ہواں سے چلے
جا کے تھوڑی دور پہ وہ اوس میں چھپ گئے

جانکی جی دیکھتی تھیں باندھکر وہ ٹکٹکی — مضطرب خاطر ہوئی جب رت آنکھوں سے چھپی
درخت کی اک آڑ میں تھا پھر دکھایا اک سکھی — خوش ہوئی وہ پا کے دولت جو تھی پہلے گم ہوئی

چاند سی وہ موہنی مورت دل میں سیتا کے بسی
عکس دل میں رکھ لیا تا ہو تسلی قلب کی

اک سکھی نے مسکرا کر یوں کہا کی سندری — سانورا جو ہے کنور وہ کان ہے اک حسن کی
غضب کی وہ ہے ادا اور نظر ہے دلبری — شرم کے مارے تھی گردن جانکی کی جھک پڑی

دوسری نے چھیڑا یوں مندر کی پوجا پھر کریں
تک نظر اس سانولی صورت کو پہلے دیکھ لیں

سیتا نے بیتاب ہو کر آنکھ اپنی کھول دی — سامنے کچھ فاصلہ پر پھر نگاہ تھی جا پڑی
چاہتی تھی وہ دیکھنا پر باپ کا پرن یاد بھی — اس وجہ سے کچھ لاچاری اس کے دل کو ہو گئی

اک سکھی نے مسکرا کر پھر کہا اے جانکی
ہو گئی لٹو کیا نہ پوجا کی بھی سدھ رہی

پاربتی کے مندر کی پوجا

سن کے اتنی بات کو مندر میں آئی جانکی — سدھ رہی نہ کچھ بھی دل کی اور نہ کچھ بھی جان کی
پھر کہا یہ عرض سن لے ماتا تو نادان کی — پوجا کا نہ ڈھنگ مجھکو یاد نہ عرفان کی
ماتا ہے تو گنپتی کی روشن ہے اندر جہاں — کامنا پوری تو ہوے التجا بردان کی
پیدا کرتی ہیں جگت اور اس کا رکھتی ہیں خیال — آپ ہی سنگھار کرتی رکھشا کرتی پران کی

بس میں منی نے ہما نند سار اسب کے دلکو موہ لیا بید بھی نہ گا سکے مہما جو تیری شان کی
گن تیرے کہنے سے عاجز شیش ہیں شاردا مانا ہے تو جگت کی اور جنہیں ہر آن کی
کامنا یہ پوری میری کر دے اپنی مہر سے شرم سے نہ کہ سکوں پر درد دل طوفان کی
چرن گوری کے پکڑ کے پریم سے رونے لگی آس تھی فریاد سن لے تا کہ اس نادان کی
مسکرائی پریم سے وہ مورتی کہنے لگی سدھ ہو گی کامنا سن لے پیاری جانکی
سنج بھی یہ دور کر دے اور جتنا ہے الم ہو گئی ہے دل سے معتقد اپنے کرم کی اور دھیان کی
لے لیا بردان تو خوش ہو گئی وہ پریم سے بھولتی تھی یاد کب محسن کے اس احسان کی

دھنش یگیہ کا نظارہ

وشوامتر پاس تھے دونو بھائی بیٹھے ہوئے منتری راجہ کا آیا تب بلانے کیلئے
جنک راجہ نے بلایا آپ کو اسنے کہا جانکی کے اس سوئمبر میں بھی آنے کیلئے
کہا منی نے رام کو جلدی تیاری کیجئے ہے یہ موقع مردمی کا بھی دکھانے کیلئے
بات سن کے وہ گورو کی جھٹ وہاں سے اٹھ کھڑے ہو گئے تیاریاں سے وہ ان کے جانے کیلئے
دوڑ آئے سب گھروں سے جب انہوں نے سنا یہ جا رہے ہیں رام جی جوہر دکھانے کیلئے

دیکھا جب راجہ جنک نے یہ انبوہ و ازدحام اہلکاروں کو کہا کہ جلد کر دیں انتظام
حکم پاتے ہی انہوں نے کر دیا یہ اہتمام اعلیٰ ادنیٰ اوسط درجہ کے بشر جو خاص و عام

با قرینہ یوں بٹھا یا دی جگہ ترتیب سے
ہو گئی موزوں اسی سے باہر نہ تہذیب سے

آ گئے پھر اسجگہ پر راجہ دشرتھ کے کنور محو ہوئے سب مجسم حسن صورت دیکھ کر
شوربیروں کی نگاہ میں شجاع آئے نظر جو دل ناپاک تھے وہ خوف کھاتے سربسر

راکھشوں نے یہ نہ تھا سمجھا کہ رام ہیں قضا
شہر والوں کو لگی شبیہ نزاکت خوشنما
نظر آئے بھگت کو کہ وشنو کا اوتار ہیں جنک کی رانی نے سمجھا طفل خوش اطوار ہیں
رشتہ داروں کی نظر میں عزیز رشتہ دار ہیں دشمنوں کی وہ نظریں برسر پیکار ہیں
الغرض وہ تھے مزین ہر طرح کے نام سے
جسکو جیسا خیال گذرا جلوہ دیکھا رام سے
رام کی تھی موہنی مورت اور تھی شیریں نوا چاند بھی شرمندہ تھا دیکھ رخ کی وہ ضیا
ابرو تھے خمدار دو تو تیکھی چتون کی ادا تھی صراحی دار گردن آنکھ میں شرم و حیا
تھی رسیلی آنکھیں ان کی مسکراہٹ جیسے کنول
ہر عضو میں تھی شجاعت بازوؤں میں زور و بل
دیکھ انکی اس شکل کو سب ہوئے تھے شادمان ہو گیا سب کو یقین کہ رام توڑینگے کمان
مسند تا اور سیر تا کے ہیں سمندر بے گمان جگت کے یہ ہیں پتا اور مالک ہیں یہ دو جہان
کر رہے تھے گفتگو یہ لوگ سب بیٹھے ہوئے
آگئیں تھیں واں پہ سکھیاں جانکی کو ساتھ لے
اس کے آتے ہی خاموشی اک سرے سے چھا گئی خامشی کی مہر بھی سب کے منہ پر آگئی
اپسرا بھی گیت گانے دیکھ واں آگئی قیمتی پوشاک سیتا کی دلوں کو بھا گئی
حجاب کی اور شرم کی وہ سراپا تصویر تھی
ہاتھ میں جیمال تھی اور شرم دامنگیر تھی

راجہ جنک کا بھاٹ کو کہنا

تم سنا دو حاضرین کو پرن میں نے ہے جو کیا کھول کے اسکو مفصل کر دے منہ سے تم ادا

بھاٹ سامعین سے

شرط راجہ کی سنیں اے حاضرینِ عالی وقار ۔۔۔ دھنش توڑیگا جو وہ سیتا کا ہوگا حقدار
ہے دھنش نہ یہ معمولی ہے بڑا یہ وزن دار ۔۔۔ دیکھ جو لنکیش اسکو گھر گیا ہمت سے ہار
جنمیں ہے کچھ زور طاقت وہ اٹھائے یہ کمان
زور اپنا وہ لگا کر کرلے اپنا امتحان

بھاٹ کی تقریر یہ جب نوجوانوں نے سنی ۔۔۔ کئی اٹھے کمان اٹھانے پر وہ ان سے نہ اٹھی
تھا اٹھانا اک طرف اسکو حرکت کچھ ہوئی ۔۔۔ وہ ہوئے نادم یہاں اور شرمساری مول لی
باری باری سب نے آکر طاقت اپنی دی لگا
ہو گئے لاچار سارے دھنک تو ٹس کا لوق ٹرا

دیکھکر راجہ جنک کا بڑھ گیا تھا اضطراب ۔۔۔ بولا پھر مایوس ہو سنیئے مرے عالیجناب
دیکھ یہ بیچارگی میں کھا رہا ہوں پیچ و تاب ۔۔۔ اتنے بہادر سورما ہوتے نہ ہوا انتخاب
سورما نہ رہا جہاں میں کوئی بھی عالی وقار
ہل سکی نہ یہ کمان تھا توڑنا تو درکنار

ورنہ تقدیر سے یہ پرن تھا میں نے کیوں کیا ۔۔۔ ہو گیا مجبور میں افسوس مجھکو ہے ہوا
کیا کنواری ہی رہے گی جانکی اب کیا بھلا ۔۔۔ زور والوں کا نشان کیا دہر سے ہے اٹھ گیا
ہے مناسب لیجائیں تشریف یاں سے سب اٹھا
جسطرح تقدیر میں یہ لیا مجھکو پھل ملا

سب ہوئے مایوس سنکر راجہ کی تقریر کو ۔۔۔ رو کنا ہے سخت مشکل اس لکھی تقدیر کو
کون ہے جو سہ سکے اس دکھ کی بھی تاثیر کو ۔۔۔ غم ہوا یہ دیکھکر پیدا جوان دھپیہ کو

مگر آیا طیش لکشمن کو بڑا گفتار پر
جوش سے کہنے لگا وہ دیدۂ خونبار کر

لکشمن جی

جس سبھا میں رگھوکل کا بیر اک آ جائے ہے — خوف چھا جائے سب لوگ دہر گھبرا جائے ہے
کیا نہیں معلوم یاں پر رام جی موجود ہیں — ان کے ہوتے کیوں یہ راجہ جی ہی اٹھا جائے ہے
آپ نے بولے ناجائز نامناسب یہ کلام — سن کے ہوں بیتاب میرا جوش ابھرا جائے ہے
دشمنو کا حال بگڑے اور جاں پر آ بنے — نظر سیدھی گر کریں تو خوف بھی چھا جائے ہے
آپ تو مہمان نوازی میں بڑے مشہور ہیں — اترے کیوں تحقیر پہ دل کیوں نکلا جائے ہے

لکشمن جی کا پھر بولنا

رام جی گر دیں اجازت کر دوں آفت اک بپا — عرش کو بھی میں ہلا دوں دھنک ہے یہ چیز کیا
آپ نے یہ کیسے سمجھا کہ بیٹھے ہیں یہاں — چاہوں تو میں ایک پل میں خون ان سب کا دوں بہا
رگھوکل پہ داغ آنے دوں بھلا ہے کیا مجال — خاک کر دوں فرش کو اور عرش کو میں دوں اڑا
خوف کھاتے سورما ہیں میری چشم قہر سے — ایک لحظہ میں ہی لیلوں سب کی ہستی کا پتا
دیں حکم گر رام جی تو ایک تختہ الٹ دوں — ان کی ہیں موجودگی میں ہوں کھڑا مجبور سا

لکشمن کی سن کے باتیں کانپتے تھے سب وہاں — جنک بھی تقریر سن یہ دل میں نادم ہو رہا تھا
بشوامتر نے بلایا لکشمن کو پیار سے — رام جی نے کی محبت پاس لیا تب بٹھا

دشوامتر جی کا رام چندر جی سے کہنا

رام جی جلدی اٹھو اب دیر ایسی ہے کیا — توڑ دو اب یہ کمان اور کر دو اس کا فیصلہ
جب دیا حکم گورو نے رام چندر تب اٹھے — کی توجہ اس طرف پہلے گورو کو سر جھکا
ان کے اٹھتے ہی ہوا جیکار کا نعرہ بلند — ہاتھ سارے اٹھ رہے تھے مانگتے تھے یہ دعا

دھنش کو ایں اٹھائے ایشور امداد دے | شرط کو پوری کریں اور جانکی کو لیں بیاہ

رام چندر جی کی نسبت رانی جنک کا خیال

نظر میں ہے رام کمسن طفل ہے نادان سا | کسطرح سے توڑ لیگا یہ دھنش وزنی بڑا
جلنے آئے خویش بھی اور راجہ جو ہیں اقربا | بیٹھے ہیں ہمدرد بھی ہیں اور جتنے خیر خواہ
چاہتے ہیں یہ سب لوں ہے ہم بیان تشہیر ہوں | خود سری کی بھر رہی ان کے سر پر کیا ہوا
ان کو بیٹھے اسجگہ پر سوچ آتی ہے نہیں ذرا | راجہ کے تو ہوش گم ہیں ہیں انہیں سمجھاؤں کیا
سورما جو ہیں بہادر وہ تو بیٹھے ہار کر | کسطرح نادان بالک سے دھنش لیگا اٹھا

ایک سکھی کا رانی کو سمجھانا

رانی جی نہ فکر کیجے سن لیں میرا یہ بیان | گو نہ رکھتی ہوں لیاقت قاصر ہے میری زبان
مضطرب خاطر نہ ہوں اور مان لیں یہ التجا | رام جی دان ہیں نہیں بلکہ ہیں مالک دو جہان
ہیں دلاور سورما نہ ان کو چھوٹا سمجھیے | جھک پڑیں گے جسوقت یہ توڑ ڈالیں گے کمان
گو نظر میں ہے نہ جیتا چھوٹا سا یہ آفتاب | کل سرشٹی کا اندھیرا دور کرتا ہے عیاں
مجھکو ہے بشواش پورا اب تسلی کیجیے | جگت کے مالک ہیں یہ قابو میں ہے کون و مکان

دھنش کا ٹوٹنا

الغرض جب رام جی نے دھنش کو دیکھا | جانچ لیا تھا لگاہ میں ہے وہ کتنا وزنی کا
پھر تھا دیکھا جانکی کو وہ تھی کچھ گھبرا رہی | بیقراری دیکھکر یہ خیال انکو یہ ہوا
دور کر دوں کیوں سب کا اور قلبنا اضطراب | سوچ اتنا پھر گورو کے چرن میں بھی سر جھکا
گیند کی مانند ہاتھوں میں اٹھایا وہ دھنش | کانوں میں بڑی سنائی جھٹ تڑاقے کی صدا
دیکھا لوگوں نے دھنش ہے ہو گیا وہ نیم دو | ٹوٹتے ہی وہ زمین پہ ہاتھ سے تھا آپڑا

دیکھ کر وہ لوگ سارے پھر وہاں سے اٹھے — جنک راجہ کو مبارک پن یہ پورا ہو گیا
بشوامتر نے کہا صد آفریں ہے رام جی — ان کی خوشی و مسرت کی رہی نہ انتہا
دور ہوا رانی جی کا بھی وہ سارا اضطراب — اور سیتا جی کا بھی دکھ اک سرے سے مٹ گیا
رام جی کے پاس لائیں سیتا جی کو سہیلیاں — آ گئی جیمال لے وہ شرم سے نہ ہاتھ اٹھا
اک سہیلی نے جسم کو چھو کہا اے جانکی — ڈال دے جیمال اب حجاب ایسا ہے کیا
ہوش اپنی کی ٹھکانے جانکی نے تب ذرا — ڈال دی جیمال انکو ہاتھ اپنا پھر اٹھا
کئی طرح کا سہیلیوں نے وانپہ کیا تھا ادا — جانکی کو ساتھ اپنے لے گئیں وہ مہ لقا

پرسرام کا آنا

یہ سوئمبر کی رسم جب ہو چکی تھی سب ادا — رسم باقی رہ گئی تھی عقد ہونے کی ذرا
اسکی نسبت ہو رہی تھی اسجگہ کچھ بات چیت — سوچ رہے تھے کچھ کہ لینے کر دیں آفت یاں بپا
رام جی تھے دھیر سنکر اور بھی گمبھیر تھے — مست ہاتھی کی طرح تھے مست کچھ خیال تھا
آ گئے اتنے میں وہاں پر اتفاقاً پرسرام — ہاتھ میں تھی اک کمان اور اک تبر بردوش تھا
یہ بڑے تھے پہلوان اور سورما شہزور تھے — بے مثل تھے دہر میں ثانی نہ اک پیدا ہوا
کھشتریوں کو مار ڈالا بس اوپر ایک بار — کھشتری نہ نام کو بھی دہر میں تھا اک رہا
بیر غضب مشہور تھے وہ اور کچھ بے باک تھے — بید دھڑک وہ آ گئے تھے بیچ منڈپ کے کھلا
رنگ گورا جسم کا گلے پڑا زنار بند — تلک ماتھے پر لگا اور لمبی لٹی تھی بغل بھبھا
تھی بھبوتی جسم پہ اور لمبا چوڑا ڈیل ڈول — سرخ آنکھیں طیش سے اور پشت پر لٹکی جٹا
مشتعل ہونے کو تھی کچھ اندرونی آگ بھی — راجوں نے تھا سر جھکایا دیکھ صورت خشمگن
جنک راجہ بھی جھکا تھا جانکی کو ساتھ لا — ادب اور تعظیم سے پرنام چرنوں پر کیا
لکشمن و رام جی کو بشوامتر نے کہا — آپ بھی تعظیم خاطر سیس اپنا دیں جھکا

جنک پڑھ کے وےلوگنو بھی ادب اور تعظیم سے دیکھ وہ حیران ہوگئے اور دل سے لو انکو دی دعا

پرسرام راجہ جنک سے

لوگ ہیں یہ کیوں جمع منڈپ میں کیا ازدحام ہے بتا کیوں اسجگہ مجمع ہوا ہے خاص و عام

راجہ جنک

تھا سوئمبر جانکی کا سیتیے اے عالی مقام اسلئے راجہ ہیں آئے ہر طرف سے یاں تمام
شرط میں نے یہ رکھی تھی جو توڑیگا دھنک کو عقد سیتا سے کرونگا اسکا سینئے نیک نام

پرسرام کا غصے میں آکر

پیش کردے اسکو فوراً جسنے توڑی یہ کمان ورنہ کردونگا فنا یہ راجدھانی ہیں جہاں

سنکے اتنی بات کو تھے ڈر گئے پیر و جوان سہم گئیں تھیں عورتیں بھی ڈر کے مارے سب وہاں

پرشرام راجہ جنک سے

کیوں ہوا خاموش دیتا کیوں نہیں مجھکو جواب کیا ترے کہنے کو منہ میں نہیں رہی ہے اب زبان
بولتا نہیں کیا حماقت کا چکھا دوں گا مزا پوچھتا ہوں اور چپ ہے منہ سے کہتا ہوں نہ ہاں

لکشمن کا سنکر ہنستے ہوئے جواب دینا

کیوں ہوئے آپے سے باہر ہوش کی لیں کچھ دوا جڑھ برائی کی ہے غصہ سوچ لیں اسکو ذرا
طیش کی جب آگ ہوتی ہے جسم میں مشتعل عقل رکھتی نہیں ٹھکانے خون دیتی ہے جلا
دور کیجے طیش کو اور مہربانی کیجئے میں تو ہوں مہاراج سیوک آپکے ان چرنکا
غصہ ہے بے سود سب ناتوجھے نہ یہ کمان تھی بوسیدہ و پرانی ٹوٹ گئی تو کیا ہوا
اس عوض میں دیتا ہوں آپ ہاتھ کی لیلو کمان ٹوٹ جانے سے اگر ہے آپکو کچھ رنج ہوا
ہاں جڑتے ہے اک طرح شے بھی حکمت سے بنا جوڑ دیگا آکے اسکو کاریگر کو لیں بلا

پرشرام رامچندر جی سے

کسطرح گستاخ ہوکر بولتا ہے چھوکرا خوف اسکو ہے نہ مطلق میرے قہر و غضب کا
کیوں دلاتا طیش مجھکو سر پہ کھیلے ہے قضا پیس دونگا استخواں تک یاں جاؤں چبا
دیکھنے میں تو یہ لڑکا خوبصورت خوشنما اور باطن میں ہے حنظل کسطرح سے زہر کا
اور ہوتا تو میں دیتا اسکو بکنے کی سزا کرتا ہوں بس رحم اسپہ سمجھکے بھائی تیرا

لکشمن پرشرام سے مخاطب ہو کر

شیخیاں یاں نہ بگھاریں باتیں کرکے سانقد کھانڈ کا بھی ہے نہیں کھلونا آپ لینگے جو چبا

پرشرام

دور ہو جا نظر سے ورنہ میں لوں تیری خبر باہر کردوں میں تن سے سر میں جلتا شور و شر

لکشمن

جب تلک نہ ہاتھ دیکھوں میں کہیں بھی جاؤں نہ موند لیں جب آپ آنکھیں پھر نظر میں آؤں نہ

پرشرام

باز آیا نہ تو شیخی سے جگایا ہے فتور رحم کرتا ہوں سمجھ نادان تجھے نہ کچھ شعور

رامچندر جی پرشرام سے

ناتھ چھوٹے بالکوں پر طیش لانا نہیں روا پہاڑ کو ہوتا نہ خدشہ کچھ بھی ننھی بوند کا
بالکوں کی یوں طبیعت ہوتی ہے کچھ چلبلی وہ ابھی نادان مطلق خیال نہ تعظیم کا
اور ٹوٹی وہ کماں بھی ہاتھ لگنے سے مرے اسوجہ سے بھی بری وہ بے گناہ ثابت ہوا
اگر ہے الزام تو وہ مجھ پہ عاید ہو سکے مہربانی کیجیے ہوں داس میں تو آپ کا

پرشرام

سوچ کی نہ تو نے مطلق اور دلیری کی ہے سخن بولے ناروا جو سب ترے ہیں شور سے
گر ہے کچھ توفیق تو پھر آکے لڑلے سامنے ورنہ اپنے آپ کو تو رام کہنا چھوڑ دے

شو کی توڑی جو کمان ہے یہ کیا بھاری ظلم ‏ کر رہا ہے سختی تو ساتھ میرے شوق سے

رام جی

میں تو نرمی کھینچتا ہوں آپ ہیں للکارتے ‏ دو بدو تو خود ہوئے الزام مجھپر تھاپتے
انکساری سے نہ نکلے کام ہاں یہ ٹھیک ہے ‏ جو بشر سیدھا ہو اسکا منہ میں سنگ جانیئے
آپ کو واجب نہیں یہ کج روی و طیش بھی ‏ اگر ہوں خوش تو سند سر ہے حاضر یہ لیجئے
گر ہے لڑکے نے کہا کچھ شعور اسکو کب بھلا ‏ وہ تو ہے نادان مطلق معاف اسکو کیجئے
آپ تو مالک ہیں سب کے اور میں ہوں خادم آپکا ‏ پھر لڑائی جنگ کیا اور کس سے کیجئے
نام میرا رام ہے اور پرشرام ہے آپکا ‏ اس وجہ سے بھی بڑائی آپکی کچھ سوچئے
آپ کے چرنوں سے میری تو سدا یہ پریت ہے ‏ ہار ہے پلے مرے اور آپکی ہی جیت ہے

پرشرام

کھشتری ہیں مار ڈالے کئی دفعہ یہ سوچ تو ‏ اسطرح بیخوف ہو کر کر رہا ہے گفتگو
مضحکہ پہلے اڑایا چھوٹے بھائی نے ترے ‏ اب یہ ہے بے سود نرمی بدل سکتا نہیں میں خو
میری عادت کا نہ واقف خبر رکھتا نہیں ذرا ‏ لیکے آیا ہوں قضا تو سمجھ مجھکو ہوں عدو

رام جی

سن رہا ہی بات یہ ہے اسقدر غصہ کیا ‏ تھی پرانی وہ کمان گر ٹوٹ گئی تو کیا ہوا!
برہمنوں سے گر ہیں ڈرتے اس کے معنی یہ نہیں ‏ بلکے ہم ڈرپوک ہیں نہیں دیتے ہیں اپنا سر جھکا
ایسا ہے نہ کوئی دنیا میں کہ جس سے خوف ہو ‏ دیوتا ہو یا ہو راکھشس خوف رکھتے نہیں ذرا
گر ہوا مشہور کوئی وہ پکارے آسمیں ‏ خواہ ہے ملک الموت ہو وہ لیتے ہیں تیغ چڑھا
پیدا ہو کر کھشتری کل میں خوف ہے نہ موت کا ‏ اسپہ بھی نہ سمجھ آئے تو کردوں میں بیاں کیا؟

پرشرام کا رامچندر کو کمان چڑھانیکو کہنا

یہ کمان لیں ہاتھ میں اور چلہ اسکا دیں چڑھا ‏ اور کردیں دور میرا شک و شبہ جو ہے پڑا

رام جی نے شنکر کے لیلی ہاتھ میں اپنے کمان   چلہ اس کا جب چڑھایا شک باقی نہ رہا گمان

پرشرام

ہو گئی میری تسلی شک مٹایا آپ نے   پردۂ پندار میرا سب مٹایا آپ نے
آپ کا ہے بحر و بر کی ہستی پہ ہو رہا ظہور   وہم ہستی کا میرے ہے سب بھلایا آپ نے
ظاہر و باطن میں ہے جلوہ آپ کا ہو رہا عیاں   نور حق پھیلا ہوا یہ اب دکھایا آپ نے
مہر و ماہ کی یہ ضیا بھی آپ سے جلوہ نما   حق تو ہے اس جہاں کو ہے بنایا آپ نے
خاک باد و آب آتش سب پہ قادر آپ ہیں   کرشمہ اپنی ذات کا مجھکو دکھایا آپ نے

رام جی کی کر ثنا وہ چرن میں پڑنے لگا   اور کر کے معذرت جنگل کا رستہ لیلیا
جب وہ ہیبتناک صورت نظر سے اوجھل ہوئی   ہو گئے خورسند سارے شکر سب نے ادا کیا

بشوامتر راجہ جنک سے

راجہ دشرتھ کیطرف پیغام جلدی بھیجئے   اور خوشخبری یہ انکو جلد پہنچا دیجئے

راجہ جنک کا اپنے ایک معتبر قاصد کو کہنا

راجہ دشرتھ کو سنادو جا کے وانپر یہ خبر   دھنش توڑا رام نے جو آپ کے نور نظر
برات لیکر اسلئے تشریف لائیں وہ یہاں   لیکے یہ پیغام میرا پہنچ جاؤاں سر بسر

طرز اودنی   رانی کوشلیا کا رام جی کیلئے بیقراری ظاہر کرنا   طرز اودنی

آیا جب نہ کوئی سندیسہ رام لکھن کے آنے کا   فکر ہوا تھا کوشلیا کو ہوش بھلایا کھانیکا
راجہ کو پھر کہا کہ انکو فکر کرو منگوانیکی   رنج فکر میں ڈوب رہی اب وقت نہیں [illegible]
راجہ نے کہا نہ دل ہو کر ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہو
وہم ہوا اسوار کیا یہ کیسی باتیں کرتی ہو

ہونہار ہیں دونو بیٹے فکر کرو نہ گھبراؤ — رنج دلی یہ دور کرو دل اپنا بھی ٹھہراؤ
دانا سمجھ سیانی ہو کر یوں نہ بزدل بن جاؤ — غمگین کرو نہ صورت کو آنسو یوں نہ بہاؤ

اتنے میں وزیر نے آ کر ہاتھ جوڑ پرنام کیا
جنک پوری سے قاصد آیا اُسنے یہ پیغام دیا

سنا سندیسہ قاصد کا دربار میں راجہ جب آیا — خوش ہوا پیغام کو سنکر انعام بہت سا دلوایا
رانیاں بھی سب مگن ہوئیں اور سماں خوشی کا چھایا — خوشی ہوئی اودھ پوری میں دل تھا سب کا کھل آیا

راجہ نے پھر حکم دیا کہ برات ابھی تیار کرو
گھوڑے ہاتھی پالکیاں تیار پیدل اسوار کرو

برات کی روانگی

برات آئی جب جنک پوری میں وشوامتر آئے — رام لکھشن کو کیا حوالے ہمراہ انکو لے آئے
گلے لگایا دونو کو دشرتھ راجہ دلمیں ہرکھائے — ایشور کا دھنباد کیا جو خوشی کے دن یہ دکھلائے

رام چندر کو مکٹ پہنا گھوڑی پہ اسوار کیا
برات ہوئی پھر شہر میں داخل سب نے آ دیدار کیا

آتشبازی چھوٹ رہی تھی دھن کو بجا کر رہے تھے — خوش و خرم تھے سبھی براتی گھوڑے بھی ناچ رہے تھے
ہاتھی بھی تھے مست خوشی میں قدم جھوم کر دھرتے تھے — جھاڑ مشعل فانوس تھے روشن سبکو منور کرتے تھے

رسم ادا ملنی کی ہوئی دونو باہم آن ملے
اور بھی جو ممبر تھے آئے مل کر سب خوش ہوئے

سیتا جی کا بیاہ ہونا

وقت لگن کے بیدی میں پھر راجکمار بٹھلائے تھے۔ رسم بیاہ کی شروع ہوئی جب سیتا کو وہ لائے تھے

بھون میں آ کر پنڈت بیٹھے ویدکے منتر گاتے تھے — عورتیں بھی آ ہوئیں اکٹھی سوہاگ منگل کے گاتے تھے

کنیا دان کیا راجہ نے رانی کو بھی پاس بٹھا

سیتا جی کا ہاتھ پکڑ کر رامچندر کے ہاتھ دیا

عہد کیا پھر رامچندر نے سیتا سے پیمان کیا — پنڈت نے تھا بتلایا جو شاستر کا پرمان دیا

اشیرباد دی راجہ نے پھر بہت سا پن اور دان کیا — ایشور کا پھر پرماتما سے ہاتھ جوڑ کر دھیان کیا

تین بہنیں تھیں سیتا کی جو بیاہ تینوں کا دیا رچا

تین بھائی تھے رام چندر کے انکو انکے ساتھ کیا

ڈولی کی جب ہوئی تیاری دھن کو بہت سا دان کیا — ہاتھی اونٹ ہزاروں گھوڑے جہیز کا سامان دیا

سیم طلا کے زیور گہنے نقد بھی لاکھوں دان دیا — وداع ہونے کے وقت جنک نے رو رو کر دل حیران کیا

سیتا جی کو ملنے خاطر عورتیں گھر کی باہر آ

گلے لگایا سیتا جی کو اُس نے سب کو دیا رلا

ماتا کی سیتا جی کو نصیحت بوقت جدائی

طرز لاونی

ماتا رو رو لگی سنانے ڈولی میں جب ڈالا تھا — چھوڑ اکیلی جدا ہوئی کیا اسی ورکو پالا تھا

پیش نہیں کچھ چلتی بیٹی لاڈ پیار سے پالا تھا — جدا ہونے کا وقت بھی آیا جب کچھ ہوش سنبھالا تھا

پیار کرونگی کس کو بیٹی رو کر کسے سناؤنگی

کون کہیگا پیار سے ماتا بن تیرے گھبراؤنگی

گھر کھانے کو دوڑیگا جب تو بھی نظر نہ آویگی — نکل جائینگے پران یہ میرے یاد تیری جب آویگی

وداع ہونگے سامان خوشی کے کل نہ طبیعت پاویگی — کل سے بیکل ہونگی کل کو آتما کل نہ پاویگی

سچ کسی سے ٹھیک کہا ہے لڑکی مال بیگانہ ہے

ظاہر کرتے لاڈ پیار جو وہ بھی ایک بہانہ ہے

دیتی ہوں یہ تجھے نصیحت بھول اسے نہ تم جانا ساس سسر کی خدمت کرنا ان کا حکم بجا لانا
خاوند کی تم سیوا کرنا خدمت سے دل پرچانا غصے میں بھی نرمی کرنا رنج نہ مُنہ پر تم لانا
دیور نند جیٹھانی جتنے آدر ان سب کا کرنا
بچن بولنا میٹھے سب سے سب کی دلداری کرنا
پاس پڑوسن جو کوئی آوے عزت انکی تم کرنا۔ کسی کی نہ تم چغلی کھانا گلہ کسی کا نہ کرنا
لاج ہماری ہاتھ تمہارے پاس ادب سب کا کرنا خاندان کی شان بڑھانا خود ہی تکبر نہ کرنا
بھول نہ جانا میری نصیحت بار بار سمجھاتی ہوں
رو نہ اب ماتا کی پیاری دیکھ تجھے گھبراتی ہوں

سیتا جی

پیاری ماتا سن لے جو کچھ درد کا حال سناؤں میں ابھی سے مجھ کو لگی بھلانے من اپنے پچھتاؤں میں
لاڈ پیار سے پالا مجھکو چھوڑ تجھے نہ جاؤں میں جس گھر میں ہوں کھیلی کودی اب ہا اسنے نہ پاؤں میں
چھما کرو اپراد کو میرے آنکھوں سے نہ دور کرو
مجبور کرو نہ چلنے کو نہ سینہ میرا چور کرو
جب تھی میری عمر یانی نہ کچھ ہوش سنبھالا تھا کنٹھ اٹھایا میری خاطر اور ہیت میں ڈالا تھا
مجھکو پران سمجھتی پہلے جی مجھ پہ متوالا تھا اب ہا نہیں آتا رحم تجھے کیا اسی ورکو پالا تھا
لاڈ پیار سے گلے لگاتی محبت کا دم بھرتی تھی
معلوم ہوا اب جان پر میرا سب لوگ دکھاوا کرتی تھی
فریاد کروں میں کسکے آگے تم بھی ہو گئی بیگانی جسکے گھر میں جنم لیا میں بن گئے وہ دشمن جانی
گھر سے بھی اب باہر نکالا ساتھ اٹھا دانہ پانی سنے نہیں اب میری کہانی غم ہائے دیتی ہو دلوانی
اچھا نہیں کچھ زور ہمارا بہتا شور پکار کیا
معاف کرو وہ کہا سنا جو غصہ میں گفتار کیا

ماتا کا جواب

تاب نہیں اب رونے کی یہ بیٹھ تجھے سمجھاؤں میں گنہگار ہوں بیشک تیری ہو لاچار سناؤں میں
حال بتاؤں کیسے اپنا دل کو چیر دکھاؤں میں یقین کرو تم پیاری بیٹی تجھ بن کل نہ پاؤں میں
بے جان ہوئی یہ سُنا سنکر دل بھی ٹھکانے نہیں آتا
آنکھوں میری ہوا اندھیرا نظر نہیں کچھ آتا
ساس تیری سکھ سیانی ان سے مل جل جاؤگی بھولے سے یاد کروگی دل اپنا بہلاؤگی
تڑپوں گی میں بیٹھ اکیلی جب تم دیر لگاؤگی ایسی سکھ سیانی بیٹی ملے کہاں بتلاؤگی
غم تو ہوگا جان میری کو بیٹھ کے خود سمجھاؤنگی
پونچھ دے آنسو آنچل سے اب جلدی تجھے بلاؤنگی

سیتا کا سہیلیوں سے ملنا

طرز:- اسی تمنا میں مر مٹے ہم۔

سیتا رو رو کہے زباں سے سہیلیوں کو گلے لگا کر جو میرے ہمدم و رازداں تھے نہ بات پوچھیں وہ میری آکر
گھر سے کرکے جبر نکالا نہ ہوش مجھ میں ذرا سنبھالا آرام کھویا ستم یہ ڈھایا ہے دُور پھینکا مجھے اُٹھا کر
اب ہوگا ایسی جگہ یہ جانا جہاں نہ اپنا ہو کوئی ٹھکانہ پڑیگا مجھکو جو رنج اٹھانا سنیگا قصہ یہ کون آکر
افسوس تم نے بھی ساتھ چھوڑا ہے منہ کو اس طرح تم نے موڑا یہ بحر غم ہے لا کے چھوڑا عمر کی کشتی بھنور میں لاکر
یہ پھوٹی قسمت گرا کے سہی ہیں ہر مصیبت اپنی بلا کے ہاتھوں بچھڑے سینہ جلا رہی ہوں اب بابل کا چشم میں لاکر

سہیلیوں کا جواب

کہا ہے سیتا کیا یہ تو نے جلا نہ سینہ ہمیں رُلا کر ہے ہاری ری ہم نے بھولا نہ جانا جو سیکو جو لوٹے آکر
یہ جا کے سیتا تو کب ملیگی کلی طبیعت کی کب کھلیگی جدائی تیری ہے شاق ہم پر فراق غم میں گھلینگی آکر
یہ ہم میں سب کچھ نثار کرتیں ہیں والدین سے پیار کرتیں ہیں پورا گھر کا خیال کرتیں وہ پیار کرتے گلے لگا کر

جوان ہونے پر نکال دیتے ہیں دوسروں کو سنبھالنے لئے — خیال کرتے نہ سب لوگوں میں وہ یاد کرتے نہیں بھلا کر

ہاں بیٹی اسمیں قصور کیا ہے قانون بنایا مہاراجہ ہو — معلوم انکو نہ یہ ہوا ہے کہ جو اندر تی بنے لیں آکر

لگایا منہ پہ شرم کا پہرا دیا یہ جبر کہ رحم کا گلا ہے — نہ بولنے کی ہمیں اجازت بنائیں کسکو یہ حال آکر

سفر ہے سکو یہ پیش آنا عجب ہے دنیا کا کارخانہ — یہ سوچ رکھنا نہ بھول جانا خبر ہماری بھی لینا آکر

طرز قوالی راجہ جنک کی مہاراجہ دشرتھ سے التجا طرز قوالی

مخاطب ہو کے راجہ سے یہ پنڈت نے تھا بتلایا — کہ ناحق دیر کرنے ہو تمھیں خیال سیتا کا

وہ تمکو دیکھکر ہے اور ہی آنسو بہاتی ہے — نہ باتوں میں وقت ٹالو کر و رخصت دیا یا

اجازت دو چلیں جلدی وقت بہت اب آیا — سنی جب بات پنڈت کی جنک کو بھی دھیان آیا

جنک نے دست بستہ ہو کے راجہ سے کہا جا کر — کہ سیتا کی عمر نادان ابھی نہ کچھ شعور آیا

سرزد ہو خطا کوئی بھی بھولے سے یا چوک سے — عفو کرنا کہ بچہ ہے سمجھ لینگی جو سمجھایا

جنک کا ہاتھ راجہ نے پکڑ کے یہ کہا اسکو — کہ سیتا کے متعلق آپکو یہ خیال کیا آیا؟

پیاری ہے مجھے سیتا پیارے رام سے بڑھکر — وہ پہلے اور پیچھے رام ہیں دونو نور آنکھوں کا

ایودھیا کو واپسی از جنک پور طرز لاونی

جب اس سے کچھ ہوئی فراغت طلب اجازت کی جا ہی برات وہاں سے ہوئی روانہ طرف ایودھیا کے آئی

خوشی ہوئی تب اودھ پوری میں دیکھ کے بڑھ کھائی خوشی ہوئے سب دیکھ کے سیتا محل کے اندر جب آئی

پوچھا حال پھر رام سے ماتا نے دیر لگانے کا

بتا دو بیٹا کس کارن سے وقت ملا نہ آنے کا

رام چند نے حال سنایا وقت ہمارا یوں گذرا — راکھشوں سے کچھ ہوئی لڑائی مار کے انکو دور کیا

آنے کو تیار ہی تھے کہ منی نے کچھ دن روک رکھا — اتنے میں پھر ہوا سویمبر بول اتنا خاموش ہوا

شرم سے آنکھیں نیچے کر لیں آگے نہ اک حرف کہا
ناتا کو نہ کچھ بتلایا حال جو گذرا شادی کا

ناتا نے خلوص دیکھ کر رام چندر سے پوچھا — ہاں بیٹا تو ذرا مفصل بتلا حال سوئمبر کا
بات سنی تو کہا شرم سے مجھے پتہ نہیں آگے کا — ناتا نے یہ دیکھ رام کو گلے خوشی سے لگا لیا

شرم میں دیکھا رام چندر کو دل و جان سے ہوئی فدا
فرط خوشی میں پیار کیا اور ماتھے کو بھی چوم لیا

اجودھیا کانڈ

رامچندر جی کے راج تلک کی تیاری
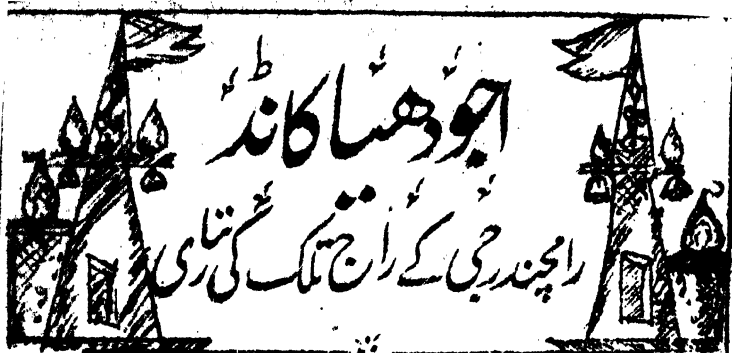
سبھا میں بیٹھے ہوئے تھے راجہ جو انکو ایسا خیال آیا ۔ منگا آئینہ جو رخ کو دیکھا سفید داڑھی میں بال آیا
شباب گذرا و عہد پیری کا انکو سمجھے وبال آیا ۔ ہے چند روزہ یہ زندگانی اجل کا انکو خیال آیا
وشسٹ جیسے گورو تھے اس جا یہ عرض کر کے کہا تھا راجہ ۔ کہ رام جی اب چڑھی جوانی شباب اوج کمال آیا
یہ گن سب ہیں انہوں پہ راضی ہیں لال سچا یہ جوان ابھی تھے ۔ شباب گذرا آئی پیری سفید دیکھو یہ بال آیا

وشسٹ گورو

خیال اچھا ہے بڑا مبارک یہ کام کر دیں کو دیکھ ساعت ۔ حیات باقی ہے چند روزہ یہ زندگی کا سوال آیا
ہے رام لائق بھی ہر طرح سے ہر ایک فن میں جو لائق تو ہے ۔ رعایا انپہ فدا تھی لیکن کچھ انپہ رعب جمال آیا
شروع سے کل میں چلی ہے رسم یہ تخت بڑے لڑکے کو دیتے ۔ بنائیں راجہ ہم اپنے جیتے مبارک ہے جو خیال آیا

مہاراجہ دشرتھ کا وزیر سومنت کو بلانا

وزیر اپنا سمنت بلا کے اسکو حکم سنایا ۔ کہ شہر میں یہ اعلان کر دو جو اب ہے ہمکو خیال آیا
اعلان یہ ہے سنو رعایا کہ رام جی کو راج دینگے ۔ بٹھائیں کل ہی تخت پہ وہ نہ دیر کا اب خیال آیا
سومنت نے پھر یہاں سے آکر رعایا کو دی خبر یہ جاکر ۔ وہ لوگ فرط خوشی میں آکر یہ سن سرور کمال آیا
دشرتھ جی نے بھی دے سندیسہ رام جی کی طرف تھا بھیجا ۔ خبر سنائی جو رام کو جا خوشی سے رخ پہ جلال آیا

دیوتوں کا فکرمند ہو جانا

بطرز دادرا

اودھ میں ہر سو خوشی کا سامان بنا ہوا تھا ۔ ہر اک کے دل میں شوق تھا ارمان تھا ہوا

بازار چوک کوچے تھے سبھی سجے ہوئے　جس آدمی کو دیکھئے مشتاق تھا ہوا
تھی ہر طرف کو ہو رہی خوشی کی دھوم دھام　جلسہ سرود راگ کا ہر آن تھا ہوا
ہوا جبھی معلوم تھا یہ دیوتوں کو حال　تب اُن کے دل میں پیدا اک طوفان تھا ہوا
خیال آیا اُنکو اگر رام تخت لیں　بگڑے ہمارا کام یہ نقصان تھا ہوا
محنت ہماری رائیگاں ساری ہی جائیگی　پیدا جبھی یہ وہم و گمان تھا ہوا
انہوں نے راجہ اندر کو فوراً ہی خبر کی　ہر دیوتا منت کش احسان تھا ہوا

اندر نے پھر یہ سوچا تھا پورے خیال سے　ہوگا نہ فائدہ ہمیں اس قیل قال
ماتا سرسوتی کی طرف پھر نگاہ کی　مخاطب ہوا کہ کیا تھا اپنے حال سے

راجہ اندر۔ ماتا سرسوتی سے

ماتا تیرے میں عقل اور تمیز ہے بڑی　نکالیگی تو ہی ہمیں اب اس جنجال سے
ہونے نہ پائے راج یہ اب رام کو کہیں۔　اور ڈالدے اب پھوٹ تو اپنے کمال سے

ماتا سرسوتی

کیا میں ہی ایسے کام کی خاطر بنی ہوں　ہو غم سے سینہ سوز تو یہ کام کیوں کروں

راجہ اندر

ماتا کریں مدد تو کام ہوگا یہ ضرور　ورنہ بپا ہو آفت اور ہوگا یہ فتور
اسلئے امداد سے بھی دریغ نہ کریں　ہے وقت یہ کٹھن تو پس و پیش نہ کریں

سرسوتی کا اندر پوری سے آنا

کام کیسے ہو سکیگا فکر یہ مجھ کو ہوا　رام کی الفت کا خواہاں ہر بشر ہے ہر جگہ
ڈھونڈھتے ہی پڑ گئی تھی منتھرا پہ پھر نگاہ　مسکرائی اپنے دل میں کام اب ہوا

منتھرا کے سر پر فوراً سایہ اپنا ڈال کر — عالم بالا کی جانب اُس نے اپنا رخ کیا

منتھرا کی عقل پہ جب پردہ آکر پڑ گیا — پوچھا لوگوں سے کہ ہوا شہر کیوں آراستہ
کیا وجہ ہے مضطرب ہوں دیکھکر حیران ہوں — کوئی تو اب بتاؤ ہوا کیا یہ ماجرا

اہل شہر منتھرا سے

کیوں اے بڑھی ہوش کی تیرے کیوں گم ہو گئے ہیں حواس — کیا تجھے معلوم نہیں ہے حال کچھ بھی شہر کا
رام جی کو راج ہوگا کیا ہے اب تو نے سنا — اسوقت بھی تو کہاں تھی جبکہ تھا اعلان ہوا

سنکے انکی بات کو وہ حسد سے تھی جل گئی — سدھ رہی نہ جسم کی اور اک فکر پیدا ہوا

منتھرا کا کیکئی کے پاس آکر حال بیان کرنا

میں گئی تھی شہر میں کوئی چیز لانے کیلئے — واں ہوئی جو گفتگو آئی سنانے کیلئے
غضب ہے اندھیر دیکھا دوڑی آئی ہوں یہاں — آئی ہوں میں پاس تیرے سب سنانے کیلئے
ہوش ہے نہ کچھ تجھے اور ہو رہی ہے بیخبر — دیکھا ہے اندھیر میں نے آئی جگانے کیلئے
بات میں نے یہ سنی ہے سمجھی تیرے واسطے — ڈھنگ کھیلا تمکو مٹی میں ملانے کیلئے
چاہتے ہیں سب راج دینا رام جی کے ہاتھ میں — تاجپوشی کی رسم کو واں منانے کیلئے
راجہ نے ہے کہدیا اور ہو چکا ہے فیصلہ — کل تیاری ہو تخت پہ بھی بٹھانے کیلئے
لائق ہیں اب رام جی ہر ایک نے دی یہ صلاح — ہو گئے آمادہ سب حق جتانے کیلئے
برخلاف مہاراج کے بولے وہاں کسکو مجال — وزیر آیا رام کو تھا تب بلانے کیلئے
کہا انہوں نے رام کو بیٹا کہوں سچ اب تجھے — سونپ دوں یہ راج تمکو اب کمانے کیلئے
الغرض یہ راج کل ہی رام کو مل جائے گا — رہنا پھر تو منتظر یاں دن بتانے کیلئے

چھوٹ جائیگی یہ قسمت پھر بچارے بھرت کی — در بدر مارا پھریگا رنج اٹھانیکے لئے
چاپلوسی یا کریگا رام کی وہ عمر بھر — یا رہیگا خادموں میں دکھ اٹھانے کیلئے

رانی کیکئی

اس ذرا سی بات پر تو ہوئی حیران تھی — ہو رہی تھی مضطرب بس پیٹ ہلانے کیلئے
یونہی پہلے خون میرا سوختہ تو نے کیا — ہو گئی بیزار تھی یہ جان جلانے کیلئے
خوف کھایا میں نے تیری شکل کو ہی دیکھکر — آئی ہے منحوس اب کیا ستانے کیلئے
جا نظر سے دور ہو ایشور تجھے غارت کرے — بس یہی تھی بات جو آئی سنانے کیلئے
عقل ہوتی تجھکو تو دیتی مبارکباد آ — تو نے لو الٹی سنائی رنج لانے کیلئے
راج ملتا رام کو گر تیرا کیا تھا بگڑتا — جائیگا نہ گھر میں تیرے کچھ بھی لانے کیلئے
ہٹ پرے تو بے حیا نہ میٹھی باتیں بنا — کاٹ دوں تیری زبان نہ رہے چلانے کیلئے

منتھرا

طرز یا آسلیجے

رانی کرتی ہوں خیر خواہی تو چاہے لاکھوں مجھے سنا لے۔ ہما نہ سوچو گی بہتری کو تو خواہ گھر سے مجھے نکالے
اف یہ تیری ہے بے پروائی کیسی چھا گئی ہے بھسم یہ بدتی۔ تباہ کر لیگی تو اپنی ہستی یہ بات ہا کہوں میں جب [illegible]
نظر ہے آتی تیری تباہی یہ دیکھ تڑپوں ہوں مثل ماہی۔ میں سوچ کرتی ہوں خیر خواہی بھلا کہ دلکو تیرے ستا [illegible]
رام جب ہی راج لیگا وہ بنے تمکو یہاں نہ دیگا۔ خبر بھرت کی بھی خوب لیگا وہ دیکے دھکے باہر نکالے
جب آ کے فاقوں سے تم مرو گی یہ یاد باتیں تم کرو گی۔ قدم محل سے باہر دھرو گی پڑینگے پاؤں میں لاکھ چھالے
بھرت کرے گا جو گلہ کہ رانی ہوں پھر بھی مانگیں نہ بھوں رانی۔ نہ راس ہے مجھے خصومت یہ سوچ تیری کون [illegible]
یہ راج تیرا نہ میں سنبھالوں کرونگی خدمت یہ پیٹ پالوں۔ خیال کر کچھ تو بہتری کا تو ہوش اپنی ذرا سنبھالے
نمک ہے تیرا دام کھایا اسی سبب سے خیال آیا۔ ہے اونچ نیچا تمہیں بتایا جو آئے دل میں وہ تو بنالے
تو دل کو شاد گلہ نہ کرنا نہ دوش سر یہ مرے تو دھرنا۔ مناسب اب کچھ خیال کرنا تو ضد سے [illegible]

رانی کیکئی کا خود بخود سوچنا

منتھرا کو کیا پڑی تھی سر پہ لے رنج و الم — سچ ہے غمخوار میری وہ جو کہتی دمبدم
دیکھوں گر انصاف سے جو کچھ کہا سو ٹھیک ہے — راج کو گر رام لیں سب کام ہوں درہم برہم
بھرت جائیگا نکل وہ دربدر مارا پھرے — یا رہے گا خادموں میں اور ہوگا یہ ستم
کیا عجب اسکو چھپا دے رام اسکا بن عدو — یا بچارے کو روانہ کر دے وہ سوئے عدم
پھر کروں عجز نالہ زاری وہ سبھی بے سود ہو — چین آئیگا نہ دل کو جان جائے ایکدم
بدسلوکی ساتھ میرے بھی کرے کوشلیا — چین لینے مجھکو دیگی گھر میں وہ نہ ایکدم
آگاہ کیا مجھکو بچاری منتھرا نے ہو بھلا — ورنہ میں برباد ہوتی سر پہ پھٹتی یہ ستم
اب تو جیسے بن پڑے دوں راج بیٹے بھرت کو — کھاؤنگی نہ دم کسی کا خواہ مردہ ہو جسم
مگر ہے اک بات مشکل سوچ آتی ہے یہی — مان لینگے کیسے راجہ بات کو یہ ہے الم
تدبیر اسکی بھی بتائیگی پیاری منتھرا — پوچھ لونگی بیٹھکر تو دور ہوگا یہ الم
آجکل میں ورنہ دیکھوں خواب آتے ہیں برے — اسلئے پیدا ہوا ہے میرے دل میں اب بھرم
سوچ اتنا پھر بلایا منتھرا کو یہ کہا — دے بتا تدبیر میرے حال پر کر دے کرم
مونس ہے غمخوار میری اور ہے سچی رفیق — بھولوں نہ احسان تیرا چوم لوں تیرا قدم
اب تو لونڈی نہ کہاؤں میں کوشلیا کی ہاں — میں مرونگی زہر کھا کر اور نہ سہونگی یہ ستم

منتھرا

یاد ہوگا تجھکو رانی! راجہ نے دو بر دئے — اب تلک وہ ہیں امانت پاس راجہ کے پڑے
کام لیتی کیوں نہیں آخر وہ کاہے کو پڑے — اسوقت جب ہے ضرورت انسے تو وہ مانگ لے
وقت ہے یہ اب مناسب کوپ بھون میں جا پڑ — شام کو مہاراج جی بھی اسجگہ آ جائینگے
پوچھینگے ہے کیا سبب وہ دیکھ حالت کو تری — رام کی پھر قسم لینا گر ہو ناقبول کے

دمنہ کھاتا اب کسی کا ورنہ ہوتی ابتری   کھایا ہے یہ نمک تیرا اسلئے میں کہوں تجھے

٭

کوپ بھون

طرز لاونی

منتھرا کی یہ بات سوچکر رانی مکر بنایا تھا   راجہ کو بہلانے خاطر آپ جال بچھایا تھا
محل اپنے میں کیا اندھیرا روپ کروپ بنایا تھا   زیور بال بکھیر سبھی اک اور ستم ہی ڈھایا تھا
راجہ نے جو آکر دیکھا دل میں وہ حیران ہوا
رانی کو پھر دیا دلاسا پوچھا کیا نقصان ہوا
کھول دے آنکھیں بول پیاری کس نے تجھے ستایا ہے   محل میرے کوئی نہ آوے دیکھ تجھے گھبرایا ہے
شمعدان بھی گل پڑے ہیں گھر میں اندھیرا چھایا ہے   اداس پڑی ہی تو فرش زمین پر چہرہ بھی کملایا ہے
کندھا پکڑ ہلایا اسکا پھر بھی رانی نہ بولی
ہاتھ جھٹک کر پرے کیا اور بات بھید کی نہ کھولی
منتھرا سے جب پوچھا تو بتلایا اسنے ہوش سنبھال - پڑی صبح سے فرش زمین پر نہیں بتلایا ذرا احوال
زور لگایا ہے سمجھایا نہیں اترا اپنے ذرا ملال . پوچھا پھر نہ خوف یہی کہ غصے میں نہ ترے اچھال
بات سنی جب لونڈی کی تو راجہ سن حیران ہوا
گذرے دل میں خیال کئی اور باتوں کا دھیان ہوا

٭

مہاراجہ دسرتھ رانی کیکئی

طرز :- اسی تمنا میں

لپیٹ منہ سر پڑی ہو رانی یہ رخ پہ کیسے نقاب آیا   نگاہیں پھیریں ہیں سمجھ سے کہ کیا تجھکو حجاب آیا
دیکھ صورت الم میں تیری جان نکلی ہے جاتی میری   بتادے حالت لگا نہ دیری کہاں سے غفلت کا خواب آیا
دیکھو حالت نہیں گوارا پریشاں خاطر بہت ہے ناتواں   ہوئی بڑھاپے میں اضطرابی نہ کچھ بھی طاقت نہ تاب آیا

ستایا ہو گر کسی نے تجھکو تو نام اسکا بتا دے مجھکو — اڑا دوں خنجر سے اسکی گردن جبھی وہ زیرِ عتاب آیا
تو راز اپنا دلی بتا دے زبان اپنی ذرا ہلا دے — یہ خفگی ساری پرے ہٹا دے یہ دیکھ مجھپر جلال آیا

رانی کیکئی

بتاؤں کیسے یہ بیقراری ہے یونہی دلکو ملال آیا — ہے یونہی قسمت لکھی ہماری یہ دیکھ دلکو ملال آیا
پوچھو اگر نہ جان و تن ستاؤ یہ پیچھا چھوڑو نہ دل دکھاؤ — جلوں کو آ کر نہ تم جلاؤ کدھر ہے میرا خیال آیا
سن رکھی ہے وہ بات ساری جو کہ ہے مجھے بھی پیاری — اسی سبب سے ہے بیقراری ابھی ہے دلکو ملال آیا
یہ فیل مستوں کی ہو داد دیتے نہیں خبر بیکسوں کی لیتے — مروں یا جیتی رہوں بلا سے جواب کو نہ خیال آیا
رام بیٹا ہے سب کے پیارا جو راج اودھ کا دیا ہے سارا — پھرے بھٹکتا بھرت بیچارا سمجھ لیا کہ کنگال آیا
گھر سے اسکو کیا ہے بے گھر رکھا نہ اشور کا خوف دلبر — پسر ہے وہ بھی تمہارا آخر بھلایا اسکو یہ خیال آیا
قرار دو لو کیے ہیں وہ جو ہے آرزو یہ وہ پورے کر دو — کرو نہ پورے تو یہ سمجھ لو کہ زندگی پر وبال آیا
رام کو یہ حکم سنا دو بنباس چودہ برس کا لا دو — بھرت کو راجہ اودھ بنا دو یہی ہے آخر سوال آیا

مہاراجہ دشرتھ سر دھنتے ہوئے

ہائے پاپن کیا سنایا دل مرا یہ جل گیا — ناگنی وش کی بھری کا وار مجھپر چل گیا
ہائے کیوں نہ قہر کا یہ وقت آ کر ٹل گیا — مراد کے کیوں نخل پہ کلہاڑا تیرا چل گیا
آگ تو نے وہ لگا دی جسکا بجھنا ہے محال
پکڑ ڈالا بحرِ غم میں ڈوبتا ہوں پر ملال

رانی کیکئی

کیا ہوا نہ عقد مجھسے بھرت نہیں ہے کیا پسر — کیا نہیں پیدا ہوا ہے اسکی الفت کا شجر
قول اپنے میں نے مانگے تو پھنسا ہے کیوں مگر — کچھ نہیں پرواہ اگر قائم رہو نہ عہد پر

یاد رکھنا نام یہ بدنام ہوگا دہر میں
قول ہارا راجہ دشرتھ چرچا ہو یہ شہر میں

جسم پر آرے چلے وہ نام جنکا تھا شوی ۔ کمان کی خاطر دد ہیچی ہڈی دیدی بیٹھ کی
ہرشچند ربھی بکے ورائ تلک نہ منہ سے نکلی بزرگ تھے وہ آپ کے ہیں جو کہے میں نے ابھی

قول کی خاطر انہوں نے جان رکھی نہ عزیز
پیش کی ہیں جو نظیریں سوچ انکو باتمیز

راجہ دشرتھ

رام بھی اور بھرت بھی ہیں دونو مجھکو اک سمان چاہتی ہے تو راج دیدوں بھرت کو نہ ہے گمان
رام سے تو پیار تیرا کہاں گئی وہ محبت کہاں وہ تو ہے اک دھرم مورت اسکو جانے ہے جہان

رام کو بنباس ہو تو جینا میرا ہے کٹھن
اسلئے تبدیل کر لے دوسرا جو ہے سخن

رانی کیکئی

سمجھتی ہوں چھل ہے یہ چال میں نہ آونگی دال گلنے کی نہیں یاں مرنے دم میں آونگی
خواہ مخواہ نہ دیکھکر یہ سہرا بے تو کھاونگی کام کی اس سختی میں جان تک دے جاونگی

ہو گیا معلوم دشرتھ کو اجل ہے ناچتی
زندگی کے اس شجر کو ایک دم میں کاٹتی

راجہ دشرتھ

رام کا تھا نام لب پہ وہ زمین پہ گر پڑے اڑ گیا تھا رنگ منہ کا مثل ماہی تڑپتے
کہیں جنم کے ہائے ظالم تو نے بدلے ہیں لئے ہو گئی تقدیر الٹی پھل ملے ہیں پاپ کے

رام جی تم پھر بھی آکر تخت لینگے یہ سنبھال
داغ بدنامی سے بچنا تیرے لئے ہے محال

جسطرح ہو خواہش تیری کر مجھے کیا واسطہ ۔ دور ہو جا میری آنکھوں سے اسی میں ہے بھلا
ہاتھ جوڑوں اب تو مجھکو سخت کلمے نہ سنا ۔ جان پر ہے آ بنی اب شک نہیں اسمیں ذرا
آئیگا افسوس تجھکو پیچھے پھر پچھتائیگی
وقت گذرے یہ گھڑی پھر ہاتھ میں نہ آئیگی

راجہ دشرتھ کا آہ و فغان کرنا

بطرز راگنی کانہڑہ ۔ تال دوگن

سمجھ کچھ تو من میں اری بے وفا ۔ قرار اس لئے میں نے ٹھانا کیا
دیا دل جو تجھکو قدر کچھ نہ جانی ۔ ختم ہوگئی آج الفت کی کہانی
ہے بدنام کل کو تباہ کردیا ۔ یہ ہستی کا بیڑا فنا کردیا
یہ تریا چرتر ہیں گر جانتا ۔ ذرا کہنا تیرا نہیں مانتا
تو امرت کا دھوکا دلاتی رہی ۔ بہانے ہیں سم کو کھلاتی رہی
ہائے رام چندر کو کیوں بے قصور ۔ کروں اپنی نظروں سے کیسے میں دور
اری موت تو ہی جلد جائے آ ۔ میں کسوقت سے منتظر ہوں ترا
ارے ایشور بات سن لے ذرا ۔ نہیں منہ دکھانے کے قابل رہا
اری موت پیاری نہ دیر اب لگا ۔ جلد مجھکو دنیا سے لے تو اٹھا

رات کو نہ نیند آئی آنکھ جھپکی نہ ذرا ۔ غم کی لہریں اٹھیں واں جن سے کلیجہ جل اٹھا
آہ ہو نکلا تھا جو دھواں وہ پانی بنکر بہ گیا ۔ تھی زبان پر ہائے رام! اور رام ہائے کی صدا
صبح ہونے پر بھی راجہ کو نہ دیکھا جب وہاں
اہلکاروں کو ہوا تھا فکر دامنگیر واں

وزیر آیا جب بلانے حال دیکھا ہجگیا — فرش پر راجہ پڑے دیکھا تو وہ حیران ہوا
کیوں تذبذب کی سے حالت رانی جی دیجئے بتا — مہاراج جی ہیں فرش پر لیٹے ہوئے ہے کیا وجہ

سنکے اسکی بات کو پھر رانی نے تنہا یوں کہا
رام کو پہلے بلا لو پھر یہ حالت پوچھنا

رام جی کو پھر بلانے وہ وہاں سے چلدیا — اور ان کو ساتھ لیکر پھر محل میں آگیا
سر جھکایا رام نے ماتا پتا کو اور یہ کہا — یہ پتا ماتا میری یہ مضطرب ہیں کیوں بتا

دیکھکر اونکی یہ حالت ہوش ہیں نہیں قرار
کونسا ہے دکھ ہوا اور کونسا ہوا آزار

رانی کیکئی

راجہ نے دو بر دئے تھے جو امانت تھے پڑے — وقت پر ہیں میں نے مانگے پہلے ان سے قول لے
بر وہ میں نے یوں ہیں مانگے رام کو بنباس ہو — برس چودہ کے لئے اور بھرت کو راج دیجئے

تم سے رکھتے ہیں انس اب اسلئے نہیں بولتے
گھل رہے ہیں غم میں سب مثل ماہی تڑپتے

نہیں سکتے روک تمکو نہ ہیں بن میں بھیجتے — سوچتے ہیں کیا کریں اب قول بھی ہیں دے چکے
تیری الفت میں ہیں ڈوبے اسلئے بیکس ہیں ہوئے — لائق ہے تو فرق ان کی بات میں آنے نہ دے

برس چودہ کا یہ عرصہ یونہی گذر جائیگا
قول ہوگا پورا ان کا حرف نہ پھر آئیگا

رامچندرجی

اس ذرا سی بات پہ اتنا ہوا رنج و الم — ہے وہی اولاد جو ماں باپ کا مانے حکم
خاندان میں ابتدا سے ہے چلی آتی رسم — قول میں نہ فرق آئے جان بھی گر جائے ہم

اسلئے نہ قول میں اب فرق آنے دو ذرا

اس وقت ہی ہو روانہ لیلوں بن کا رستہ

راج لے کر بھرت مجھکو غم نہیں اس کا ذرا — میں تو انکو جان سے بھی ہوں پیارا جانتا
سوچ ہے بس اسلئے اور فکر ہے اس بات کا — کیوں پتاجی ہیں پریشان کون میری ہے خطا

آپ مجھکو دیں اجازت ہاتھ جوڑے کیوں پتا
برس چودہ ہوں بنوں میں فکر ہے کس بات کا

آپ کے اس قول پر نہ حرف آنے دوں ذرا — جب تلک ہے جان باقی جسم میں بے مبتلا
دیکھ سکتا نہیں یہ حالت آپکی جو ہے پتا — ہو رہا ہے کیوں الم اور حال ایسا کیوں ہوا

آپ کے چرنوں میں سر دھیان ہر دم رہے
ماتا جی کے پاس جاؤں اب اجازت دیجیے

طرز لاونی — رام چندر جی کا وہاں سے ماتا کوشلیا کے پاس آنا — طرز لاونی

راجہ کا بیقرار ہو کر کہنا

ادھر آئی کچھ ہوش جو راجہ نے سنے سبھی الفاظ — سوچ کیا افسوس بھی آیا پٹکے اپنے سر کو دھنے
رنجش آئی دلکو سنکر غم سے تنکے بیٹھ چنے — عقل کے بخیے ادھڑے جب جھٹ کفر کی بات سنے

غصے میں پھر آکر بولا ظلم تو نے توڑے آ کیا
تہمت دیتی سر پر میرے اک اور ظلم یہ پاپ کیا

ایشور کا نہ خوف رہا سب دھرم کرم بھی دور کیا — سو دریاں نہ کچھ بھی سوچا سب نہ میرا چور کیا
رام چندر کو باہر نکالا اسنے کون قصور کیا — بے قصور یہ کیا ظلم یہ آنکھوں سے بھی دور کیا

جھوٹ کہا مطلب کی خاطر بھید دل نہ بتلایا
اپنی طرف سے حکم سنایا خوف ایشور کا نہ آیا

دیتی ہے جو کشٹ مجھے تو کرم میرے پھوٹ گئے — رام چندر سے پران ہمارا ہاتھ سے بھی چھوٹ گئے

جینے کی نہ آس رہی سب حوصلے ٹوٹ پڑے
اجل لے گی جسم کو مژدہ پرانوں کی جب لے پڑے
ظلم تیرے نے کام لگا ڈالا مجھکو بھی کرنا تھا
بہتر ہے اب موت کا آنا کہ اتنا لیے ہوش ہوا

طرز قوالی رامچندر جی کا ماتا کوشلیا کے پاس آنا اور کہنا طرز قوالی

طرز:- یہ کشتی پار کر میری

سنانے حال آیا ہوں سنو ماتا سناتا ہوں
عوض میں راج کرنے کے بنوں کو اب میں ہو جاتا ہوں
برس چودہ رہوں بن میں فکر مجھکو نہیں اسکا
حکم مانوں پتا کا اب یہاں سے جلد جاتا ہوں
اجازت دیجیے جلدی ہے ماتا آرزو میری
کھڑا ہوں منتظر تیرا حکم جو ہو بتاتا ہوں
بچن پورا کروں اب تو جو چاہے جان ہی نکلے
کیا اقرار جو منہ سے وہ پورا کر دکھاتا ہوں
صبر کرنا مناسب ہے نہیں رونے کا موقع یہ
لکھا ہے یوں مقدر میں تمہیں یہ کہہ سناتا ہوں
ختم ہوگا بڑی جلدی زمانہ برس چودہ کا
نہ گھبراؤ میری ماتا چرن پہ سر جھکاتا ہوں
گدائی اور شہنشاہی کا کچھ نہ امتیاز ہوگا
سبھی ہوں ایک دن یکساں فرق نہ کچھ بھی پاتا ہوں

رانی کوشلیا

سنائی بات کیا بیٹا جگر میرا جلایا ہے
کیا ہے کیوں عزم جانے کا مجھکو کیوں بھلایا ہے
نہیں زندہ ہوں پاتی ہوں بنوں کو جب تیاری کی
پتا کو کون پڑا ان بن تیرے یہ پہلے کہ سنایا ہے
بھرت کو راج مل جاوے نہیں یہ غم مجھے اسکا
مگر مشکل ہے یہ کہ تو بنوں کو اٹھ کے جاتا ہے
کہنے کو برس چودہ نظر میں تو معمولی ہیں
مگر گذرینگے کیسے یہ نظر نہ تو جو آیا ہے
جبر کیسے کروں لیکن صبر مجھکو نہیں آتا
سہوں کیسے جدائی کو نہ سنگ ہوش آیا ہے
پالا تھا کیا اس دن کی خاطر مجھکو اے بیٹا
کہ خدمت کے وقت تو نے قدم بن کو اٹھایا ہے
یہ باتیں جب سنی تیری تن میں جان نہیں باقی
اثر نہ کچھ رہا میرا مجھے دل سے بھلایا ہے

رام چندر جی

مقدر میں لکھا یونہی تھا کے کام لے ماتا — صبر کرنا مناسب ہے آپ آنسو پونچھئے ماتا
خواص اپنے بدل دے خواہ پانی آگ بھی مگر یہ رام اپنے قول سے نہ اب پھرے ماتا
رگھوکل میں ہمیشہ سے رسم یہ ہے چلی آئی — فنا کر دونگا ہستی کو عوض میں قول کے ماتا
رہے افسوس اتنا ہی نہ خدمت کچھ تمہاری کی — مگر مجبور کرتا ہے دھرم میرا مجھے ماتا
یہاں پر ٹھیرنا مشکل مجھے دکھلائی دیتا ہے — کھڑا ہوں منتظر مجھکو اجازت تو دے ماتا

ماتا کوشلیا

بچھڑ جاؤ گے بیٹا اب ملو گے بعد سالوں کے — اٹھانے پڑ گئے یہ رنج اپنے نونہالوں کے
ظلم یہ کیکئی نے ہاتھ اپنے سے کیا ہے گو — مگر بدلے ملیں گے اسکو بھی اپنے اعمالوں کے
میں خود تو جسطرح ہوگا صبر ہستی پہ کرونگی — مگر سیتا کو دونگی کیا جواب اس کے سوالوں کے
نہ وہ آرام پائیگی نہ اسکو چین آئیگا — پڑے ہیں رنج سہنے مجھکو دلوں چودہ سالوں کے
اشارہ کر دیا باندی کو سیتا کے بلانے کا — کہ واقف ہو سکیں دونو یہ آپس کے خیالوں کے
ہوئی حیران سیتا جب یہ دیکھا حال رانی کا — نشان آنسو نظر آئے پڑے جو بیچ گالوں کے
یہ پوچھا جانکی نے پھر حکم ہے کیا مری ماتا — یہ غم کیسے ہوا پیدا نشان کیسے ہیں نالوں کے

ماتا کوشلیا کی رامچندر اور سیتا سے گفتگو

طرز:- آتا ہے یاد مجھکو

آنسو ہے چشم تر سے بیٹی میں کیا بتاؤں — پھٹتا ہوا کلیجہ بیتی کو کیا سناؤں
کانٹے پڑے حلق میں کیسے زبان ہلاؤں — خود رام ہی بتا دے ہیں حال کیا سناؤں

پھر رام جی سے پوچھا سوامی مجھے بتاؤ
کیا کہہ رہی ہے ماتا یہ بھید بھی جتا دو

غم کونسا ہوا ہے صورت یہ کیوں بنالی باعث ضرور کچھ ہے ہنس بھید یہ خالی
دیکھی تھی شکل پہلے صورت ہے اب الی اخفار کھونہ اسکو سرتاج سر کے والی

گر ہے شکایت میری جلدی اظہار کردو
داسی ہوں اپنے مجھکو اپنے پر نثار کردو

رام چندرجی

تو رکھ تسلی دلمیں ہاں اے پران پیاری کچھ ہیں قصور تیرا نہ ہے خطا تمہاری
وہ تو ہمیشہ کرتی رہتیں صفت تمہاری کرنا فکر نہ کچھ بھی دلمیں ہا ہے کیا بچاری

ان کو ہے رنج یونہی سیدھی ہے بات ارتنہ
دلمیں نہ رنج کھانا کچھ بھی فکر نہ کرنا

گانا رام جی کا مہارانی سیتا جی کو معاملہ سے آگاہ کرنا

طرز :۔ رام ہاے لکھن ہا پکارے

دیا حکم پتا نے ہے پیاری کرتا بن کی میں ہوں اب تیاری
(۱) چودہ برس رہوں گا میں نہیں آؤں کاٹ کے پاس ترے چھین میں چھوڑ راج ہوں بنا بھکاری
(۲) دوش سر پر کسی کے نہ دینا رنج اپنے اوپر ہی لینا تم نے رکھنا بڑی ہوشیاری
(۳) کرنا ساس سسر کی سیوا تیرا رکھشک ذوین کا دیوتا تیری صفتیں کریں نرنش ری
(۴) پیچھے دلکو نہ دلگیر کرنا دوش ماتا کیکئی پر نہ دھرنا ہوتی الشور کی لیلا نیاری
(۵) کام رونے کا بند اب کردو ہاتھ اپنے سے رخصت مجھے دو جھیلوں جلدی خبر آن ہے بھاری

مہارانی سیتا

رہوں یاں نہ بیت کی ماری ۔ ساتھ ہو گی بنوں کو تیاری
(۱) پیچھے دکھ میں مجھے چھوڑ جاؤ رہوں کیسے ندہ بتاؤ بات بگڑے نہ جائے سنواری

(۲) سکھ ہوگا جہاں پران پیارا ہیں پیچھے سنا مجھے نہیں گوارا کانٹے کھائیں مجھے محل اٹاری
(۳) چین دن کو آئے گا نہ پیارے گنتی شب کو ہونگی میں تارے کون دیکھے خطا ہے ہماری
(۴) ساتھ لیلو نہیں یاں گذارا کرتی صاف چلوں راہ تمہارا حکم دیدو ہوں داسی تمہاری
(۵) غرض میری یہ منظور اب ہے یہ خطا بھی معاف اب کردو دور کردو میری بیقراری

رام چندر جی۔ مہارانی سیتا سے

طرز :- آتا ہے یاد مجھکو

جنگل کی جو مصیبت تم نہ وہ سہ سکوگی ہوں گے جہاں درندے نڈر نہ رہ سکوگی
راکھشس جو دیو صورت دیکھو تو ہوگی حیرت سہموں گی ان کے ڈر سے پھر کچھ نہ کہہ سکوگی
ہوگا بنوں میں مشکل رہ کر ترا گذارا
رہنا یہیں مناسب مانو کہا ہمارا

سیتا مہارانی :-

ہوں گی یہ کانٹے بھی سب آپ کے سہارے جنگل نظر یہ آئے گھر بھی بنا تمہارے
دونگی میں ساتھ سوامی مشکل ہوں یاں گذارے چرنوں میں جو رہونگی بھولونگی کشٹ سارے
ہوں بے خطا میں عالم ہے ناتھ کیوں بسارا
سدھ بھی نہیں ٹھکانے سوجھے نہ کوئی سہارا

رام چندر جی

ہے خوفناک جنگل اتھاہ ندی نالے ہاتھی و شیر چیتے سوئر و ناگ کالے
ہوں گے نہ واں میسر یہ فرد و دوشالے چلنا پڑیگا پیدل پاؤں میں ہونگے چھالے
شب کو پھریں ہیں راکھشس لوگوں کو مار کھائیں
داؤ لگے تو فوراً انہیں اٹھا لے جائیں

واں تن کے ڈھانپنے کو درختوں کی چھال ہوگی　　دکھ ہونگے ہر طرح کے زندگی بال ہوگی
ہو جاں کو اضطرابی مشکل سنبھال ہوگی　　یہ چین اور سہولت خواب خیال ہوگی

یہ پھول پتے کھا کر کرنا پڑے گذارا
رہنا نہیں مناسب مانو کہا ہمارا

سیتا جی

ماں باپ بہن بھائی یہ خویش اور بیگانے　　کرتے ہیں کو محبت پھیرتے ہیں دیوانے
یہ عیش اور حکومت دولت کے ہوں خزانے　　خاوند بغیر ان کو دکھ کا سامان جانے

درختوں کی چھال ہوگی مجھکو فرش وشالے
کھانا یہ پھول پھل کا امرت کے ہوں نوالے

جنگل کے دکھ ہزاروں جو آپنے سنائے　　درندے شیر چیتوں کے خوف ہیں دلائے
پر سخ یاں جدائی کے کون رہ اٹھائے　　اس دکھ کے مقابل ہیچ اور لوچ پائے

داسی ہوں ان چرن کی خدمت کروں وہاں پر
کچھ دکھ بھی نہ ہوگا چلیں جو ساتھ لیکر

سایہ میں بیٹھکر یہ چرن میں دھوئیونگی　　دیکھونگی جب پسینہ آنچل سے پونچھ دونگی
یہ آپ کی جدائی یاں پہ نہ سہ سکونگی　　جب آپ ساتھ ہوں گے آرام سے ہونگی

بن آپ کے یہاں پر اک پل نہ ہو گذارا
سدھ بھی نہیں ٹھکانے سوجھے نہ کوئی سہارا

رام چندر جی

رہنا پڑے اکیلا بیٹھی جہاں گلو گی　　سہنا پڑے الم یہ ہاتھوں کو تم ملو گی
مجھکو یقین آیا ضد سے نہ تم ٹلو گی　　خواہ کہوں میں کتنا تم ساتھ ہی چلو گی

اچھا یہی ہے مرضی چل ساتھ پران پیاری
ماتا کو سر جھکا لے پھر بن کو کر تیاری

سیتا نے پاؤں پکڑے ماتا کو پھر کہا یہ　داسی کو ہو اجازت کرتی ہوں التجا یہ
ہوا بھسم کلیجہ ماتا نے رو کہا یہ　کس پاپ کا ہے بدلہ ایشور مجھے ملا یہ
تم دیکھ میری صورت ہوگئے بیزار دو نو
اب ساتھ چھوڑ میرا ہوئے تیار دو نو
اچھا پیاری بیٹی تجھ پر نہ کچھ گلہ ہے　کھوٹے نصیب میرے کرموں کا پھل ملا ہے
پچھلے جنم کے پاپوں کا یہ ملا صلہ ہے　حکم ایشور کے پتا نہ ٹک ہلا ہے
اتنا کہا تو غم سے ماتا کو غش بھی آیا
دیکھا جو لکشمن نے اسکو تھا طیش آیا

لکشمن کا غصہ میں بول اٹھنا

دل کو رنج آیا اسے آشکار کر دوں　ماتا جی آنکھیں کھولو خود کو نثار کردوں
خنجر سے چور کر دوں جس نے یہ دکھ دیا ہے　لیکر کٹار اس کے سینے کے پار کر دوں
میری موجودگی میں ماتا کو دکھ اگر ہو　لعنت ہزار بھیجوں خود کو دھکار دوں
ہمت ہے گر کسی میں ذرا سامنے تو آئے　دیکھے وہ ہاتھ میرے ٹکڑے ہزار کر دوں
جس نے یہ کی چالاکی اسکو مزہ چکھاؤں　بھیجوں اسے عدم کو اکدم میں پار کر دوں
واحد میں رام مالک تاج و تخت کے وارث　قربان انکی خاطر جاں تک نثار کر دوں
اب دوسرا جو آئے حقدار بن کے جھگڑے　جھگڑا ابھی مٹا دوں اسکو بیزار کر دوں
چھایا ہے جو ظلم کا گرد و غبار آ کر　اکبار ہی مٹا دوں سب کو فرار کر دوں

تو پیاری ماتا ورنہ مروں میں پہلے خنجر نکال اپنے سینے کے پار کردوں

رام کا لچھمن کا ہاتھ پکڑ کر سمجھانا

لچھمن کرو یہ جلدی تم ہوش کو ٹھکانے کیوں طیش میں ہو آکر ہمکو لگے جلانے
ماتا کو ہوش آیا چھاتی سے بھی لگایا بیٹا یہ کیا ہو کرتے ہو کر دانا سیانے

رام چندر جی

مانو کہا ہمارا کیوں جوش ہو دکھاتے لگے یہ خلاف کس کے تلوار یہ اٹھانے
ذرا ہوش کو سنبھالو اس جوش کو نکالو کیوں باپ پر ہو پڑتے لگے سوچ بھی گنوانے
بھائی بھرت ہمارا ہے بیخطا بچارا واجب نہیں ہیں اس پہ الزام یہ لگانے
ماتا کیکئی کا بھی ہے بیچ میں بہانہ ورنہ ذرا اصل سمجھو بدلا ہے رنگ زمانے
نہیں خاندان کی عزت کا بھی خیال آیا اس طیش کی وجہ سے دل نہ رہا ٹھکانے

لکشمن جی طرز قوالی

قسم ہے اب یہاں رہنا گوارا ہو نہیں سکتا میں چھوڑوں ساتھ جیتے جی سہارا ہو نہیں سکتا
رہوں میں ساتھ قدموں کے ہے جبتک جان تن میں کروں خدمت دل و جان سے کنارہ ہو نہیں سکتا
کرے بیشک بھرت ہی راج آکر اب اجودھیا کا گذارا ساتھ اس کے ہمارا ہو نہیں سکتا
تخت جب آپ نے چھوڑا محل میں ہو سکوں کیسے تعلق اب کسی سے ہمارا ہو نہیں سکتا
مجھے اب ساتھ لیلو تم بچالو زندگی میری بجز قدموں میں رہنے کے گذارہ ہو نہیں سکتا

سیتا کا لچھمن کو کہنا

طرز:- آتا ہے یاد مجھکو

صدقے میں جاؤں بیٹا دن یہ دکھایا تو نے حق دودھ کا ٹھکانے آکر لگایا تو نے
سہتی الم جدائی دل پہ پڑا یا تو نے ہوں شاد اور خرم دکھ جو مٹایا تو نے

کرنا بھائی کی سیوا دل کو نہ تم چرانا
ضرورت پڑے تو اپنی جاں پر بھی کھیل جانا

رام چندر جی لکشمن سے

واجب تھا مان لیتے تم نہ جواب دیتے دیتے مدد بھرت کو سر پر ثواب لیتے
گھر پر ہی ٹھیر جاتے لطف شباب لیتے دکھ نہ یہ تم اٹھاتے سر نہ عذاب لیتے
گر ساتھ ہی ہو چلنا جلدی کرو تیاری
ماتا جی صبر کیجو مانو غرض ہماری

بن کو روانہ ہونے کا جب سماں تھا آیا سمترا کو شلیا نے رو کر گلے لگایا
ماتا جبھی تھیں روتیں تھا ہوش بھی بھلایا آخر کو شلیا نے اپدیش یہ سنایا
بیٹا کروں نصیحت میری یہ سن کے جانا
آنا نہ یاں اکیلا ان کو بھی ساتھ لانا
مجبور ہوں دھرم سے تمکو وداع نہ کرتی کچھ ہو نہ لکشمن کو اس بات سے ہوں ڈرتی
نازک بدن ہے بچہ تیرے سپرد کرتی اسکو نہ تم رلانا ہوں یہ تاکید کرتی
کرتی ہوں ساتھ تیرے یہ جانکی دلاری
رکھنا دھیان اس کا عاجز ہے یہ بچاری
ہو گر قصور اس سے تم نہ دھیان دینا کرنا معاف اسکو کچھ بھی نہ دوش دینا
کرنی ہو جو صلاح بھی کل بھید اسکو دینا کرتی ہوں جو نصیحت اسپہ دھیان دینا
خاموش ہو گئی پھر کہکر یہ بات ساری
ماتا سمترا نے پھر بات یہ اچاری

ماتا سمترا کا لکشمن کو نصیحت کرنا

دیتی ہوں جو نصیحت بیٹا نہ بھول جانا　　اپنا فرض نبھانا لائق ہے تو سیانا
غصے ہوں رام تو بھی دل پر نہ رنج لانا　　رکھنا پریت ان سے چرنوں میں سر جھکانا
صدمہ ہو رام کو گر جی پر بھی کھیل جانا
راضی رضا میں رہنا تہمت نہ تم لگانا
ہیں جانکی ہی ماتا دل میں یہ جان لینا　　تجھکو حکم جو کر دیں اسکو تو مان لینا
شکوہ گلے کا موقع انکو کبھی نہ دینا　　رکھنا یہ لاج میری سب دھیان دینا
تیار ہی تھے تینوں چلنے کو بن سدھارے
بستر جو قیمتی تھے آ کر کیکئی اتارے

رانی کیکئی

کہتی ہوں میں یہ باقی بیٹا یہ سن کے جانا　　بستر اتار دو یہ لیلو فقیری بانا
اچھے نہیں ہیں لگتے بن میں جبکہ جانا　　بدلے میں قیمتی کے بھگوے یہ پہن جانا
اے جانکی دلاری تو نے ادھر کو آنا
چاہتی ہوں اپنے ہاتھوں بستر تمہیں پہنانا

رام جی ماتا کیکئی سے

ماتا جی آج تک تو ہمیں لاڈ سے کھلایا　　خاطر ہماری تم نے دکھ ہے بڑا اٹھایا
غافل پڑے تھے سوتے تم نے ہے آ جگایا　　شاکر ہوں اب بھی ماتا تم نے ہمیں بھلایا
میں بھول نہیں ہوں سکتا احسان جو تمہارا
تکلیف آپ کو دوں مجھکو نہیں گوارا

مہاراجہ دشرتھ کا کیکئی کو ناراض ہونا

کچھ ہوش کر تو ظالم تجھکو شرم نہ آئی　　باقی تھی یہ کسر بھی پوری جو کر دکھائی

مظلوم ہیں سبھی یہ جانے ہے کل خدائی　انپر نہ رحم کھایا کھودی بیری کمائی
اتنو ظلم سے اپنے ان کو تو دے رہائی
پاپن نظر ہے آتی مجھکو جنم قصائی

رام جی کا مہاراجہ دشرتھ سے استدعا کرنا

کرو حوصلہ پتا جی دل میں نہ رنج کھاؤ　نردوش ہے یہ ماتا کچھ دوش نہ لگاؤ
بگڑا ہے یہ مقدر ان کو نہ کچھ سناؤ　پھوٹے جبھی یہ قسمت بھولیں چلیں جاؤ
ہم سب پہ ہے مناسب کھنا دیا تمہاری
دیدو ہمیں اجازت ہو کوچ کی تیاری

مہاراجہ دشرتھ

تم چھوڑ کر چلے ہو بیٹا نہیں سہارا　جاں کو عذاب ہوگا اک دم نہ ہو گذارا
ظالم کیکئی نے سوچا نہ کچھ بچارا　اب ایشور ہی بیٹا رکھشک ہو تمہارا
سومنت کو کہا تم ان کے ہی ساتھ جانا
تسکین کر کے ان کی واپس ہی لیکے آنا

رام چندر جی کی سب سے التجا

ہے نمسکار میری سب کو یہ کہ سناؤں　کر دوں دھرم کو پورا جلدی ہی بنکو جاؤں
کرنا صبر تو ماتا چرنوں میں سر جھکاؤں　مجبور ہوں دھرم سے کیا اور میں بتاؤں
نگری سے چل پڑے پھر بنکو ہوئے روانہ
رونے لگی تھی ماتا ہو گا کہاں ٹھکانہ

ماتا کوشلیا کا فراقِ رام میں آہ و زاری کرنا

طرز قوالی

جو نکلے گھر سے تم بیٹا نہ مجھکو ہوش آئیگی — جسم بیقرار ہو کر یہ جاں رہنے نہ پائیگی

بھسم ہو یہ کلیجہ بھی کرونگی یاد جب تمکو — قلق ہوگا میری جاں کو تیری جب یاد آئیگی

پڑیگی کل نہ دن کو بھی نہ شب کو چین آئیگا — جدائی سے الم ہوگا یہ غم کو آ بڑھائیگی

ارادہ جب کیا بن کا مجھے بھی مار کر جاتے — ولے تقدیر ہمکو در بدر سے کیا دکھائیگی

یہ بدلہ کیکئی نے لیا مجھ سے جنم کس کا — نہیں معلوم پاپن یہ ابھی کیا گل کھلائیگی

یہ عالم ناتوانی کا رہا نہ آسرا باقی — نہیں معلوم بڑھاپا شکل وہ کیا دکھائیگی

تمہارے رنج میں عیشت کفِ افسوس ملتی ہے — یقین ہے غم تیرے جانے کا مشکل سے بھلائیگی

بنباس کی تیاری

لوگوں کا بوقت روانگی رام جی کے بیقرار ہونا

طرز ۔ رام ہائے لکھن ہا پکارے
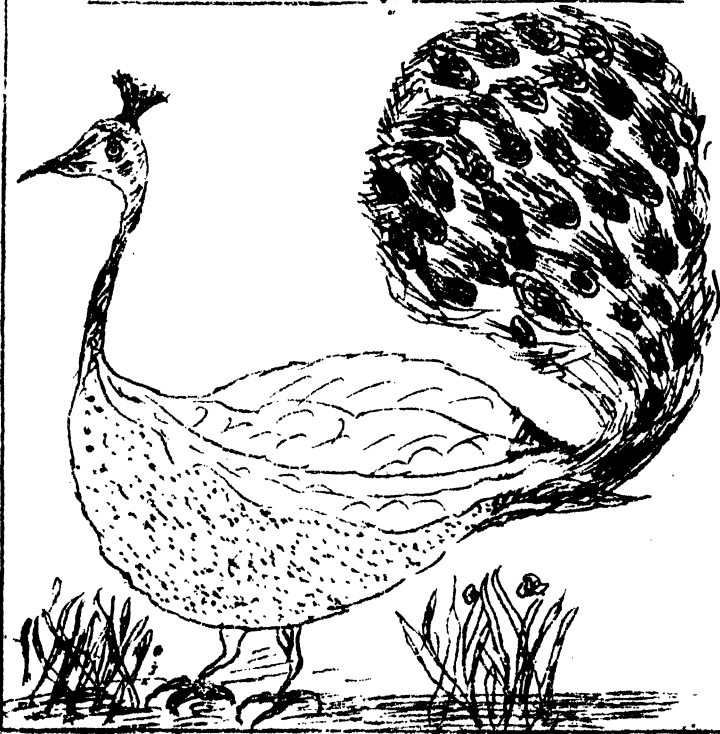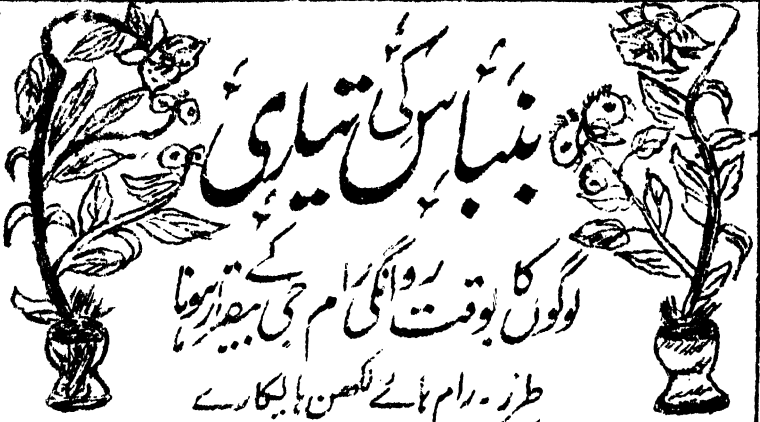
رام کر دی بنوں کو تیاری ۔ سدھ لی نہ ذرا بھی ہماری

(۱) ظلم رانی کیکئی نے کمایا رحم اسکو ذرا بھی نہ آیا ہوئی پرجا دکھی آکے ساری

(۲) ایسی تیری پربھو ہے یہ مایا بھید تیرا کسی نے نہ پایا تیری قدرت ہے سب سے نیاری

(۳) چھوڑا تخت تاج مال خزانہ ۔ کیا جنگل میں جا کے ٹھکانہ سنگ لچھمن جنک کی دلاری

(۴) حال ہمراہ بھی دیکھ جائیں سیس چرنوں پہ تیرے جھکائیں ان لیجو عرض ہماری

سومنت وزیر کا ہمراہ روانہ ہونا بطرز لاونی

بن کو جب تیار ہوئے تب وزیر نے آکر بھی کہا آپ سواری کریں سرام جی رتھ جو ہے تیار کھڑا
ہو جائیں اسوار جو رتھ میں اسمیں آپ کا ہرج کیا ؟ نہیں کچھ رتھ کی ہمکو ضرورت رامچندر نے اوسکو کہا

تاج تخت جب چھوڑ چلے اور بھیس فقیری لیا بنا
سوچ وزیر سمجھ کے دل میں رتھ تیرے کو کریں کیا ؟

سومنت

آپ ہی میں جان مالک دلمیں ہے کیا خیال کیا ؟ چور کیا ہے دلکو میرے چھید کلیجے ڈالدیا
فقیر کہے کوئی آپ کو آکر طاقت ہے کیسے مجال کیا شان میں اتنی حرف کہے کیوں دلمیں ایسا خیال کیا

الفاظ سننے کی تاب رہی نہ جسم یہ اپنا کروں فنا
اگر کہا پھر ایسا تو دیکھ لینا میں مردہ سا

رام چندر جی

رتہ کی تھی نہ خواہش مجھے پر باپ نے لاچار کیا — بات تمہاری مانی جب مجبور مجھے ہے آن کیا
لوگ شہر کے آئے تھے جو مہربان ہو اتنا کہا — یہ تکلیف کری جو تم نے مجھ پہ بہت احسان کیا
آرام کرو سب گھروں میں جا کر دل نہ یہ رنجور کرو
مان کہا یہ پیچھا چھوڑو مجھکو نہ مجبور کرو

اہالیان شہر کا جواب

ویا کریں آپ یہ رام جی ساتھ تمہارے جاوینگے — بنا تمہارے بیٹھ یہاں ہم درد و الم گنوائینگے
آئے ندی کے تیر سبھی پھر ڈیرہ وہاں کر دیا لگا — چلے گئے رام جی سوتے جب انکو چھوڑ دیا
وہ پھیں آئے نہ نظر رام جی نیند سے جب اٹھے
روئے بہت اور ہوئے پریشان گھر کو پھر تیار ہوئے

راجہ گوہ نکھاد سے ملاقات

راجہ گوہ نکھاد رام چندر جی سے

دھنیہ بھاگ ہیں میرے سوامی درشن جو تم نے آن دیا — عزت بخشی مجھکو آکر میری طرف جو دھیان کیا
بھوجن پرشاد میرا جو آپ نے کچھ جل پان کیا — اگرچہ یہ ہیں گھر یہ سوامی سمجھو تو احسان کیا
ہوئی حیرانی دیکھ مجھے کیوں ایسا بھیس بنایا ہے
غم کے ہیں آثار ہویدا چہرہ بھی کملایا ہے

رام چندر جی

مجھپر کی جو نظر کرم کی آپ کا میں مشکور ہوا — بستی میں نہ قدم رکھوں میں ایسے قول سے مجبور ہوا
چودہ برس ہیں ان بنوں میں حکم پتا منظور ہوا — قسمت نے یہ پیش دکھایا نظر آنے سے دور ہوا

یہیں سے لیکر کند مول کچھ پیٹ بھی اپنا بھر لینگے
جیسے ہوگی گذر بنوں میں ویسے ہی اب کر لینگے

ہوگیا مجبور خاطر جب ملاح نے یہ سنا
ہو کے پھر مجبور اس نے پھل دئے تھے جو منگا
رام جی نے لے لئے اور شکر اس کا تھا کیا
پھر ملاح نے جھونپڑا بنوا دیا تھا گھاس کا

رام آئے جھونپڑے میں جانکی کو ساتھ لے
لکشمن نے لی کمان ان کی حفاظت کیلئے

سومنت کو کی ہدایت جاکے وہ بھی سو رہے
اور آدمی بھی ہر طرف اس نے منقرر کر دئے
رام جی آرام سے جب جھونپڑے میں سو رہے
لکشمن سے بات چھیڑی پھر ملاح نے شوق سے

چاہتا ہوں یہ شب تمہاری بھی آسانی سے کٹے
جو کروں میں التجا عرض سے سن لیجئے

گوہ نکھاد لکشمن جی سے

طرز قوالی

ہے عبرت کی جگہ دنیا نہیں یہ دل لگانے کی
وفا کرتی نہیں ہے یہ ادا ہے اک زمانے کی
جو مخمل کے فرش پر ہی سدا آرام پاتے تھے
وہ لیٹے گھاس پر ہیں آج رنگت آزمانے کی
جو کل آرام پاتے تھے یہاں عالیشان محلوں میں
وہی اب آرزو کرتے ہیں بنکو آج جانے کی
نہ سوچا کیکئی نے کچھ ظلم یہ کر دیا بھاری
یہ کیا تدبیر سوچی اس نے خاک اپنی اڑانے کی
سراسر بے گناہوں کو دیا حکم جلا وطنی
ہے کی بیجا خواہ جرأت انہیں غم میں پھنسانے کی

لکشمن جی

تشویش بیجا کیوں آپ ناحق سوچ کرتے ہیں
بشر کو بیجا اور ناچار غلطی آپ کرتے ہیں
کرو گے فعل جیسا تم ملیگا پھل بھی ویسا ہی
بدی کرتے ہیں جو آخر کف افسوس ملتے ہیں

یہ بیکلی اداسی یہ مفلسی اور روگ بیماری
کرم کے یہ مطیع ہو کر سبھی ہیں رنگ بدلتے

محبت اور جدائی سب یہ نقشے خاک کے سمجھو
یہ دن آرام کلفت کے جو دنیا میں گذرتے ہیں

ہے عالم خواب میں جیسے یہ راجہ بھی گدا صورت
یہی ہیں کرم کے چکر جو اپنا رنگ بدلتے ہیں

پھنستے ہیں جو دنیا میں وہ رنج اور غم بھی سہتے ہیں
جو ہوں آزاد اس سے وہ نہ اس کا خوف کرتے ہیں

ادھر میں اور ادھر میں رام جی ہیں ہم اپنا ہی
وہ لے اوتار دنیا میں انیکھ کھیل کرتے ہیں

یہ دنیا خواب کی مانند کام اس کے ہیں خواب آسا
تڑپتے ہیں وہی جو اس کے دام میں آ پھنستے ہیں

ہٹا دو یہ بھرم دل سے کرو دل جان سے بھگتی
جو کرتے رام سے الفت سدا وہ پار اترتے ہیں

ہوا وہ مطمئن سنکر یہ باتیں لکشمن جی کی
تھی گذری رات باتوں میں ہوئی پھر دور بیکلی

سومنت کا رام جی سے التجا کرنا

گذاری شب وہ ساری لکشمن جی نے بیداری میں
تھے جاگے رام لکشمن گویا انتظاری میں

صبح ہوتے ہی تینوں نے کیا اشنان گنگا میں
ہوئے مصروف سجنے بن وہ جانے کی تیاری میں

منگایا دودھ بھابڑ کا پھر بنا بالوں میں لگانے کو
ہوا سومنت وارفتہ پڑا وہ اضطراری میں

رام چندر جی سومنت کو دیکھکر

ہوئے کیوں سوچ میں غمگین کیا گزری ہے مصیبت یہ
بلک کر رو رہے ہو کیوں ہوئے مشغول زاری میں

سومنت

کہوں کیا ناتھ راجہ نے کہا مجھکو تھا چلتے دم
کہ لے آنا انہیں واپس رہیں نہ بیقراری میں

مگر اب کیا کہوں تم سے یہ حال ہے دگرگوں دیکھا
ہوا مشغول اس خاطر میں تو لاچار زاری میں

رام چندر جی

یہ دانش عقل رکھنے پر ہوئے کیوں مضطرب خاطر
ناحق کیوں مبتلا کرتے ہو خود کو اشکباری میں

رگھو کل میں جنم ہے کرہٹوں میں قول سچے کیے
کٹینگے اب تو دن میرے پرن کی طرفداری میں

شیوی کے بدن پر اس قول کی خاطر چلے آرے
نکالی نہ فغاں منہ سے تھی اس قدر لت جانثاری میں

ددھیچی نے پرن خاطر یہ دیدی ریڑھ کی ہڈی
رہے ثابت قدم پورے وہ اپنی جانثاری میں

پتا جی کے بچن میں نہ فرق آنے دوں جیتے جی
نہ آنے دوں حرف اس پہ ہوں [illegible] میں

کرو نہ فکر میری کچھ رہوں گا شادماں بن میں
یہاں سے جلد جاؤ اب نہ ہو نہ انتظاری میں

اودھ میں پہنچکر تدبیر کرنا یہ کہ راجہ جی
مٹائیں رنج و غم دل کا ہیں بیقراری میں

سومنت

ہو گیا مجبور میں اب کچھ نہیں ہے اختیار
موجب فرمان راجہ ہوں میں اتنا طلبگار

التجا ہے جانکی کو گھر میں واپس بھیجدو
دیکھ لینگے اسکو ہی تو ہو لینگے کچھ اضطرار

رام چندر جی

میں بتاؤں کیا سبب یہ جانکی موجود ہے
آپ کر لو فیصلہ اور پوچھ لو خود برملا

سومنت کی گفتگو سنکر سیتا جی کا کہنا

چاند سے ہاں چاندنی کیسے بھلا ہو دور یہ
درخت کو سایہ نہ چھوڑے ہے سدا اسکو یہ

پرش ہے یہ چاند صورت استری ہے چاندنی
کسطرح سے ہو علیحدہ اس کا نہ مقدور یہ

جب پتی ہیں ساتھ میرے مجھکو دکھ ہوگا کہاں
چرن چھوڑوں جیتے جی نہ مجھکو ہے منظور یہ

کرنا میری طرف سے یہ راجہ جی کو التجا
مطمئن ہو فکر میرا دل سے کردیں دور یہ

یہ ہے ماتا کی ہدایت چرن سیوا میں کروں
رام کی خدمت کروں تو دل ہے مسرور یہ

سومنت کی روانگی بطرف اجودھیا

سیتا جی کی بات سنکر رنج ہوا اتھاہ دلم
پھر گیا سومنت کا تھا غم سے بھی بیحد الم

تینوں کو پرنام کرکے رتھ پہ ہوئے وہ سوار — طرف اودھ کو چل پڑے گھوڑوں کو کیا تیز گام
ان کی صورت آریا کو دیکھتے تھے بار بار — رو رہے تھے رتھ میں بیٹھے منہ سے کہتے ہے رام
قدم گھوڑوں کا نہ اٹھتا تھا وہ ان مارے پریم کے — ہوا ہے بےچین وہ بھی ایک پل نہ تھا آرام

رام چندر جی کا ندی سے پار اترنا

سومنت کو رخصت کیا تو رام نے کشتی منگا — اور اسمیں سوار ہونے کا ارادہ جب کیا
بھولے بھالے اس ملاح نے رام جی سے یوں کہا — ناتھ میری عرض کرکے بینتی سن لیں ذرا
آپ رکھتے مہر کی ہیں نظر بھگتوں پہ سدا — ایسا نہ ہو آپ سے ہی ہو جائے نقصان مرا

رام جی — ملاح سے

کسطرح نقصان ہوگا میں نہیں سمجھا ذرا — ہاں بتا دے کچھ مفصل غرض تیری ہے کیا؟

گوہ نکھاد

وہ پڑی تھی بن کے پتھر نار جو اہلیا — چرن لگنے سے اڑی وہ آپ کے ہوں سن چکا
اسلئے ہے خوف مجھکو آرہا اس بات کا — میری کشتی نہ اڑ کے کہیں آسماں کو جا لگا
پھر تو روزی کا ٹھکانہ بھی ہے نہ دنیا میں — اس سے میری زندگی اور یہی ذریعہ معاش کا
آپ کا یہ چرن لگنے سے جو پتھر اڑ گیا — خوف ہے پھر میری کشتی کا بھی ہوگا حشر کیا
اسلئے ہے التجا اس ناؤ پہ تب بیٹھیے — آپ مجھ سے کر لیں پہلے فیصلہ اس بات کا

رام جی ملاح کی کشتی دیکھکر بولے

پھر بتاؤں میں کیا بھائی تم ہی سمجھ لو — آپ ہی تم کر سکو اس بات کا بھی فیصلہ

گوہ نکھاد

آپ مجھکو چرن دھونے کی اجازت دیجئے — اسطرح کرنے سے اطمینان مجھکو آئیگا
بعد اس کے پھر خوشی سے کشتی میں کرکے سوار — پار اتار دوں آپ کو نہ حجت ہوگی پھر ذرا

رام چندر جی

مسکرائے رام جی یہ بات سن کے پھر کہا جس طرح سے ہو تسلی کام کرنا وہ روا

چرن دھوئے لا کے پانی اور پانی وہ پیا پریم آیا ان کو ایسا سدھ نہ کچھ بھی کر دیا
رام سیتا لکشمن جی ہوئے ناؤ پر سوار جب وہ پہنچے بیچ میں تو جوش پانی کو ہوا
رام جی پاؤں جھکایا جسکے پانی کی طرف پانی لگنے سے چرن تو جوش وہ جاتا رہا
رام جی جب پار پہنچے خواہش انکو یہ ہوئی کہ ملاح کو اسکی خدمت کا بھی دیں کچھ معاوضہ
سیتا جی نے سوچکر وہ دی انگوٹھی پھر اتار پہنے تھی جو ہاتھ میں وہ رام کو دے کر کہا
یہ انگوٹھی اس ملاح کو اب عطا کیجے رام جی دینے لگے تو اس ملاح نے یوں کہا

گوہ نکھاد

مل گئی اجرت مجھے اب آپ کیجے یہ دیا بھاگ جاگے ہیں مرے جو مجھکو موقع یہ ملا
مل جائیگا عوض مجھکو پار کرنے کا وہاں گھاٹ پہ جب آپکے میں بعد مرنے آؤنگا
میں نے کیا آپ کو یہاں پار گنگا سے ہے پہنچا اسجگہ یہ پار کرنا بیڑا میرا کر دیا

بھاردواج رشی سے ملاقات

طرز قوالی

کیا تھا قصد واں سے رام نے پریاگ جانیکو وہاں پر ہے بڑا تیرتھ ہیں جاتے لوگ نہانے کو
نہائے تھے وہ سنگم پر بڑائی کی تھی تیرتھ کی وہ بھاردواج کے آشرم میں پہنچے تیار آنیکو
رشی نے جب کیا درشن کہا دھن بھاگ ہیں میرے یہ لیجے کند مول ہیں جو رکھے ہیں پہلے کھانیکو
تناول کر لئے تھے پھل وہاں پہ رام نے خوش ہو تھا پوچھا پھر رشی نے کچھ ادھر کی بھی فسانے کو
یہ بھگتی بھاو دینے کو یہاں پہ آپ ہیں آئے مرادیں جو ہیں مرے دل کی وہ پوری کر دکھانے کو
کریں جو آپ یا جو پر دل سے بھی دعا دیجے کہ ہو طاقت قلب کی تیرے نقش صورت بٹھانیکو

یہ موہنی آپ کی مورت بسد البتی ہے نہیں — نہ بھولے سے کرے یہ قصد اسکے بھول جانے کا

رام جی

یہ کہتے ہیں کیا مہاراج حقیقت میں ٹھانی ہے وہ — جو کرتا قصد ہے آپکے درشن کے پانیکو

رشی تھے اور واں آئے سنا جب رام کا آنا — یہ خواہش تھی کریں درشن ولابھ ان سے اٹھانیکو
رہے تھے آشرم میں رام واں پر شب بتاکے تھے — تھے بیٹھے شیش رشی نے ساتھ دستر کے دکھانیکو
وہ جلدی ہی انہیں جمنا کنارے پہنچا لے آئے — کیا تھا قصد واں سے پھر قدم آگے بڑھانیکو

والمیک رشی کا درشن

طرز قوالی

چلے ہیں بن مسافر یہ دھیان بن کو لگایا ہے — ہیں سیتا رام لچھمن جو ان مہ آتما جیو مایا ہے
برہم اور جیو کے مابین مایا یہ سدا رہتی — یہ اوسکی اوٹ ہونے سے برہم نہ نظر آیا ہے
جو صورت دیکھ لیتا ہے وہ شیدا ہوئی جاتا ہے — پر ہو یہ بھید لیلا کا تیری نہ ہاتھ آیا ہے
مبارک ہیں وہی جو رات دن ہیں نام کو رٹتے — ہوئے مگن یہ ہیں بے سدھ دھیان بنا کمایا ہے
یہ آخر سفر طے کرتے اسی جا پہ تھے آ پہنچے — جہاں تپ والمیکی جی رشی آشرم بنایا ہے
جو دیکھا والمیکی کو تھا تینوں نے جھکایا سر — رشی نے یہ کہا لہر درشن جو دکھایا ہے
یہ ہیں پیا پھل پھول کھانیکو منگائے تھے اسی خاطر — ہوا آنند مجھکو آج تم نے بھرم دل کا مٹایا ہے

رام جی والمیک رشی سے مخاطب ہو کر

گو آپ ہیں جانتے سب کچھ ہیں تو بھی سناتا ہوں — حکم ماتا پتا جی کا قدم بن کو اٹھایا ہے
بھرت کیواسطے ہے راج چھوڑا اور یہاں آیا — برس چودہ رہوں بن میں یہی پرن ٹھہرایا ہے
جو ہیں یہ چرن دیکھے آپ کے میں نے سپھل سمجھا — یہ کرپا کر بتا دیجئے دھیان مجھکو جو آیا ہے
بتا دیں اب جگہ ایسی جہاں ہوں دن وہ اپنے کاٹنے — بنائیں جھونپڑا رہنے کو دل میں یہ سمایا ہے

والمیک جی

لیا ہے جنم بھی آپ نے اپکار کی خاطر — ہو پوچھا اسلئے مجھ سے میرے سنکار کی خاطر
یہ سیتا آپ کی مایا ہی سنسار رچتی ہے — یہی ہوتی ہے پرلے دیا پھر سنگھار کی خاطر
تمہارا بھید نہ پایا ہو پورن ہم اپنا ستی — ہوئے اس روپ میں ظاہر جگت اپکار کی خاطر
سوال اچھا کیا ہے میں بتاؤں کیا مگر سوامی — یہ ڈھنگ اچھا نکالا ہے مرے پرچار کی خاطر
جگہ وہ کونسی ہے ہاں جہاں نہیں آپ ہیں رہتے — میں خود حیران ہو رہا ہوں اس گفتار کی خاطر

رام جی مسکرائے والمیک جی پھر بولے

آرام کی میں جا بتاؤں آپ ہیں اس جگہ — کہتا ہوں تفصیل سے آپ غور سے سنئے ذرا
جو ہیں رکھتے کان اپنے بحر کی مانند اتھاہ — سن کے جنہیں ہیں سبز ہوتے آپ کی لیلا کتھا
کان ہیں وہ بہت سندر صاف ستھری ہے جگہ
آرام ہوگا آپ کو واں آپ رہیے اس جگہ

جن کی آنکھیں ہیں کھلی یہ درشن پانے کیلئے — سیپ کی مانند سواتی بوند کو ہیں ترستے
اسلئے وہ ہر وقت ہیں آسماں کو دیکھتے — اور پانی کی نہ پرواہ خواہ وہ ہوں کس قسم کے
ایسی آنکھیں ہیں مبارک اتنا ویدوں نے بتا
آرام ہوگا آپ کو واں آپ رہیے اس جگہ

آپ کے گن گا رہی ہو ہر وقت ہی جو زبان — نالہ ہو تو پریم کا اور پریم کی ہی ہو فغاں
وہم ہو تو پریم کا اور پریم کا ہی ہو گمان — لب پہ ہو موجود ہر دم آپکی یہ داستان
زبان ایسی سب سمجھیں ہے محل یہ اک کھرا
آرام ہوگا آپ کو واں آپ رہیے اس جگہ

گورو برہمن دیوتا کی پوجا کرتے جو سدا — اور جھکتے پریم سے ہیں اونکے چرنوں پہ سدا
تیرتھوں پہ نہانے کو عزم ہیں رکھتے سفر کا — جنکے دل پہ اثر ہو نہ لوبھ موہ اہنکار کا

بری ہیں جو کام سے اور کرودھ سے نہ واسطہ
دل جنکے دل میں ہو نا ہیں چھل اور کپٹ کا
سچ ہیں جو بولتے اور سب کسی کے خیر خواہ　　سمجھتے ہیں ایک جیسی استتی اور نندیا
تکلیف اور آرام میں ہاں ایک سی رہتے سدا　　غیر کا دکھ دیکھکے ہوتے ہیں غم میں مبتلا
ماسوائے آپ کے جو اور کو نہیں جانتے
غیر کی عورت کو جو ہیں ماں برابر مانتے
دوسروں کی سمپدا کو دیکھ جو ہوں شادماں　　سورگ کو اور نرک کو ہیں سمجھتے جو اک سماں
مگن ہیں جو پریم میں اور آپکا ہی ہو دھیان　　آپ کی سیوا میں اپن کئے ہیں جو جسم و جان
لکشمن سیتا کو لے کے انکے دل میں جا بسو
ہے وہ رہنے کی جگہ اور آپ کو آرام ہو

رام جی یہ سن سخن تھے تب مسرت میں بھرے　　پریم میں ہی والمیکی نے تھے انکو جو کہے

والمیک جی

یاں سے تھوڑے فاصلہ پر کوہ گراں ہے اک کھڑا　　چترکوٹ ہیں اسکو کہتے جگہ ہے وہ پر فضا
بہ رہی ہے اس ندی مندا کنی بھی خوشنما　　اتری رشی کا وانپہ آشرم بھی ہے بنا
واں بنا لیں رہنے خاطر اک معمولی جھونپڑا
ہے جگہ وہ بہت سندر موجب ہو آرام کا

چترکوٹ پربت کو روانگی

جو لکھا تھا والمیکی نے بتایا راستہ　　وہ اسی پہ چل پڑے نہ فکر تھا تشویش کا

سفر کرتے آخر ان کو نظر آیا کوہ بڑا — سر اٹھائے دیکھتا جوں رام جی کا راستہ

چترکوٹ ہی نام اس کا لوگ کہتے ہیں پربلا

سیر بھی تھی واں ندی اشنان تینوں نے کیا

لکشمن نے پھر کہا کہ اس جگہ یہ پڑ رہے — صاف ستھری ہے جگہ اور یاں ہیں آرام ہے

رام جی کی سن کے آمد آدمی واں آ گئے — خوبصورت جھونپڑے ان و بنائے گھاس کے

اک بنایا اس لئے کہ لکشمن اسمیں رہے

دوسرا تھا رام جی اور سیتا جی کیواسطے

دیوتا اور ناگ کنر ملنے خاطر آ گئے — آج مقصد پا لیا درشن ہوئے جو آپ کے

کام ہوگا اب ہمارا بے ہیں تسکین سے — آ گئے ہیں خود پربھو ہماری رکھشا کیلئے

جو رشی رہتے تھے کوہ پر وہ بھی ان سے آ ملے

رام جی کا پا کے درشن وہ دعا دینے لگے

آدمی آئے وہاں جنگلی جو قوم کے — دیکھتے جب ان کی صورت مست پریم ہوتے تھے

پریم میں ڈوبے ہوئے وہ آ کے بولے رام سے — آپ کی خدمت کریں گے ہم سبھی دل جان سے

دل تمہارا ابھی شکار و سیر سے بہلائینگے

اور حفاظت کے لئے بھی گھر سے یاں آ جائینگے

جگت کا جو ہے سوامی بیشال اور بے جلیل — وعدہ اسکی بھی حفاظت کا ہیں کرتے نت بھیل

ہے یہ حیرت کی جگہ اور قاصر ہے یاں قال قیل — عقل کو نہ دخل ہرگز پہنچتی نہ ہے دلیل

رام ان کی ہنس کے باتیں سن رہے تھے پریم سے

جیسے ماتا بات سن بچہ کی خوش ہو پریم سے

پریم ہے انمول موتی ہر بشر نہ پا سکے — مہما ہے جو پریم کی وہ کون منہ سے گا سکے۔

پریم پتھر کرکے ہلکا پانی اوپر لا سکے ۔ پریم ہی نجات قسم کو دہر دلوا سکے
پریم ہی یہ کاٹ دیتا ہے بند حسن بحر کا
پریم ہی ہے پھیر دیتا منہ یہ اس تقدیر کا
لکشمن بھی پریم میں آکر ہوئے ایسے مگن ۔ سیوا کرتے رات دن نہ سدھ رہی کچھ تن بدن
پریم کے اس ور میں وہ بھول گئے یا دوست ۔ یاد نہ ماں باپ بھی پر ہوسے ایسی تھی لگن
جانکی بھی رام جی کو دیکھ ہوتی تھی نثار
پریم آنکھوں میں چھایا اور تھا اس کا خمار

طرز قوالی مہاراجہ دشرتھ کا بیقرار ہو کر کوشلیا کو کہنا

سماں ہے نزد روح کا بھی جسم سے نکل جانیکا ۔ گھٹا غم سے یہ دم میرا وقت ہے موت آنیکا
سدا تکلیف دی رانی نہ سوچی بہتری تیری ۔ سمجھ لینا مجھے تو بھی میں چھوٹا ہوں زبانیکا
نظر آتا ہے مشکل مجھکو پیارے رام کا ملنا ۔ برس چودہ نہ ہوں جبتک شکل وہ نہیں دکھانے کا
برا ہو کیکئی کا بھی لیا جو قول دھوکے کر ۔ ارادہ کرلیا اس نے جو بیرے ہی مٹانے کا
بدی کا تخم جو بویا بگاڑی ہی عاقبت اپنی ۔ رہا نہ وہ ین دنیا میں کہیں بھی منہ دکھانیکا
دوہائی ہے میرے ایشور تو پہنچ دادبیری کو ۔ جسم یہ ہوچکا لاغر نہیں صدمے اٹھانے کا
ادھر آئے اجل جلدی اٹھائے سر فانی سے ۔ پتا ملنا مجھے تیرے ہے مشکل اب ٹھکانے کا

رانی کوشلیا

لگا لو نہ شدید ایسے سماں آج نہیں سنانے کا ۔ طریقہ یہ نرالا ہے مجھے پاپن بنانے کا
عذاب ہوگا میری جان کو جو چھوٹا آپکو کہتے ۔ یہ سیوا کرکے سنتے سر دوزخ پہنچانے کا
نہ جوڑو ہاتھ داسی کو یہ ہوگا پاپ مجھکو ہی ۔ نہ کیجو ہاتھ ساماں پاپ کو لو تحصیل بنانیکا
یہ پچھلے پاپ کا بدلا ملا تو رام ہے نکلا ۔ کریں نہ حوصلہ مجھ پر ستم یہ اور ڈھانیکا

حواس ہیں باختہ میرے یہ حالت آپکی دیکھی　　وقت گذرا جو ہاتھوں سے نہیں واپس وہ آئیگا

مہاراجہ دشرتھ کا آہ و زاری کرنا

راگنی کا بہڑہ

بجز ناتھ تیرے نہ کوئی ٹھکانہ　　آئی ہے جو آفت مجھے تو بچانا
پربھو اب زیادہ نہ مجھکو ستاؤ　　کرو رحم اب دیر تم نہ لگانا
نہ غمخوار میرا ہے دنیا میں کوئی　　نہ میرا کسی سے رہا اب یارانہ
عمر بھر میں آ یہ نتیجہ نکالا　　کرے نہ وفا یہ لیے وفا ہے زمانہ

سومنت کا بیقرار ہو کر اودھ پہنچنا

(طرز - دادرا آیا بنوا)

سومنت کا یہ حال کچھ بد حال ہو گیا　　وہ سوچتا تھا جینا یہ جنجال ہو گیا
یہ دل بھی یاد رام میں ہوا ہے بیقرار　　چلنا بھی اس خیال سے محال ہو گیا
کیوں جان اس جسم میں اب تلک اٹک رہی　　یہ رام کا وجوگ اب جنجال ہو گیا
میں کسطرح اودھ میں جا کے اپنا دل حال　　بدنام ہو چکا ہیں پر ملال ہو گیا
ماتھے پہ یہ کلنک کا ٹیکہ ہے لگ چکا　　حرمت کا دھن بھی کھو چکا کنگال ہو گیا

طرز :- آتا ہے یاد مجھکو

اس سوچ ہی میں تھا ڈوبا اور شرم کا تھا مارا　　فرقت میں رام کی یہ تن پہ چلے ہے آرا
رتھ چھوڑا اسپ باندھے سوئے محل سدھارا　　سب دیکھتے تھے کب تک آئے منزل کا ہارا
پوچھا تو رانیوں نے پوچھا بیزار ہو کر
کیا رام جی نہیں آئے گئے بن نیار ہو کر

یہ رو رہے تھے غم سے کہتے نہ کچھ بنا ہے　　گلا بھی کچھ رکا تھا آنسو بھی کچھ رواں تھے
پھر داسیاں بھیں لائیں سومنت کو وہاں سے　　جس جا یہ راجہ دشرتھ تھے انتظار کرتے

وہ تڑپتے تھے فرش زمین پہ مثل ماہی
سومنت کے آنکی ہوئی ایسی آگاہی

مہاراجہ دشرتھ سومنت سے

سومنت جی بتاؤ یہ ہوش کیوں بھلائی　　ناکام کیا ہو آئے ہوئی نہ کچھ رسائی
گاڑی نظر زمین پر اوپر نہیں اٹھائی　　آنسو بھی تیری آنکھوں نے ہیں مجھے دکھائی

دونو وہ نور میرے کیا بن میں چھوڑ آئے
جلدی بتاؤ دل کا خیال جو ہے آئے

سومنت

میں کیا کہوں سوامی آنسو ہیں بہے جاری　　بے ہوش ہیں نہ ٹھکانے سدھ بھی گئی ہے ساری
جا کے عقل کے پیچھے طاقت لگائی ساری　　باتیں سنی جوان کی پھر تو ہوئی لاچاری
جس وقت لے کے رتھ کو ادھ کے بیچ ہاں میں پہنچا　　بولے نہیں ہے خواہش رتھ کی کریں سواری
منہ سے کہا کہ ہم تو پیدل ہی اب چلینگے　　راجہ نہیں جپر ٹھو جو اب تو میں یوں بھکھاری
باتیں سنی جوان کی میرے پران نکلے　　پھر ہاتھ جوڑ بولا اے ناتھ کیا اچاری
طاقت نہیں ہے مجھ میں باتیں سنوں جو ایسی　　مردہ بناؤں خود کو گر بات پھر اچاری
سنکر وہ بات بولے رتھ کی نہ تھی خواہش　　خاطر تمہاری اب تو کرتا ہوں میں سواری
الغرض وہ بمشکل رتھ میں سوار ہوئے　　ڈھارس ہوئی کہ ما نینگے بات سب ہماری
پھر گوہ نکھاد کے ہاں پہنچے سوار ہو کر　　آ کر ہے وہاں پر شب بھی وہاں گذاری
اٹھکر صبح انہوں نے مجھکو حکم سنایا　　جاؤ اودھ پوری کو جلدی کرو تیاری
تیار ہو پڑا میں دیکھا جو خشمگیں ہیں　　لے سو وہ گئی سب میری آہ و زاری

چلتی دفعہ کہا یہ ڈھارس بندھا کو دینا — کرنا تسلی ان کی دیکھو بحال زاری
آؤں نہ میں اودھ میں جبتک نہ برس ختم ہوں — سنکر پیام ان کا بھولی عقل ہے ساری

مہاراجہ دشرتھ

یہ تو معلوم تھا ہی واپس نہیں وہ آئیں — پھوٹا جو ہے مقدر جا کر کسے سنائیں
ٹوٹی امید میری دل کو کہاں ٹھہرائیں — اچھا جو اور کہا ہو وہ بھی مجھے بتائیں
تڑپا رہی ہے مجھکو ان کی ہی یاد آ کر — تسکین دل کو دیجو باتیں مجھے سنا کر

سومنت — طرز قوالی

سنکر پیام رام نے دیکر کہا کہ تم بتا دینا — کروں پرنام میں ماتا پتا کو یہ سنا دینا
نہ لیویں رنج ماتا کیکئی کو کچھ عمر بھر میں — بلا کر بھرت کو فوراً تخت اوپر بٹھا دینا
کہا پھر حال سیتا کا نہ مانے تھی وہ آنے کو — یہ کہتی تھی کہ راجہ کو یہ تسکین تم دلا دینا
طبیعت نازک اس کی ہوئی معلوم جب بولے — کیا انصاف راجہ نے بلا شک یہ جتلا دینا
سنا جب لکشمن سے کہا انہوں نے پھر ہدایت کی — مناسب ہے نہیں تمکو پتا کو یہ گلہ دینا
ہنسی جب بات راجہ نے وہ داڑھیں مار کر رو دئے — کہا بس وہ سمجھا ہے مناسب تھا گلہ دینا
گناہ جو ہے کیا میں نے معاف اب اسکو تم کرنا — وقت ہے اب تو مرنے کا گلہ یہ سب بھلا دینا

رانی کوشلیا کا مہاراجہ دشرتھ کو سمجھانا

یہ ہے بے سود آہ زاری کٹھن ہے رام کا ملنا چلے نہ کام رونے سے پرے ہو اسکو بھلا دینا
کرو کچھ حوصلہ لمبی سنبھالیں کچھ طبیعت کو ہوا پوری جس نتیجہ سے وہی نہ کہیں دکھا دینا

مہاراجہ دشرتھ

یہ سن کے بات رانی کی کچھ اسکو ہوش آیا تھا — دکھا دو رام کی صورت یہ اسنے کہ سنایا تھا
بڑا تھا رنج الم میں جب وہ وقت یاد آیا تھا — بھلے گو دیں مجھکو یہ راجہ نے بتایا تھا

جوانی کا وقت تھا جب سے غلطی ہو گئی مجھ سے — نشانہ تیر کا رشی پسر کو میں بنایا تھا
سناؤں وہ گناہ تمکو سنو دل سے وہ بات ہے یوں — کہ سرون نام نے ماں باپ کو بہنگی بٹھایا تھا
اٹھائے پھرتا تھا بن میں ستایا پیاس نے تب اگر — تلاش آب میں تالاب کے اوپر وہ آیا تھا
جبھی دیکھا تھا پانی کو کمنڈل لیکے ڈبکایا — آواز آئی میرے کانوں دھیان میں نے لگایا تھا
میں سمجھا مست ہے ہاتھی نشانہ جھٹ لگایا پھر — لگا جب تیر ہو دلگیر اس نے یہ سنایا تھا
کیا ہے ظلم کس ظالم نے سوچا ہے نہ کچھ سمجھا — سراسر بے گناہ ہوں صرف پانی کو آیا تھا
میرے ماں باپ ہیں پیاسے بیاکل ہیں پتے وہ — وہ سن کے حال مر جائیں گے اس نے یہ سنایا تھا

سنی جب بات اسکی یہ ہوا تھا دل پریشان بھی — گیا جب پاس انکے تو یہ اس نے کہہ دیا تھا
کہ راجہ جلد جا کر اب انہیں پانی پلا دینا — پڑے بے چین ہو گئے کچھ پیاس انکو ستایا تھا
جو پوچھیں حال میرا وہ تو دھیرج سے انہیں کہنا — نشانہ تیر کا اسکو اجل نے آ بنایا تھا
یہ میں نے حال سرون کا انہیں جا کر سنایا پھر — گرے بیہوش ہو کر وہ نہ کچھ بھی ہوش آیا تھا
ہوئے لاچار رونے سے کہی یہ بات پھر سن کے — کہ راجہ تو نے کس بدلے ظلم یہ آ کمایا تھا
بڑا ہے دکھ ہوا ہمکو یہ عالم بھی ہے پیری کا — نشانہ تیر کا مارا نہ تجھکو رحم آیا تھا
ہم اندھے بھی ہیں آنکھوں سے یہاں پیران بیدنگو — وہی تھا نور آنکھوں کا اجل نے جسکو کھایا تھا
کچھ ہی لاچار مرتے دم انہوں نے بد دعا دی — مریگا اسطرح وہ بھی ظلم جس نے کمایا تھا

وقت اب آ گیا ہے وہ اجل نے آ ستایا ہے — قرار آئے صبر کیسے نہ مجھکو ہوش آیا ہے
کیا یہ کیکئی نے جو بن میں رام کو بھیجا — ظلم کرتے ہوئے اسکو نہ کچھ بھی سوچ آیا ہے
گئے ہیں لکشمن سیتا بھی الفت رام میں پیچھے — مقدر آ کے بگڑا یوں انہوں نے بھی بھلایا ہے
جدا ہوتا ہوں رانی تم سے یہ وقت اجل آیا — کہوں میں رام ہائے رام! تیری کیا یہ مایا ہے

رکا پھر سانس راجہ کا نبض بھی ہو گئی ساکن کیا پرواز روح نے پھر نرگ کو شوک نے دبایا ہے

نوحۂ وفات مہاراجہ دشرتھ بطرز دادرا

پھر رانیوں نے شور اک ماتم کیا بپا سب داسیاں بھی روتی اور روتے سبھی اقربا
ہائے کیکئی یہ کیا ظلم ہے کر دیا بسا ہوا تھا گھر یہ اب ویران کر دیا

رو رو کے یہ سناتی تھی رانی کوشلیا
ہائے میرے بھوجہاں کیوں چھوڑ کے چلا

پاپن نے رام بھیج کے ہے کیا نفع لیا سایہ تھا شوہر کا بھی وہ بھی سر سے اٹھ گیا
دل میں اجل کے رحم کا مطلق نہیں پتا اک شور آ کے اٹھتا ہے آتی ہے جب قضا

ہیں رام جی بنوں میں یاں کہرام ہے مچا
اجل نے آ کے اسجگہ آفت ہے کی بپا

وسشٹ جی کا سمجھانا

رہنے نہ پایا پائیگا ہے کوئی بھی آ دام صبح جو ہوگی وہ ہر ہیں تو لازمی ہے شام
پیدا ہوا جو وہ ہر ہیں مرے گا لاکلام اجل ہر ایک زندگی کا کرتی ہے انجام

دنیا فقط یہ سمجھو سرا گذر ہے
ہے کسکو یاں قیام اور یاں قرار ہے

ہے آدمی کی زندگی پانی کا بلبلا ہوا چلے اجل کی تو نہیں ہے ٹھہرتا
بچا نہ اس کے ہاتھ سے امیر یا گدا جو دیر یا تھے ان کو بھی آ لیگی قضا

ہے اسلئے بے سود سب یہ نالہ و فغان
یکساں نظر میں اسکی ہیں یہ پیر اور جوان

بری ہیں جو کام سے اور کرودھ سے نہ واسطہ
خلل جنکے دل میں ہوتا نہیں ہے چھل اور کپٹ کا
سچ ہیں جو بولتے اور سب کسی کے خیر خواہ — سمجھتے ہیں ایک جیسی استتی اور نندیا
تکلیف اور آرام میں ہیں ایک سے رہتے سدا — غیر کا دکھ دیکھکے ہوتے ہیں غم میں مبتلا
ماسوائے آپ کے جو اور کو نہیں جانتے
غیر کی عورت کو جو ہیں ماں برابر مانتے
دوسروں کی سمپدا کو دیکھ جو ہوں شادماں — سورگ کو اور نرک کو ہیں سمجھتے جو اک سماں
مگن ہیں جو پریم میں اور آپکا ہی ہو دھیان — آپ کی سیوا میں ارپن کرتے ہیں جو جسم و جان
لکشمن سیتا کو لے کے آپ ایسے دل میں جا بسو
ہے وہ رہنے کی جگہ اور آپ کو آرام ہو

رام جی یہ سن سخن تھے تب مسرت میں مگن — پریم میں ایسا ہی والمیکی نے تھے اونکو جو کہے

والمیک جی

یاں سے تھوڑے فاصلہ پر کوہ گراں ہے اک کھڑا — چترکوٹ ہے اسکو کہتے جگہ ہے وہ پرفضا
بہہ رہی ہے اس ندی منداکنی بھی خوشنما — اتری رشی کا واں پہ آشرم بھی ہے بنا
واں بنا لیں رہنے خاطر اک معمولی جھونپڑا
ہے جگہ وہ بہت سندر موجب ہے آرام کا

چترکوٹ پربت کو روانگی

جو لکھا تھا والمیکی نے بتایا راستہ — وہ اسی پہ چل پڑے نہ فکر تھا تشویش کا

سفر کرتے آخر ان کو نظر آیا کوہ بڑا سر اٹھائے دیکھتا جو رام جی کا راستہ
چترکوٹ ہی نام اس کا لوگ کہتے برملا
بہ رہی تھی واں ندی اشنان ان دونوں نے کیا
لکشمن نے پھر کہا کہ اس جگہ پہ ٹھیریے صاف ستھری ہے جگہ اور یاں ہیں آرام سے
رام جی کی سن کے آمد آدمی واں آگئے خوبصورت جھونپڑے واں و بنائے گھاس کے
اک بنایا اسلئے کہ لکشمن اسمیں رہے
دوسرا تھا رام جی اور سیتا جی کیواسطے
دیوتا اور ناگ کنر ملنے خاطر آگئے آج مقصد پا لیا درشن ہوئے جو آپکے
کام ہوگا اب ہمارا اب ہیں تسکین سے آگئے ہیں خود پربھو ہماری رکھشا کیلئے
جو رشی رہتے تھے کوہ پر وہ بھی ان سے آملے
رام جی کا پا کے درشن وہ دعا دینے لگے

آدمی آئے وہاں پر جنگلی جو قوم کے دیکھتے جب ان کی صورت مست ہوتے پریم سے
پریم میں ڈوبے ہوئے وہ آپکے بولے رام سے آپ کی خدمت کریں گے ہم سبھی دل جان سے
دل تمہارا بھی شکار و سیر سے بہلائینگے
اور حفاظت کے لئے ہم بھی گھر سے یاں آجائینگے
جگت کا جو ہے سوامی ہمیشا اور ہے جلیل دعویٰ اسکی بھی حفاظت کا ہیں کرتے بھیل
ہے یہ حیرت کی جگہ اور قاصر ہے یاں قال و قیل عقل کو نہ دخل ہرگز پہنچتی نہ ہے دلیل
رام ان کی سن کے باتیں مگن ہوتے پریم سے
جیسے ماتا باپ سن بچہ کی خوش ہو پریم سے
پریم ہے انمول موتی پر بشر نہ پا سکے مہما ہے جو پریم کی وہ کون منہ سے گا سکے۔

پریم پتھر کر کے ہلکا پانی اوپر لا سکے   پریم ہی نجات قسم کو دہر دلوا سکے
پریم ہی ہے کاٹ دیتا ہے بندھن نجر کا
پریم ہی ہے پھیر دیتا منہ یہ اس تقدیر کا
لکشمن بھی پریم میں آ کر ہوئے ایسے مگن   سیوا کرتے رات دن اس سدھ بن کچھ تن بدن
پریم کے اس دور میں وہ بھول گئے یا دوست   یاد نہ ماں باپ بھی پر ہوسکے ایسی تھی لگن
جانکی بھی رام جی کو دیکھ ہوتی تھی نثار
پریم آنکھوں میں سمایا اور تھا اس کا خمار

طرز قوالی مہاراجہ دشرتھ کا بیقرار ہو کر کوشلیا کو کہنا

سما ہے نزد روح کا بھی جسم سے نکل جانیکا   گھٹا غم سے یہ دم میرا وقت آیا موت آنیکا
سدا تکلیف دی مائی نہ سوچی بہتری کی   سمجھ لینا مجھے تو بھی یہیں چھوٹا ہوں زمانیکا
نظر آتا ہے مشکل مجھکو پیارے رام کا ملنا   برس چودہ ہوں جبتک شکل وہ نہیں دکھانے کا
برا ہو کیکئی کا بھی لیا جو قول دھوکے کر   ارادہ کر لیا اس نے جو بیٹے ہی مٹانے کا
بدی کا تخم جو بویا لگا ڑہی عاقبت اپنی   رہا نہ وہ دنیا میں کہیں بھی منہ دکھانیکا
دوہائی ہے میرے ایشور تو پہنچ داد میری کو   جسم یہ ہو چکا لاغر نہیں امید ٹھہرنے کا
ادھر آسے اجل جلدی اٹھائے مہربانی سے   پتا ملنا بجز تیرے ہے مشکل اب ٹھکانے کا

رانی کوشلیا

نکالو نہ شبد ایسے سماں یہ نہیں سنانے کا   طریقہ یہ نرالا ہے مجھے پائیں بنانے کا
عذاب ہوگا میری جان کو جو چھوٹا آپکو کہتے   یہ سیدھا کر ہے سنہ میرے دوزخ پہنچانیکا
نہ جوڑو ہاتھ داسی کو یہ ہوگا پاپ مجھکو ہی   نہ کھینچو ہاتھ سامان پاپ کو لوچھل بنانیکا
یہ پچھلے پاپ کا بدلا ملا تو رام ہے نکلا   کرو نہ حوصلہ مجھپر ستم یہ اور ڈھانیکا

حواس ہیں باختہ میرے یہ حالت آپکی دیکھی ۔۔۔ وقت گذرا جو ہاتھوں سے نہیں واپس وہ آئیگا

مہاراجہ دشرتھ کا آہ و زاری کرنا

راگنی کا نہڑہ

بجز ناتھ تیرے نہ کوئی ٹھکانہ ۔۔۔ آئی ہے جو آفت مجھے تو بچانا
پڑے بھولے بادہ نہ مجھکو ستاؤ ۔۔۔ کرو رحم اب دیر تم نہ لگانا
نہ غمخوار میرا ہے دنیا میں کوئی ۔۔۔ نہ میرا کسی سے رہا اب یارانہ
عمر بھر میں آیہ نتیجہ نکالا ۔۔۔ کرے نہ وفا یہ لئے وفا ہے زمانہ

سومنت کا بیقرار ہو کر اودھ پہنچنا

(طرز ۔ دادرا آیا بنوا)

سومنت کا یہ حال کچھ بدحال ہو گیا ۔۔۔ وہ سوچتا تھا جینا یہ جنجال ہو گیا
یہ دل بھی یاد رام میں ہوا ہے بیقرار ۔۔۔ چلنا بھی اس خیال سے محال ہو گیا
کیوں جان یہ جسم میں اب تلک اٹک رہی ۔۔۔ یہ رام کا وِیوگ اب جنجال ہو گیا
میں کسطرح اودھ میں جا کے اپنا دوں حال ۔۔۔ بدنام ہو چکا میں پُر ملال ہو گیا
ماتھے پہ یہ کلنک کا ٹیکہ ہے لگ چکا ۔۔۔ حرمت کا دھن بھی کھو چکا کنگال ہو گیا

طرز :- آقا ہے یاد مجھکو

اس سوچ میں تھا ڈوبا اور شرم کا تھا مارا ۔۔۔ فرقت میں رام کی یہ تن بیدلے سے آرا
رتھ چھوڑا اسپ باندھے سوئے محل بیدیارا ۔۔۔ سب دیکھتے تھے کب تک آئے منزل کا مارا
پوچھا تو رانیوں نے پوچھا بیزار ہو کر
کیا رام جی نہیں آئے گئے بن بنبار ہو کر

یہ ڈر رہے تھے غم سے کہتے نہ کچھ زبان سے — گلا بھی کچھ رکا تھا آنسو بھی کچھ رواں تھے
پھر داسیاں انہیں لائیں سومنت کو وہاں سے — جس جا پہ راجہ دشرتھ تھے انتظار کرتے

وہ تڑپتے تھے فرش زمین پہ مثل ماہی
سومنت کے آنے کی ہوئی انہیں آگاہی

مہاراجہ دشرتھ سومنت سے

سومنت جی بتاؤ یہ ہوش کیوں بھلائی — ناکام کیا ہو آئے ہوئی نہ کچھ رسائی
گاڑی نظر زمین پر اوپر نہیں اٹھائی — آنسو بھی تیری آنکھوں نے ہیں مجھے دکھائی

دونوں وہ نور میرے کیا بن میں چھوڑ آئے
جلدی بتاؤ دل کا خیال جو ہے آئے

سومنت

میں کیا کہوں سوامی آنسو ہیں میرے جاری — یہ ہوش ہیں ٹھکانے سدھ بھی گئی ہے ساری
جا کے عقل کے کھینچے طاقت لگا دی ساری — باتیں سنی جوان کی پھر تو ہوئی لاچاری
جس وقت لے کے رتھ کو ان کے میں پاس پہنچا — بولے نہیں ہے خواہش رتھ کی کریں سواری
منہ سے کہا کہ ہم تو پیدل ہی اب چلیں گے — راجہ نہیں جو چھوڑا جاتو میں ہوں بھکاری
باتیں سنی جوان کی میرے پران نکلے — پھر ہاتھ جوڑ بولا اے ناتھ کیا اچاری
طاقت نہیں ہے مجھ میں باتیں سنوں جو ایسی — مردہ بناؤں خود کو گر بات پھر اچاری
سنکر وہ بات بولے رتھ کی نہ تھی خواہش — خاطر تمہاری اب تو کرتا ہوں میں سواری
الغرض وہ بمشکل رتھ میں سوار ہوئے — ڈھارس ہوئی کہ مانینگے بات سب ہماری
پھر گو وہ نکھاد کے ہاں پہنچے سوار ہو کر — آ کر رہے وہاں پر شب بھی وہاں گذاری
اٹھکر صبح انہوں نے مجھکو حکم سنایا — جاؤ اودھ پوری کو جلدی کرو تیاری
تیار ہو پڑا میں دیکھا جو خشمگیں ہیں — بے سود ہو گئی سب میری یہ آہ و زاری

چلتی دفعہ کہا یہ ڈھارس بیٹا کو دینا — کرنا تسلی ان کی دیکھو بحال زاری
آؤں شتابی میں ادھر میں جبتک نہ پران ختم ہو — سنکر پیام ان کا بھولی عقل یہ ساری

مہاراجہ دشرتھ

یہ تو معلوم تھا ہی واپس نہیں وہ آئیں — چھوٹا جو ہے مقدر جا کر کسے سنائیں۔
ٹوٹی امید میری دل کو کہاں ٹھہرائیں — اچھا جو اور کہا ہو وہ بھی مجھے سنائیں
تڑپا رہی ہے مجھکو ان کی ہی یاد آ کر — تسکین دل کو دیجو باتیں مجھے سنا کر

سومنت — طرز قوالی

سندیسہ رام نے دیکر کہا کہ تم بتا دینا — کروں پرنام میں ماتا پتا کو یہ سنا دینا
نہ دلویں رنج ماتا کیکئی کو کچھ عمر بھر میں — بلا کر بھرت کو فوراً تخت اوپر بٹھا دینا
کہا پھر حال سیتا کا نہ مانی تھی وہ آنیکو — یہ کہتی تھی کہ راجہ کو یہ تسکین تم دلا دینا
طبع نازک اس کی ہوئی معلوم جب بولے — کیا انصاف راجہ نے بلا شک یہ جتا دینا
سنا جب لکشمن نے کہا انہوں نے پھر ہدایت کی — مناسب ہے نہیں ہمکو پتا کو یہ گلہ دینا
سنی جب بات راجہ نے وہ ڈھاڑیں مار کر رو دئے — کہا بیٹا وہ سچا ہے مناسب تھا گلہ دینا
گناہ جو ہے کیا میں نے معاف اب اسکو تم کرنا — وقت ہے اب تو مرنے کا گلہ یہ سب بھلا دینا

رانی کوشلیا کا مہاراجہ دشرتھ کو سمجھانا

یہ ہے بے سود آہ زاری کٹھن ہے رام کا ملنا۔ چلے نہ کام رونے سے پربھو اسکو مٹا دینا
کرو کچھ حوصلہ دل میں سنبھالیں کچھ طبیعت کو — ہوا جو ہونی تھی جس نتیجہ سے وہی نکلیں کہا دینا

مہاراجہ دشرتھ

یہ سن کے بات رانی کی کچھ اسکو ہوش آیا تھا — دکھا دو رام کی صورت یہ اسنے کہ سنایا تھا
بڑا تھا رنج الم میں جب وہ وقت یاد آیا تھا — بٹھالے گود میں مجھکو یہ راجہ نے بتایا تھا

جوانی کا وقت تھا جب یہ غلطی ہو گئی مجھ سے
نشانہ تیر کا رشی پتر کو میں نے بنایا تھا
سناؤں وہ گناہ تمکو سنو دل سے یہ بات ہے یوں
کہ سرون نام نے ماں باپ کو بہنگی میں بٹھایا تھا
اٹھائے پھرتا تھا بن میں ستایا پیاس نے آکر
تلاش آب میں تالاب کے اوپر وہ آیا تھا
ابھی دیکھا تھا پانی کو کمنڈل لیکے ڈبکایا
آواز آئی میرے کانوں دھیان میں یہ لگایا تھا
میں سمجھا مست ہے ہاتھی نشانہ جھٹ لگایا پھر
لگا جب تیر ہو دلگیر اسنے کہہ سنایا تھا
کیا ہے یہ ظلم کس ظالم نے سوچا ہے نہ کچھ سمجھا
سراسر بے گناہ ہوں میں فقط پانی کو آیا تھا
مرے ماں باپ ہیں پیاسے بیاکل ہیں بیٹھے وہ
وہ سن کے حال مر جائیں گے اسنے کہہ سنایا تھا

سنی جب بات اسکی یہ ہوا تھا دل ہراساں بھی
گیا جب پاس اسکے تو یہ اسنے کہہ دیا تھا
کہ راجہ جلد جاکر اب انہیں پانی پلا دینا
بڑے بےچین ہونگے کچھ پیاس انکو ستایا تھا
جو پوچھیں حال میرا وہ تو دھیرج سے انہیں کہنا
نشانہ تیر کا اسکو اجل نے آ بنایا تھا
یہ میں نے حال سرون کا انہیں جا کر سنایا پھر
گرے بیہوش ہوکر وہ نہ کچھ بھی ہوش آیا تھا
ہوئے لاچار رونے سے کہی یہ بات پھر منہ سے
کہ راجہ تو نے کس بدلے ظلم یہ آ کمایا تھا
بڑا ہے دکھ ہوا ہمکو یہ عالم بھی ہے پیری کا
نشانہ تیر کا مارا نہ تجھکو رحم آیا تھا
ہم اندھے بھی ہیں آنکھوں سے یہاں پران دینگے ہم
وہی تھا نور آنکھوں کا اجل نے جسکو کھایا تھا
کچھ ہو لاچار مرتے دم انہوں نے بد دعا دی
مریگا اسطرح وہ بھی ظلم جسنے کمایا تھا

وقت اب آگیا ہے وہ اجل نے آ ستایا ہے
قرار آئے صبر کیسے نہ مجھکو ہوش آیا ہے
کیا یہ کیکئی نے جو بن میں رام کو بھیجا
ظلم کرتے ہوئے اسکو نہ کچھ بھی سوچ آیا ہے
گئے ہیں لکشمن سیتا بھی الفت رام میں پیچھے
مقدر آ کے بگڑا یوں انہوں نے بھی بھلایا ہے
جدا ہوتا ہوں رام ای تم سے یہ وقت اجل آیا
کہوں میں رام ہائے رام اتیری کیا یہ مایا ہے

رکا پھر سانس راجہ کا نبض بھی ہو گئی ساکن کیا پرواز روح نے پھر مرگ کا شکنجہ آیا ہے

نوحۂ وفات مہاراجہ دشرتھ بطرز دادرا

پھر رانیوں نے شور اک ماتم کیا بپا سب داسیاں نہیں روتی اور روتے تھے اقربا
ہائے کیکئی یہ کیا ظلم ہے کر دیا بسا ہوا تھا گھر یہ اب ویران کر دیا
رو رو کے یہ سناتی تھی رانی کوشلیا
ہائے میرے بھوجہاں کیوں چھوڑ کے چلا
پاپن نے رام بھیج کے ہے کیا نفع لیا سایہ تھا شوہر کا بھی وہ سر سے اٹھ گیا
دل میں اجل کے رحم کا مطلق نہیں پتا اک شور آ کے اٹھتا ہے آئی ہے جب قضا
ہیں رام جی بنوں میں یہاں کہرام ہے مچا
اجل نے آ کے اسجگہ آفت ہے کی بپا

وسشٹ جی کا سمجھانا

رہنے نہ پایا یا نہ ہے کوئی بھی آدام جس جو ہوگی وہ سر میں تو لازمی ہے شام
پیدا ہوا جو وہ ہر میں مرے گا لاکلام اجل ہر ایک زندگی کا کرتی ہے انجام
دنیا فقط یہ سمجھو سرائگذر ہے
ہے کسکو یاں قیام اور یاں فرار ہے
ہے آدمی کی زندگی پانی کا بلبلا ہوا چلے اجل کی تو نہیں ہے ٹھہرتا
بچا نہ اس کے ہاتھ سے امیر یا گدا جو دیر پا تھے ان کو بھی آلیگی قضا
ہے اسلئے بے سود سب یہ نالہ و فغان
یکساں نظر میں اسکی ہیں یہ پیر اور جوان

راجہ کی یہ منت پہ تھا رنج کرنا تب روا ۔ گر رعایا دیکھتی نہ اسکو کچھ توقیر سے
راجہ دشرتھ نے کرانا تھا کیا یہ جشن جم ۔ پیش آئے سب سبھی سے عزت اور توقیر سے
لائق بیٹے والا بھی پھر کس لئے افسوس ہو ۔ چاروں بیٹے لائق فاضل کام لیں تدبیر سے
رام گئے بن روانہ ہو رہے پرلوک کو ۔ قول پورا کر دکھایا عذر نہ کچھ دیر سے
حکم مانو باپ کا اور راج لو اب یہ سنبھال ۔ باپ نے جب دیدیا تو پھر ہو کیوں دلگیر سے

ماتا کوشلیا کا بھرت کو کہنا

گورو نے ہے جو سنایا بیشک وہ ہے سب روا   ماننا ان کا حکم یہ فرض ہے بیٹا سدا
ہے رعایا بھی یہ چاہتی جو گورو نے ہے کہا   اسلئے تو اب سنبھالے کام یہ جو راج

بھرت کا جواب

طرز آتا ہے یاد

گورو جی نے مناسب اپدیش جو سنایا   ماتا نے جو کہا ہے سر آنکھ پہ اٹھایا
گر مانوں نہ میں حکم تو پیچھا پاپ ہو گا   ہاں واجبی یہی تھا تعمیل اسکی کرنا

جواب سب نے مل کر کی یہ خیر خواہی
یہ سمجھتے ہوئے بھی لیکن نہیں ہے آئی

یہ آپ سب کے حکم کی تعمیل تو میں کر دیتا   مجھ میں کہاں دلیری انکار جو میں کرتا
لیکن یہ اک عرض ہے جو میں ہوں سنانا چاہتا   اسکو بغور سننا پیچھے جواب دینا

ماں باپ تو سدھارے سرگ کو اور بھائی بن ہارے
ہو راج یہ اودھ کا میرے سپرد کیسے

بہتر میرے لئے ہے یہ رام جی کی سیوا   اچھی نہیں بھلائی اس سے بغور دیکھا
جبتک نہ ہو یہ درشن اس رام کے چرن کا   اس راج کا بھی لینا ماتم ہی ایک ہو گا

کپڑوں بغیر زیور دیتا نہیں نظارہ
بیمار کے لئے جوں نعمتیں ناکارہ

پھر اس سے اور بڑھ کر عقرب نے ڈس لیا ہے اب سب نے مل ملا کر اودھم بپا کیا ہے

ایسے مریض کو تم شراب ہو پلا دیے

پھر پران یہ یقیناً بچنے نہیں پائے

سامان میری خاطر جب کیا جاتے تھا بد ذات نے کر کے وہ کر دیا ہے پیدا

لیکن یہ ایک غلطی اس سے ہوئی بڑا دشرتھ سے نیک طینت کا بیٹا جو بنایا

اور رام کا برادر کہتے شرم نہ آئی

یہ اس نے کس لئے پھر دیدی کھٹائی

ہا! رام جو پیارے انکو بنوں میں بھیجا اس جگت میں بھی بڑھکر ہان سے ان کو ہوگا

جانے سے رام کے یہ سب کو زیاں پہنچا تعریف میری کرتے جن کا گمان نہیں تھا

یہ پریم ہی نے آکر کلمے کہے زباں سے

قسمت میری ہے پھوٹی اٹھیے آپ یہاں سے

سادہ مزاج والی ہیں رام جی کی ماتا مسکین جان مجھکو ہے پریم انکو آتا

وسشٹ جی گورو میں وہ ہیں جگت کے داتا اپدیش سن میں جن کی لوں پہ ہاتھ ہوں لگاتا

دنیا میں کون ایسا جو یہ نہیں کہیگا

کہ رام کی برائی میں میں شریک تھا

ہاں کہلو جو کسی کے دل میں ابھی ہے آئے مانونگا سکھ اسی میں الزام جو لگائے

جس جا پہ ہوگا پانی کیچڑ نظر بھی آئے ہاں کہدوا خوشی سے جو کچھ بھی جی میں آئے

پرلوک کا نہ خطرہ نہ لوک کا ہی ڈر ہے

مجھکو تو صرف ماتا کی آپ ہی فکر ہے

کہ رام جی نے میری وجہ سے دکھ اٹھایا ہے لکشمن ہی اچھا خدمت میں ساتھ لگایا

منحوس ہے بھرت ہی جو رام کو ستایا میں آپ کہہ چکا ہوں [illegible] جو ہے آیا

بن رام کے یہ میری جائیگی نہ جلن ستیہ
عقل بھی نہیں ٹھکانے بے سدھ ہوا ہے جیہ

صبح ہی جلد جاؤنگا پاس رام جی کے | پاپی ہوں لاکھ خواہ پر بھی چھپا کریں گے
وہ شیل کے سمندر بھنڈار ہیں دیا کے | کر کے وہ مہربانی مجھکو بخش ہی دینگے

موجود ہیں یہاں پر سرپنچ جو کہاتے
امید ہے وہ میری عرض یہ مان لینگے

ہے وہ عرض یہ میری کہدوں میں اب زبانی | کہ رام بن سے آکر لے لیں یہ راجدھانی
میں لاکھ گو برا ہوں ہیں رام تو گیانی | وہ جانتے ہیں پوشیدہ اسرار جو نہانی

دنیا یہ خواہ مجھکو ہزار بار چھوڑے
پر رام یہ دیا کر مجھکو نہ چھوڑ دینگے

جب بھرت نے یہ حالت انہیں تھی کہ سنائی | ہوئے وہ دنگ سنکر پھر ہوش انکو آئی
آنکھیں کھلی انہوں کی پھر سوچ یہ لگائی | بھرت کا پریم ایسا جہاں دل کی نارسائی

سب مرد و زن بھرت سے پھر ایکدم پکارے
بھگتی یہ دیکھکر ہم یہ داد دیں ہیں سارے

بہتان جو لگائے احمق ہے وہ سودائی | حسرت یہ سب لوں کی ہے آپنے مٹائی
ڈوبے تھے بحر غم میں دیتا نہ کچھ دکھائی | فرقت میں رام جی کے جاتی تھی یہ خدائی

تم ناخدا ہمارے صورت یہ آ دکھائی
ہم ڈوبتوں کو آکر تسکین ہے دلائی

کہنا یہ آپ کا ہے ہمکو پسند آیا | دھن دھن ہے پریم ایسا جو آپ نے لگایا
گورو کے پھر چرن پہ بھرت نے سر جھکایا | بیٹھے تھے جو سبھا میں پھر انکو تھا سنایا

آئے فرش پر چگنے دانے کو دیکھ پایا
ہے موت کا شکاری ہی دام لیکے آیا

دانے کو دیکھ پنچھی چگنے نہیں ہیں پاتے — وہ دام میں اجل کے آکر پھنس ہیں جاتے
طمع نفس کی خاطر جاں تک ہیں گنواتے — یہ دیکھ حال ان کا باقی ہیں خوف کھاتے

ایسا ہے پیاری ایشر نے تیرے بنایا
سوچا عقل نے لاکھوں کچھ بھی نہ بھید پایا

یہ سبزہ زار کھیتی اب یہ تو پل جلائے — اک پل میں آسماں پہ گرد و غبار چھائے
چلتے ہیں جو اکڑ کر گھمنڈوں کے مارے — سوتے ہیں سیج پر جو سردہ ہی چھین پائے

اک پل میں رام جی کو تھی راج کی تیاری
اک پل میں بن کو آئے راجہ جیسے ہو بھکاری

رامچندر جی سیتا جی سے

ڈرتا تھا پہلے ہی سے ہر دم فکر کرو گی — تجھکو عذاب ہوگا جنگل میں جب پڑو گی
کرتا منع تھا تمکو دل بے صبر کرو گی — دکھ جو عذاب ہوگا اسکو نہ تم جرو گی

حالت یہ دیکھ تیری اور حوصلہ تمہارا
کیسے بنوں میں ہوگا چودہ برس گذارہ

پہلے معلوم ہوتا تجھکو نہ ساتھ لاتا — نہ دیکھتا مصیبت تکلیف نہ اٹھاتا
اب ایک پل بھی تمکو بستر نہ چین آتا — رنج و الم یہ تیرا آکر انہیں ستاتا

یہ غم تمہیں کسطرح کا ہستی کو ہے لگایا
غم و الم کا نقشہ یہ کھینچ کے دکھایا

سیتا جی

دلکو نہیں ہے خدشہ اپنی یہ جسم جان کا	آیا ملال دل پہ ماتا کی داستان کا
عالم ہے ان کا پیری یہ وقت امتحان کا	کیسے گذر ہو ان کی کیا حال ہے وہاں کا

اس بات سے ہے دلکو کچھ یہ ملال آیا
اپنی نہ کچھ مصیبت کا یہ خیال آیا

جب آپ پاس میرے مجھکو ملال کیا ہے؟	مجھکو خیال عقبے فکر مآل کیا ہے؟
جب آپ مہربان ہوں دلکو خیال کیا ہے؟	پھر خوف اور ڈر کا دلمیں سوال کیا ہے؟

اے ناتھ! تم نظر سے مجھکو نہ دور کرنا
کرنا ستم نہ مجھپہ دلکو نہ چور کرنا

اک بات کا بھی مجھکو دھیان ہے آیا	وہ حال بھی بتاؤں جو خواب میں ہے آیا
دیکھا کروں سپن میں کہ بھرت ہو پریشان	جدائی آپ کی میں یہ رنج ہے اٹھایا

لیکر وہ ساتھ فوجیں ادھر کو آرہے ہیں
سپنے دنین ان سے یہ دیکھے جا رہے ہیں

رام جی لکشمن سے بولے

سپنے میں یہ سپنے سیتا نے جو سنائے	بن کی طرف بھرت جی اسلئے ہیں آئے
راجہ اب راجدھانی وہ کیوں ہیں چھوڑ آئے	بدھنا کہیں نہ آکر کوئی ادر گل کھلائے

انکو نہیں تھا واجب اب اسجگہ پہ آنا
اب دیکھتے ہیں کیا یہ بدلے ہے رنگ زمانہ

بھرت کی آمد کی آگاہی

اشنان کیا انتہا نے رام لکشمن جانکی	اور پوجا کی وہاں پھر شو کے اس استھان کی
پھر ہوا ستسنگ جسمیں باتیں تھیں گیان کی	دیر تک سنتے رہے کتھا رشی بھگوان کی

اتنے میں بھیلوں نے آکر رام کو آگاہ کیا
بھرت جی ہیں آرہے اور ساتھ ان کے ہے سپاہ

لکشمن نے دیکھا کہ ہیں رام کچھ غمگین سے — وقت پا کے بات کا وہ آگے بولا ہے یہ
بے اجازت تو لینا گو دور ہے اخلاق سے — کیا کروں رہ سکوں ہیں حال ایسا دیکھ کے

آپ تو ہو سے گیانی مالک ہیں پرجگت کے
اسلئے رہو آپ چلیا اور دل کو بھی جانتے

پاتے ہی جب حکومت جھٹ اہنس کے یار ہوئے — ہوش رہتا نہیں ٹھکانے ہوتے ہیں مغرور سے
بھرت کو کہتی ہے دنیا بھگت ہیں آپ کے — ہیں مگر یہ راج پاکر دل کے اب اتنے ہوئے

وہ اصول دھرم کو ہیں بھول گئے اب دھیان سے
وقت دیکھا جو برا تو لڑنے آئے بھگوان سے

تاکہ ہو نہ راج میں خدشہ کسی بھی بات کا — گر نہ ہوتا خیال یہ تو کیوں وہ لاتے سپاہ
ہو گیا ہے بھرت لیکر راج کچھ مغرور سا — اور سرور اس نشے میں رہتا ہے وہ چور سا

ایسا نشہ ہے راج کا جو کچھ نہیں ہے سوجھتا
گورو برہمن بید تک کو کچھ نہیں ہے پوچھتا

سہسر باہو راجہ نے بھی راج کے اہنکار سے — سادھو تھا جو جمدگن تھے کشٹ دئے بھی اسے
ہر طرح لاچار کرکے دکھ اسے اتنے دئے — وہ بچارا ہم رہا تھا ڈر کے مارے خوف سے

آگئے پھر اسکی مدد کو وانیہ جلدی پرشرام
تیر لیکر اسکو مارا اور کیا دال تمام

بھرت چاہتے ہیں مخالف ہو نہ کوئی ہے — رام کو بیکس سمجھ وہ فوج لیکر آگئے
میں چکھادوں گا مزا اب انکو اپنے تیر سے — آجائے اونکو سمجھ یاں رام تنہا نہیں ہے

لکشمن یہ بات کہہ کر بھر گئے تھے طیش میں

جب چڑھا یہ جوش انکو بھول نیتی وہ گئے

رام چندر جی لکشمن سے — طرز قوالی

نہیں کسی بات کا خطرہ جو وہ تشریف لائے ہیں — مجھے امید نہیں وہ کبھی بدنیت سے آئے ہیں
وہ گھبرا ہی گئے ہونگے مجھے بن میں جب دیکھا — پریم ہے بھرت کا مجھ سے اسی خاطر وہ آئے ہیں

لکشمن جی

یقین آئے مجھے کیسے اگر خواہش ہے ملنے کی — تو فوجیں بے بہا کاہے کو اپنے ساتھ لائے ہیں

رام جی

نہ دیکھا ہے نتیجہ بھی سنبھالو تو طبیعت کو — قبل از مرگ واویلا مجھے جو آ سنائے ہیں

لکشمن جی

یہ نرمی آپ کی ہمکو مصیبت میں پھنسائے گی — نہ جانوں رنج اور آفت ابھی کیا کیا دکھائیگی
رہے خاموش ہیں پہلے جبھی اس حال کو پہنچے — ہوئے ہیں خانماں برباد ابھی بن بن پھرائیگی
نہ پیچھا بھرت نے چھوڑا بنوں میں جو نکل آئے — یہ غور و غرض ہی ہمکو اب آگے کو نتیجہ دکھائیگی
وہ لائے ساتھ کو فوجیں نہیں پرواہ مجھے اسکی — دکھائے وہ جو ہر کیسے نہ اسکی لاش جائیگی
یہاں ہوں گو بے سر و سامان مجھے نہ کچھ فکر اسکا — یہی تلوار کا بر کو زمین پر اب سلائیگی
سب وہم و گمان بھولیں کمان جب ہاتھ میں لیلوں — کھڑا ہو سامنے جب وہ اسے مرقد بنائیگی
مقابل آپ ہوں اسکے نہیں تکلیف دیتا — وہ دیکھے ہاتھ میرے جب پھر اسکو ہوش آئیگی

رام جی

صبر نہ کچھ تمہیں آئے نہ کچھ آرام کرتے ہو — ہمیشہ طیش میں آ کر یہ اوچھے کام کرتے ہو
جبر کچھ تم طبیعت پہ نہ اپنی ہو ذرا کرتے — یہ بدنامی و رسوائی کا شہرہ عام کرتے ہو
کمان نیچے رکھو جلدی ذرا نزدیک آنے دو — فکر پہلے ہی دل میں کیوں ناحق الم کرتے ہو

اٹھا لینا کمان یہ وقت ہے جوہر دکھانا ہے ۔۔۔ نہ دیکھا ہے نتیجہ کچھ لو یہی دل خام کرتے ہو

بھرت ہے نیک طینت اور اسکا پریم ہے مجھ سے ۔۔۔ وہ متوالا محبت کا مفت بدنام کرتے ہو

لکشمن جی طرز دیگر۔ از سکندر نے اشعر کر

رام جی دیجے اجازت انتظاری ہو چکی ۔۔۔ دل ہوا بیزار بیرا طرفداری ہو چکی

اب یہ گستاخی میری معاف کردیں مہربان ۔۔۔ بھرت کی یہ بدسلوکی ستم شعاری ہو چکی

آرہا ہے طیش مجھکو میں صبر اب کیا کروں ۔۔۔ اب نبھے گا اس کا دشمن پاسداری ہو چکی

کھشتری کا میں ہوں بیٹا ہاتھ میں تیر و کمان ۔۔۔ کردونگا سب کو فنا پرہیزگاری ہو چکی

گرد کو گر لات ماریں وہ تو سر پر آ چڑھے ۔۔۔ بدسلوکی نہ سہا پرول گداز کی ہو چکی

لکشمن کا غصہ سے برافروختہ ہو کر رام جی کو کہنا

گر نہ تختہ الٹ دوں تو آپکا بھائی نہیں ۔۔۔ ہو گیا مغرور وہ اسکو حیا آئی نہیں

میں اکیلا بھرت کی یہ ہوش لا دونگا قرار ۔۔۔ ہے اکڑتا جب تلک تیغ آزمائی نہیں

رام کی اس دشمنی کا پھل بتا دونگا اسے ۔۔۔ اب تلک تو آفت اسکے سر پہ آئی نہیں

خاک پہ اسکو سلا دوں مار ڈالوں سپاہ ۔۔۔ چل کے آئے گر یہاں اسکی شنوائی نہیں

اسلئے لڑنے ہے آیا ہو کے کچھ مغرور سا ۔۔۔ ہے سمجھ بیٹھا کہ مجھکو کہیں اجل آئی نہیں

اکھیڑ کر میں پھینک دونگا جڑ سے اسکی ونش کو ۔۔۔ مرض پیدا وہ کروں جس کی دوا آئی نہیں

اب اجازت دیجئے قسم ہے ان چرن کی ۔۔۔ جب تلک قربان ہوا تسکین آئی نہیں

لکشمن کو غصہ میں دیکھکر آکاش بانی ہونا

دہر میں ہے کون جو تم سا بہادر سورما ۔۔۔ مصلحت پر کام کرنا بھی مگر بہتر ہوا

لکشمن نے جب سنی یہ بات اپنے کان میں
سہم گئے کچھ خوف سے اور نہ رہے اوسان میں

رام جی لکشمن سے

بچکوست کا نشہ کرتا ہے انکو ہی خراب
دور رہتے نیک صحبت سے جو کرتے اجتناب

آ نہیں سکتا بھرت میں یہ تکبر ہے یقین
چمک رہا ہے سر میں بھگتی کا اسکی آفتاب

گر بنا دیں مالک اسکو ارض اور افلاک کا
تو بھی اسکی اس طبیعت میں نہ آئے انقلاب

خواہ ہے یہ تاریکی سورج کو اڑا دے دہر سے
خواہ ہے یہ گردوں ملے آکر ابر سے بھی سناب

خواہ ہے یہ پرتھوی بھی سر پہ بار اٹھانا چھوڑ دے
خواہ ہو اگست رشی اک گھڑے میں غرق آب

لیک ہم کا بھرت کو نہ راج کا ہرگز غرور
کھا نہیں سکتا وہ مطلق اس نشہ کا پیچ و تاب

کہتا ہوں میں مانیے اب تمہاری کھا قسم
بھرت جیسا بھائی ملنا دنیا میں ہے لاجواب

تقدیر نے پیدا کئے گو دہر میں عیب و ہنر
بھرت میں نہ عیب مطلق رہا ہے وہ ثواب

اس جگت میں بھرت نہ لیتے جنم آکر اگر
دھرم کے اس بوجھ کو پھر کون لیتا اپنے سر

چترکوٹ میں بھرت جی کا ملنا
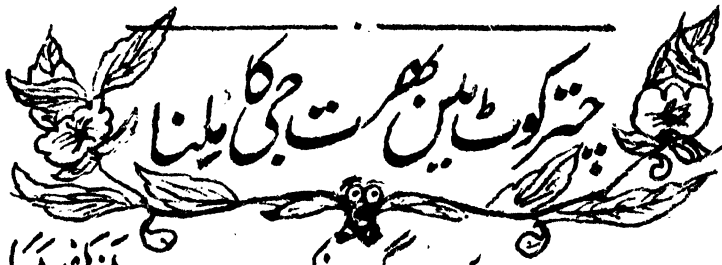
بھرت گوہ نکھاد سے

طرز دادرا

ایسا نہ ہو کہ رام جی آنے کی پا کے خبر
جائیں نہ وہ کہیں مجھے ایسا ہے فکر

پر رام جی مالک سے سوامی ہیں سر بسر
ہیں میرے مہربان مجھے جائیں نہ چھوڑ کر

سیوک سے بھول چوک تو ہوتی ہے یہ خطا
رکھتے نظر میں مہر کی سوامی مگر سدا

ماتا کا یہ سلوک دیکھ پاؤں بھی مرے
ہیں پیچھے کی طرف کو وہ مجھ کو دھکیلتے
پر رام کا پریم تو سلوک یہ کرے
کہتا ہے یہ ضمیر کو آگے کو تو چلے
اسی ادھیڑ بن میں مجرم آ گئے اب بڑا
حالت نکھاد دیکھ یہ حیرت میں تھا بڑا

جب آشرم کے پاس وہ دونوں تھے آ گئے
وہ رام کے نکھاد نے دکھائے جو پیڑے
تھے پاس جو درخت وہ ہوا سے جھومتے
شاخوں پہ تھے پرند جو خوشی سے بولتے
اسی وقت بھرت نے آسماں کو دیکھ کر
پرنام کیا دور سے زمین پہ لیٹ کر

دیکھا ادھر تھا رام نے جونہی پڑی نگاہ
اٹھے ہیں لکشمن نے دیکھ رام کو کہا
سوامی! یہ دیکھئے کہ بھرت شترگھن آئے
زمین پہ لیٹ آپ کو پرنام ہے کیا
اٹھے تھے رام پریم سے بھرت پہ آ ملے
اٹھا لیا تھا گود میں زمیں پہ جو پڑے

لگی تھی آ کے پریم کی وہ مہر خامشی
قالب کو نہ تھی تاب کچھ گفت و شنید کی
کوئی بات چھیڑنے کی نہ انہیں ہمت ہوئی
جوں طاقت گویائی ہے زبان میں نہ رہی
نکھاد نے بڑھا کے جی کیا یہ حوصلہ
کھولی زبان تو ہاتھ جوڑ رام کو کہا

پر بھو جی ساتھ بھرت کے رشی ورلنیاں
آئے ہیں اور لوگ بھی شہر کے جو یہاں
گورو وسشٹ بھی ہیں ساتھ ان کے مہربان
ہو آگیا نہ آپ کی کیسے آئیں یہاں
یہ سنکے بات رام کو خیال تھا ہوا
گورو کو جا کے ساتھ لے پرنام تھا کیا

تھا گود میں اٹھایا منی نے پریم سے — مابعد اس کے رام جی ہاک سے جا ملے
اس وقت رام جی تھے پریم میں گھنا ہوئے — اور لوگ مست حال تھے کچھ دیکھ کے ہوئے

جیسے ناداریا کے دھن ہو مست محو سا
ایسا ہی وانپہ حال تھا ہر ایک کا ہوا

پھر رام جی کیکئی کے چرنوں پہ جا گرے — کوشلیا سمترا سے بعد میں ملے
پھر آ کے جانکی لئے سر رکھا تھا چرن پہ — اور سب سے پہلے کیکئی کے چرن تھے چھوئے

بھگوان پاپیوں کو تاتے ہیں پریم سے
اوتار آ کے لیتے ہیں انہیں کیواسطے

سیتا ملی کوشلیا سمترا سے آ — تینوں نے پھر دعا دی تھی ہاتھ کو اٹھا
سوہاگ تیرا اچل رہے بیٹی بھی ہاں ترا — اب کیکئی کی آنکھ بھی کھلی تھی ہوش آ گیا

وہ سایہ سرسوتی تھا دور اب ہوا
سوچا تھا پھر یہ غور کر افسوس تھا ہوا

رام جی اور ماتا کوشلیا کی گفتگو اور مہاراجہ دشرتھ کی آگاہی ہونا

طرز - آتا ہے یاد

ماتا کوشلیا نے موقع جو دیکھ پایا — راجہ کی موت کا پھر یوں حال تھا سنایا
ایشور ہے شکر تیرا ایسی ہے تیری مایا — اے ناتھ بھید تیرا کسکو ہے ہاتھ آیا

افسوس رام مجھکو بتا نہ یاں تمہارے
مکھڑا او دیکھ لیتے آخر وقت بچارے

رام چندر جی ماتا کوشلیا سے

ماتا جی بات مجھکو تم نے یہ کیا سنائی ‏ درد وں بھری کہانی کیا کان میں بتائی
روشن شمع یہ دل کی دیکھ سوا بجھائی ‏ بگڑا نصیب کیا یہ قسمت کی یا برائی
ماتا جی بات ساری پوری مجھے سنانا
خدشہ ہوا ہے دلکو غم کا نہیں ٹھکانہ

ماتا کوشلیا

بیٹا میں کیا بتاؤں آنسو ہیں میرے جاری ‏ تم بن گوجبتٌ ہارے کرلی انہوں تیاری
آیا تھا وقت رحلت رو رو گئے شب گذاری ‏ اک پاس میں سمترا دو نوبیت کی ماری
کرتے تھے یاد تمکو لیتے تھے نام تیرا
ہا! رام رام کہتے آکر اجل نے گھیرا
نہ تاب تھی جسم میں اٹھکر وہ پانی پی لیں ‏ کہنے نہ پائے منہ سے کچھ بھید وہ باتی
تیور انہوں کے بدلے سمجھی بری نشانی ‏ آخر یہ یاس وحسرت چھوڑا یہ دہر فانی
صدمہ ہوا انفعال کو پرلوک جب سدھارے
باقی رہے الم میں زندہ بیت کے مارے

رام چندر جی

چلتے ہے پتا جی نامہ اعمال لیکر ‏ بحر الم میں چھوڑا رنج وملال دے کر
ہوئے عدم روانہ کیا خیال لیکر ‏ آئی اجل سرہانے ہاتھوں میں جال لیکر
ہائے پتا جی تم نے کیسے سیر کی تیاری
خنجر لگا یہ سینے غم کی لگی کٹاری
بجز آپکے پتا جی باقی نہیں سہارا ‏ الفت کو چھوڑ میری کیسے کیا کنارہ
رنج والم کے ہوتے مشکل ہو یاں گذارا ‏ رنج ومحن سہوں یہ کیسے بیت کا مارا

ماتا جی یہ بتاؤ والد جب ہم یہاں تھے
چھوڑے پران انہوں نے تب بھرت جی کہاں تھے

ماتا کوشلیا

تم نے قدم نکالا ان کے اوسان نکلے ‖ تڑپے الم میں تیرے کہتے کہ جان نکلے
ہا رام کیوں یہاں سے ہو کر حیران نکلے ‖ آخر یہ یاس حسرت ان کے پران نکلے

پہنچا بھرت بھی پیچھے افسوس تو یہی تھا
قسمت میں جو لکھا تھا آخر ہونا وہی تھا

رام جی

آئے قرار کیسے اب جان ناتواں کو ‖ روکوں میں آنسوؤں کو یا چشم خونفشاں کو
ہائے پتا میں کیسے روکوں گا ان فغاں کو ‖ روکا نہ اے فلک تو اس گگنا کہاں کو

رکھا نہ میرے سر پہ پیارے پتا کا سایہ
آیا نکل یوں ہی پیچھے او نہیں اٹھایا

جانکی جی

ہائے کیوں مقدر کیسی خبر یہ آئی ‖ اور موت کیوں غضب کی آکر نگاہ اٹھائی
پیارے پتا کے تن کی کردی ہے یوں صفائی ‖ آکر پڑی مصیبت ایشور تو ہو سہائی

افسوس کیوں پتا نے کر لی عدم تیاری
سینہ جلا ہے غم سے آنسو ہیں میرے جاری

لکشمن جی کی آہ وزاری

تیرے ستم لے کر دل کب تک سہا کریں گے ‖ معلوم نہ تھا پہلے محشر بپا کریں گے
سر پہ پتا کا سایہ وہ بھی تجھے نہ بھایا ‖ اس سر سے اٹھایا غم میں گھلا کریں گے
اٹھے پتا جہاں سے ہم بھی یتیم ہوگئے ‖ اب خاک آپ تم سے تمہارا دغا کریں گے

گھر سے قدم نکالا نکلے فقیر ہو کر اے موت تیرے ہاتھوں کب تک جفا کریں گے
تجھکو ستم یہ کرنا اب ہی تھا یاد آیا خون جگر ہمیں اب تو پیا کریں گے
جینا وبال جاں ہے زندہ رہیں کیسے ہمکو بھی ہم بھلا دیں ہستی کو کیا کریں گے
ظالم تبھی تو بگڑی بگڑا یہ کھیل سارا تیرے عذاب سر پہ کیسے لیا کریں گے

ماتا کوشلیا کا سمجھانا

کرنا صبر یہ بیٹا کب تک فغاں کروگے درد و الم جگر کا کب تک عیاں کروگے
بے سود ہے یہ رونا سب کو حیران کروگے بگڑا ہو جب مقدر شکوہ کہاں کروگے

قسمت جبھی ہو بگڑی اپنا بھی ہو یگانہ
بیٹا صبر تو کرلے ورنہ ہو دیوانہ

وسشٹ جی کا سمجھانا رام چندر جی کو

یہ رنج اور کلفت بے سود نہ اٹھاؤ سنبھالو یہ طبیعت کچھ ہوش میں تو آؤ
دنیا مقام فانی اس سے نہ کچھ لگاؤ پھر آپ تو رہو ہیں کیوں ہوش یہ بھلاؤ

راجہ کی موت کا نہ کچھ بھی خیال کرنا
بے سود ہے یہ کلفت کچھ نہ ملال کرنا

پھر رام نے وہ آنسو اپنے تھے جلد پونچھے اشنان جا کیا پھر سندا کنی کنارے
جو دھرم کے تھے نیم کئے ادا وہ سارے دکھلاتے تھے اپنی قدرت کے وہ نظارے

پھر آشرم میں آکر اصول یہ نبھایا
نہ جل پیا تھا اس دن نہ کچھ بھی منہ لگایا

جنگلی قوموں کے خیال رام کی نسبت طرح قوالی یا آسا

جو بستے رام ہیں یہ پتی ہاتھی نشاد کرتے ہیں لبوں پہ مہر خاموشی دلوں میں شاد کرتے ہیں
صبح و شام ہاں باسی یہ پھل اور پھول لاتے ہیں نذر کرتے ہیں ہاتھوں کی لوگ انکو شاد کرتے ہیں

دیا جب رام نے کردیئے وحشی قوم بھی سدھری | یہ وحشت دور کردی اونکی وہ دھنیاد کرتے ہیں
نذر یہ لاکے کہتے ہیں کہ ہم تو نیچ تھے پاپی | یہ درشن رام کا پاکر دلوں کو شاد کرتے ہیں
نہ ہم ہیں جانتے بھگتی نہ پوجا پاٹھ ہی آتی | ہمیشہ لوٹ غارت کے طریقے یاد کرتے ہیں
نہ کپڑا ہی میسر ہے بدن کے ڈھانپ لینے کو | دھرم کو ہم کیا جانیں سدا بیداد کرتے ہیں
دیا یہ رام نے کردی یہ رشتہ پریم کا جوڑا | لگا تیرے رام کے ہو تم سے یوں فریاد کرتے ہیں
کرو تم رام سے پریتی یہی تمکو مناسب ہے | دیا کے وہ سمندر ہیں وہی آزاد کرتے ہیں
اودھ کے لوگ باتیں سنکے ان سے پریم کرتے تھے | یہ جاگے بھاگ ان کے رام سے ارشاد کرتے ہیں

اجودھیا باسیوں کا عالم بیخودی

اودھ کے لوگ بھولے یاد گھر کو لوٹ جانیکی | ہوی یہ خواہش انکو دھیان چرنوں میں لگانیکی
وہ چاہتے تھے ہمیشہ رام جی کے پاس میں رہکر | کریں ہاں رام کے درشن نہ بھولیں اس ٹھکانے کی
مگر ہیں رام کل دنیا کی چھایا جگت مایا سے | ضرورت آپڑی انکو یہ باتیں تب بتانیکی

رام جی کا گورو وشسٹ کو کہنا

کروں میں نام چرنوں پہ عرض یہ آپ سن لیجے | ہوئے لاچار سب یاں جو ملتی شے نہ کھانیکی
پڑا ہے یاں کیا بن میں سبھی اپنے بھول تن گئے | یہاں آ نہیں سکتی کوئی بھی چیز کھانیکی
بھرت جی شترگھن اور ماتاؤں کو لیکے یاں آئے | بھٹکتے ہی وہ ہونگے یاد کرکے آستانے کی
پتا جی تو گئے پرلوک بھرت جی یاں چلے آئے | اودھ کو چھوڑنا خالی عقل سے ہے کہاں باہر کی
میں اس سے اب زیادہ کیا کہوں یہ بھی گرامی | مناسب جسطرح سمجھیں کریں پھر اس ٹھکانے کی

سنا جب یہ گورو نے تو ہوئے وہ مضطرب خاطر | اٹھی جو موج دکھ کی دل میں تھی وہ سمانیکی
ہوا تھا سب کو غم پیدا لگی تھی آگ سینے پر | یہ آنسو نے انکی کی وششٹ اس آتش کو بجھانیکی

گورو وسشٹ نے سبکو تسلی دی سنا باتیں — یہ کی کوشش ساحل مقصود پہ کشتی لگا دیگی

گورو وسشٹ رام جی سے

لطف اٹھا دیگی

آپ نے ابتک سنی نہ بات کچھ بھی بھرت سے — آپ سن لیں بعد میں جو ہو مناسب کیجئے
مان لیا رام جی نے ان کے اس ارشاد کو — حال اپنا سب سنا دو کہدیا یہ بھرت سے

بھرت اور وسشٹ جی کا باہمی مشورہ

بھرت نے سوچا یہاں آ کر جو اب ملکا ہوا — دھیان آیا بھرت کو پھر ایک دم اس بات کا
رام جی خواہ نہ مانیں بات میری جو کہوں — مان لیں گر مان گورو کا جب انہوں نے کہدیا
رات گذری تو گورو کے چرنوں میں کی منتی — رانیاں اور لوگ بھی بیٹھے تھے سارے اسجگہ
بھرت کا پاکر اشارہ وسشٹ جی نے تب کہا — جو کہوں میں بات اسکو غور سے سنئے ذرا
رام جی آئے نظر میں ہم کی یہ مورتی — جسم انکا لوگوں کے کلیان کی خاطر ہے ہوا
رام جی پورے ہیں عالم وید کو ہیں جانتے — بھید ان سے ہے نہیں پوشیدہ جیو کال اور کرم کا
رام کے ارشاد کی تعمیل کرنا ہے فرض — جسم خاکی تو یہ پتلا ہے بنا اک وہم کا
جب تلک یہ پورے دل سے رام کی نہ شرن لے — مل نہیں سکتا کبھی اسکو راہ نجات کا
رعایا کی کچھ بہتری اور ملک کی مطلوب ہے — سوچ لو تجویز پہلے جسمیں نہ ہو شک ذرا
بہتری ہے سب کی اسمیں رام کو گر راج دیں — ہوگا پھر آباد یہ جو ہے ملک اجڑا ہوا
اسلئے تدبیر ایسی آپ کو کرنی روا — مان لیں جو رام جی انکا ہو نہ کچھ ذرا

بھرت کا گورو وسشٹ جی سے

دست بستہ یہ عرض میری جو ہے سن لیجئے — سورج بنسی خاندان میں راجہ جو پہلے ہوئے
سب کے سب تھے وہ دلاور بڑھکے تھے ہر ایک سے — لیک تھا اعمال ان کا مختلف ہر ایک سے

آپ کہتے ہیں طاقت لچھمن کے پرتاپ سے ٹال سکتے ہو کرم کا جو لکھا ہے قدر نے
پھر وہی کہتے ہیں مجھ سے خواہ مخواہ ہو پوچھتے آپ کہتے ہیں شکتی پوچھو کیوں نادان سے

وسشٹ جی

سکھ ملے نہ خواب میں بھی اُسکی ہستی کو ذرا پیدا ہو کر دہر میں جو رام سے بے مکھ ہوا
ہے مناسب گر کرے دولت حشمت چین چھوڑ دے اُمن سے کبھی وہ خواب میں بھی رام کا
ہے مری تجویز لچھمن رام تو واپس چلیں شترگھن اور بھرت لیلیں بن میں آ کر یہ جگہ

بھرت جی

یہ جو سوچا آپ نے وہ ٹھیک اور معقول ہے میں ہونگا جو بنوں میں اس نے ہے ٹھہرا در کیا

بھرت کا جو پریم دیکھا محو حیرت سب ہوئے وسشٹ بھی یہ دیکھ کر ہوگئے ششدر و حیران ہوا

وسشٹ جی

رام جی کو اس سبھا میں اب بلانا چاہئے سوچ کے وہی نکالینگے کوئی اب راستہ
جب گورو نے تھا بلایا رام لچھمن آ گئے آتے ہی پرنام کر کے بیٹھ گئے وہ اک جگہ

وسشٹ جی رام چندر جی سے

سب دلوں میں لین ہے ہو اور سب کچھ جانتے جس سے اب کلیان ہو تدبیر وہ اب کیجئے
ہو نہیں سکتی ٹھکانے عقلمندوں کی عقل پوری ہو یکتا مت تدبیر وہ کیجئے

رام جی

آپ کا مجھکو حکم یہ دل و جان سے ہے قبول بہتر ہے یہ مان لینا گر ہوتا ہے نفع عمل
میں ہمیشہ ہوں سیوک آپ کے ان چرن کا آپ دینگے جو حکم وہ ستر یا ہو گا قبول

وسشٹ جی

ٹھیک ہے یہ تو سراسر آپ نے جو کچھ کہا / لیک آیا دھیان مجھکو بھرت کے اس پریم کا
دل مرے پہ بھرت کے اس پریم نے کیا اثر / باوجودیکہ میری عقل پہ بھی ہے پردہ آپڑا
تھا مناسب خیال رکھنا بھرت کے اس پریم کا / اور سننے بھرت کی جو بھی غرض اور التجا

رام جی

ان چرن کی ہے قسم اے ناتھ! سن لیجے ذرا / بھرت جیسا بھائی دنیا میں نہ ملتا ایک سا
مہر کی رکھنے نظر بھی اسپہ گورو مان بھی / کون اسکی خوش نصیبی کا بیاں ہے کرسکا
ہے مرا بھائی بھرت چھوٹا خورد ہے اور ہے عزیز / اسلئے تعریف اسکی منہ سے میں نہ کرسکا
کہنا اسکا لوں سمجھ میرے لئے بھی ہے مفید / اسکی نسبت اسلئے ہوں بھرت سے ہی پوچھتا

بھرت جی کا التجا کرنا

رام کی ہوں نیک عادت کو بخوبی جانتا / ہے بخوبی یاد مجھکو جبکہ تھا نادان سا
لائے خاطر میں نہ اسکو جب کبھی دیکھی خطا / ہے سدا ان کی نظر میں توقیر میرا رہا
وہ ہمیشہ ہی بتاتے جیت میری ہار کو / بلکہ منہ سے کہہ دیتے بھائی میں ہارا ہوا
آنکھ میری ہو سکی ہے اب تلک نہ سامنے / آجتک نہ سامنے میں گفتگو ہوں کرسکا
یہ سراپا حسن کی تصویر جو ہے رام کی / ان کا منہ مانند کنک کے میں سدا ہوں دیکھتا
کام ماتا نے کیا جو دی الٹ تقدیر بھی / پھر دیا پانی اسپہ پریم جو میں نے کیا
ایسا کہنا بھی نا واجب تھا یا میرے لئے / اسکو تہمت دے رہا ہوں کر رہا اپنی ثنا
ماتا میں جب ہے برائی پھر وصف مجھ میں کہاں / پھر تو ایسا بھی بتانا پائیگا یہ بڑا
تیرہ بختی ہے مری اور نہیں کسی کی ہے خطا / بن گئی ہے وہ بری بھی جبکہ میں پیدا ہوا
ہوں گنہ سے دور جب میں رام کی سیوا کروں / سوچ لیا ہے یہ میں نے غور بھی سے کر لیا
راستی اور جھوٹ کی مطلق نہیں مجھکو تمیز / رام خود ہی جانتے ہیں حال میرے قلب کا

راجہ نے اِس دھرم خاطر پران تک بھی دیئے — کس طرح ٹالوں بچن جب انہوں نے کر دیا
اور تیری دیکھ حالت میں ہوا ہوں مضطرب — کشٹ ہوا جو مجھے میں دیکھ نہیں سکا
اب یہ مجھکو یہ گورو نے دیدیا ہے جو حکم — ٹھیک ہیں تمکو نہ لگے یہ خیال ہے اس بات کا
اسلئے جو تم کہو گے ہاں لونگا میں وہی — پورے دل سے مستعد ہوں شک نہیں اسمیں ذرا

سن کے وہ سب خوش ہوئے حیران ہوئے پر دیوتا — سوچتے تھے کام سارا جو بنا جاتا رہا
ہو نہ ایسا قول کو جو رام جی بھی چھوڑ دیں — کیونکہ وہ نہ ٹالتے ہیں بھگت کا کہنا ذرا
رام کے چرنوں میں رکھنے دھیان کی بنتی — ناتھ ہمارے کام کو نہ دے لیے بیناتک بھلا
اس سے پہلے بھی اٹھائے کشٹ ہم نے بہت سے۔ اُسوقت پرہلاد نے تھی کی ہماری سہایتا
کشٹ آپنے سب اٹھائے پا دنہ چھوڑی تھی۔ اسکی خاطر روپ نرسنگھ آپ نے تھا دھر لیا
لاج ہماری اسوقت ہے بھرت جی کے ہاتھ میں — اسلئے اُسکی سرستا میں ہمارا ہے بھلا
سنکے بولے دیوتاؤں کے گورو برہسپتی — ہو رہے ہو فکر اب یہ کام سارا بن گیا
بھرت سیوک رام کے ہیں دو بڑائی تم انہے — اِسطرح تمکو نہ رکھے پہنچ سکتا نہیں ذرا

بھرت کا غور خوض کرنا

رام سے افضل جگت میں کون اب ایسا ہوا — جس نے اپنے سیوکوں کا خیال اتنا ہے رکھا
اسلئے میں رام سے ہی اب بڑھاؤں پریم کو — میری خاطر کی نہ کچھ بھی قول کی پرواہ ذرا
اتنے ہونے پر بھی نہ رکھوں اپنی ضد کو برقرار — سیوکوں کے نام پہ پھر داغ یہ لگ جائیگا
رام نے کی مہربانی ہے مٹایا رنج یہ — دکھ ہوا اب دور میرا رنج سارا مٹ گیا

بھرت رام جی سے مخاطب ہو کر

نا لفظ ہے نہ تاب مجھ میں اب کہوں کچھ بڑا | جانتے ہو سب دلوں کی آپ سے نہ کچھ چھپا
مجھ میں ہے خوف رسد گور داور جوش ہے مالک بھی مرا | اب مجھے ہے کیا فکر اور خوف ہے کس بات کا

لگ رہا تھا فکر یونہی خوف بھی تھا غلط
دن کو بھولے راستہ جو دوش سورج پہ کیا؟

ہر طرف آتی نظر ہے شاہ خاور کی ضیا | کام ہے سپرد اس کے یہ پھیلانا نور کا
ماتا کی یہ غلط فہمی تیری بخشی یہ مری | زبردستی کرم کی اور بھگتنا اعمال کا

کرکے یہ اتفاق سارے مار مجھکو ڈالتے
آپ نے پر کی حفاظت دیر کی نہ ٹالتے

قول اپنا کرکے پورا مجھکو لیا ہے بچا | ہے مقولہ ٹھیک ہے کر بھلائی ہو بھلا
آپ سے جو پریم کیا فکر یہ جاتا رہا | مٹ گیا ہے اب تو میرا اک رے سے شک بغض

ہو کے سیوک ضد کرے اور سوامی کو بدنام کرے
ایسا سیوک تو ہے پاپی سکھ نہ اسکو کہیں ملے

بہتری ہے اب اسی میں حکم مانوں آپ کا | ہے یہی اک سار دستو بھولے اسکو نہ ذرا
آپ سے جو پریم رکھتا پرش وہی ہے بھلا | لوک اور پرلوک میں ملتا عوض اعمال کا

پریم کرتا آپ سے جو اس کا بیڑا پار ہے
یہی نیکی کا وصف اور پریم کا یہ سار ہے

ہو اگر پسند خاطر سن لیں میری التجا | خواہش ہے کہ آپ جا کر راج لے لیں اودھ کا
شتروگھن کو اور مجھکو یہ اجازت ہو عطا | رہیں بن میں دونوں کر کے نور دیکھیں آپ کا

گر نہ یہ منظور ہو تو کام اتنا کیجیے
چھوٹے ہیں جو بھائی دونوں واپس انکو کیجیے

آپ کی سیوا کریں گے بن میں رہ کر شوق سے
گر نہ یہ منظور ہو تو اسطرح کر لیجئے
لوٹ جائیں خود اودھ کو سیتا جی کو ساتھ لے
تینوں بھائی ہیں بنوں میں یہ عرض سن لیجئے
سن لیا ہے آپنے اس التجا کو غور سے
جسطرح ہو آرزو اب اسطرح سے کیجئے

آپ نے تو بار سارا سر پہ میرے رکھ دیا
اور میری ناتوانی کا نہ کچھ بھی خیال تھا
میں تو ایسا بوجھ لینے سے دکھی تھا ہو گیا
دھرم کی مجھکو خبر نہ تھی ہوں بچہ نا سمجھ
مطلبی تو سوچتے ہیں اپنے مطلب کو سدا
غیر کی کچھ سوچنے کی نہیں عقل رکھتے ذرا

خواہ سیوک کو ملے اپنے سوامی کا حکم
پھر بھی منہ پہ جواب دینا یہ نہیں اس کا دھرم
موجب گستاخی اسکو کرنی چاہئے کچھ شرم
کہنا تھا جو کہہ چکا اب آپ لیں یہ قسم
التجا ہے اب یہی جیسا حکم کہ آپ دیں
خاطر تعمیل اسکو سر اور آنکھوں پہ دھریں

بھرت کے یہ سن بچن تھے دیوتا دہ خوش ہوئے
پھر تو وہ آکاش سے تھے پھول برسانے لگے
رہنے والے پر اودھ کے بیتاب آکر پڑے
ہاں تپسوی اور بن کے رہنے والے خوش ہوئے
بھرت کی یہ باتیں سنکر رام جی خاموش تھے
دیکھکر ان کی خاموشی سب تھے حیرت میں ہوئے

قاصد راجہ جنک جی اسوقت ہی آ گیا
وشسٹ جی نے پاس اپنے جھٹ اسے بلوا لیا
جونہی اس نے آکے کہا حال سیتا رام کا
پیدا ہوا رنج دل میں تھا صبر جاتا رہا
اتنے میں راجہ جنک نے وشسٹ سے پوچھا ہے
کی عرض قاصد نے تب مہاراج حال سن لیجئے

یہ کشل تو آپ کے چرنوں میں رہتی ہے سدا باقی تھی جو بچ رہی وہ راجہ دشرتھ لیگیا
کیکئی کی اس نادانی کا جنک کو دکھ ہوا اور خفیہ طور سے تھی لی خبر یہ ڈال منگا

ہوگیا معلوم جب آئے بھرت بھی ہیں اسجگہ
بھرت کے اس پریم کا تھا راجہ بھی قائل ہوا

سب سے پہلے انتظام راجدہانی کیلئے آدمی لگوائے اسکی حفاظت کیلئے
آپ معہ رانی وحیدہ معتبر کچھ ساتھ لے اسجگہ منزل بمنزل چل کے وہ ہیں آگئے

منی نے پھر دی اجازت دوتوں کو یہ کہدیا
تم جلد راجہ جنک کو لے آؤ اب اسجگہ

جب آ کے قاصد نے کہا تھا جا کے راجہ جنک سے سنکے اسکی بات کو وہ اسجگہ پر آگئے
دشن منعلا کے رشی تھے ساتھ راجہ جنک کے رام لچھمن نے کیا پرنام انکو دیکھ کے

دونو بھائی بعد میں راجہ جنک سے تھے ملے
سر جھکایا ان کے چرنوں پہ تھا پورے پریم سے

رام جی کا آشرم تھا اک سمندر جوں بنا اور جسمیں شانتی اور شیل کا تھا جل بھرا
تو سمجھ راجہ جنک کو ل دریا ہے اک آ رہا آشرم کے جو سمندر ریل آکے اب ملا

گیان اور بیراگ اس کے دو کنارے ہیں بنے
رنج و الم کو تو سمجھ یہ دو ہیں نالے آملے

دم کا لینا جان تو یہ موج لہریں ہیں اٹھی حوصلہ کے جو شجر سے آ کے ہیں ٹکرا رہی
رام کا بنباس لینا راجہ کی یہ موت تھی بھرت کا نہ راج لینا یاد رکھ یہ بیری

خوبیاں اور دھرم یہ دونو ملے بھنور سا اک بنا
ناؤ سمجھو یہ علم اور ہے عقل اک ناخدا

پر وہ ناؤ کو نیا نے کا نہ دھنگ ہیں جانتے وحشی قومیں جانور آبی ہیں جو گھبرا رہے

دیکھ کر دھار کو مسافر بھی ہیں کچھ حیران ہوئے   بحر میں طوفان آیا جب یہ دریا آ ملے

چھوڑ بیٹھے دل تو آ کر شرم گیان اور حوصلہ

راجہ دشرتھ کی اجل آنے سے یہ غم تھا ہوا

ہے زمانے رنگ بدلا سب یہی تھے کہہ رہے   اور قسمت نے یہ منظر رنج کے دکھلا دئے

سب ہراساں تھے ہوئے یہ حالت ایسی دیکھ کر   تب سنی لوگوں نے دی تسکین پھر اپدیش سے

وسیشٹ نے راجہ جنک کو کہا صاحب کیجئے

آپ تو ہو دہر میں اک شاہ خاور گیان کے

آپ کی باتوں سے تو تھا نور ہر جا پھیلتا   حیرت ہے کہ آپ کو یہ آج کیا ہے ہو رہا

رام سیتا کی محبت میں ہوئے کیوں مبتلا   اور ان کے پریم میں یہ ہوش کیوں جاتا رہا

پریم میں راجہ جنک گر ہوش ہیں بھولے ہوئے

ٹھیک ہے یہ گیان بھی اچھا نہیں بن پریم کے

کوئی کشتی نہ چلے جب اس کا نہ ہو ناخدا   یہ منی کی بات سن راجہ جنک خاموش ہوا

ہوگئی پھر حالت ایسی منہ سے نہ کچھ کہہ سکا   پھر وہاں سے اٹھ جلد وہ پاٹ پوجا میں لگا

پہلے آ کر گھاٹ پہ اشنان راجہ نے کیا

ساتھیوں کو ساتھ لے وہ پھر وہاں سے آ گیا

جنک پور اور اودھ کی رانیوں کی گفتگو

جب جنک کی رانی کو معلوم یہ تھا ہو گیا   اب اودھ کی رانیوں کو وقت فرصت کا ملا

وہ اٹھی تھی پھر قصد جانیکا واں سے تھا کیا   ہاتھ جوڑے سیتا جی کی ساسوں کے پاس

تھا بٹھایا بھی انہوں نے خاطر اور تعظیم سے

پریم کے آنسو بھی جاری ہر طرف سے ہو رہے

رانی جنک کا کہنا

کیا کہوں تقدیر سے یہ آپڑا ہے معاملہ   یہ مصیبت کا وقت ہے اتفاقاً آپڑا
عزم کیا ہے رام بن کا راجہ نے پرلوک کا   زہر ہے تقدیر نے امرت دکھا کے دیدیا
آس دے کر پھول کی کانٹے جگر میں دیئے
رام سے برتاؤ ایسا ہے کیا تقدیر نے

رانی کوشلیا

بھگتے ہے دہر میں ہر ایک پھل اعمال کا   یہ مقدر کا لکھا تھا جو ہمیں ہے آملا
نیک نامی اور ذلت کام ہے یہ کرم کا   آرام اور تکلیف بھی لیتے ہیں اس کا اثر
شروع سے برتاؤ ایسا ہو رہا ہر ایک سے
اس میں ہے گر کچھ خطا تو ذمہ ہے اس کرم
یہ نہ جانے بشر کو دکھ کسی کو دے سکے   پھل ملیگا اس قسم کا بیج جیسا بیجیے
وہ ملے خواہ یہ وسیلہ آکے اس انسان کے   بیوقوفی ہے سراسر گر بشر یہ نقص دے
وہ تو اس کا پھل دلانے کا وسیلہ ہے بنا
اسلئے نہ دوش اسپہ دوش ہے تو کرم کا
رام لکھمن گر بنوں کو جاتے ہیں تو کیا ہوا   دکھ اٹھانے کے لئے ہے کیکئی پیدا ہوا
اور تو نہ کچھ فکر گر ہے تو وہ اس بھرت کا   رام کے جو پریم میں ہے مضطرب خاطر ہوا
بھرت جی میری نگاہ میں رام کا ہی روپ ہیں
دیکھنے میں دو ہیں گو پر دراصل اک ہی ہیں
ہے چراغ خاندان یہ بھرت نیک پارسا   رام جی کے پریم میں ہے سرتاپا ڈوبا ہوا
یہ سعادتمند گھرانے میں ہے جب پیدا ہوا   اس گھرانے کی بڑائی کون منہ سے کر سکا
عیب دینا پھر بھرت کو ہے سراسر اک گناہ ●

بحر کی مانند وہ تو پریم سے ہے پر ہوا

اب تو پوری ہو چکی یہ بات جو تقدیر کی ۔ ہے اکارت رنج اور بے سود ہے سوچ گری
آپنے دینا بتا راجہ جنک کو بات بھی ۔ بھرت کو بس مشورہ دو بے خبر بیچارہ اودھ کی

رام لچھمن کو کہیں نہ بن میں رہنے کیلئے
تاکہ راجہ کے پرن میں نہ وگھن کچھ پڑے

بھرت کو نہ رنج ہو تکلیف نہ وہ کچھ سہے ۔ وہ تو ہے نادان بالک رام اس سے ہیں شِشٹ
فکر ہے اس بات کا اور سوچ ہے یہ اسلئے ۔ کیونکہ جو ہیں خورد وہ ہیں مستحق آرام کے

جب سنا رانی جنک نے وہ بھی حیرت میں ہو لی
پھر تعجب ساتھ وہ رانی کو یوں کہنے لگی

سیوک ہیں راجہ جنک بھی اسطرح سے آپکے ۔ میں بھی داسی آپ کی ہوں پھر عذر کیا ہو سکے
مانتی ہوں میں بھی دل سے جو بچن ہیں آپکے ۔ واجب ہے اپکار خاطر رام بن میں ہی رہے

کام سارا ہے سنبھالے بھرت ہی اب راج کا
رشیوں نے بھی سوچ کر تو یہی دیا تھا مشورہ

آپ کا راجہ جنک کو یہ سندیسہ دوں بتا ۔ وہ تو ہیں خود بھی گیانی سوچ لینگے ماجرا
اور دینگے مشورہ بھی جسطرح سے ہے کہا ۔ آپ کا فرمان ہے سر اور آنکھوں پر رکھا

آپ تو مانند سورج سب کو دیتے روشنی
ہم سے ہرگز ہو سکے نہ آپ کی یہ ہمسری

رانی جنک کا واپس آنا

لیکے پھر واں سے اجازت وہاں سے چل پڑی ۔ اور پھر رنواس میں راجہ جنک کے آگئی
جانکی نے تب اجازت ساس سے بھی مانگ لی ۔ اور واں سے ملنے خاطر وہ جنک کو آگئی

جانکی کی دیکھ حالت وہ تھے کچھ حیران ہوئے
اور راجہ نے بلایا بیٹی کو تھا پیار سے

دی بھرے راجہ نے بیٹی کو اپنی یہ دعا ۔ چین سے بیٹی رہے نہ رنج تجھکو ہو ذرا
دنیا میں نہ دکھ ہوا جسکو لشیرہ کون سا ۔ تو نے پرفاوند کی سیوا کا ارادہ جو کیا

اسلئے یہ نام روشن ہو جگت میں ابھی ترا
اور لینگے لوگ ترا نام عزت سے سدا

تو نے بیرے خاندان کو ہے پوتر کر دیا ۔ کون تجھ سے خوش نصیبی میں ہے آگریاں بڑا
عورتیں بھی نام تیرا پریم سے لینگی سدا ۔ آفریں ہے بیٹی تجھکو تھا دہرم یہی ترا

جانکی پھر ماں سے مل کر وہاں سے واپس چل پڑی
کچھ کہی نہ بات منہ سے ساس کے پاس آگئی

بعد میں راجہ جنک کو رانی نے تھا یہ کہا ۔ بھرت کا جو پریم دیکھا ثانی ہے نہ دوسرا
ہر وسیلہ سے ہے اس نے رام اپنا کر لیا ۔ ایسی بھگتی کا جو درجہ پا سکے نہ دیوتا

جب سنا راجہ نے یہ تو آنسو اسکے گر پڑے
رانی سے پھر ہو مخاطب یہ کہا تھا پریم سے

بھرت جی صورت مجسم پریم کے پیدا ہوئے ۔ ان کی تو تعریف یہ نہ رام بھی ہیں کر سکے
رام جی تو ہیں سمندر پریم رس سے ہیں بھرے ۔ ہیں چمکتے دھرمیں بھرت جی اس نور سے

بھرت جی کو کیا بتاؤں واقف ہیں وہ دھرم کے
پریم ہیں ڈوبے ہوئے ہیں وہ سراسر رام کے

مجلس شاہی میں بحث کا تذکرہ

رام کی تھی آرزو کہ جتنا جلدی ہو سکے ۔ جائیں سب یاں سے ہمل اب لوگ جو ہیں اودھ کے

لیکن وہ راجہ جنک کے آنے سے خائف ہوئے تھے — وسشٹ جی کے پاس آکر رام یوں کہنے لگے

ناتھ! آئے آپ کو یاں بن میں دن گذرے کئی

اور یہ تکلیف بھی راجہ جنک کو ہے ہوئی

مشورہ جو ہو مناسب اب وہ جلدی کیجئے — اور جا راجہ جنک کو بھی آگاہی دیجئے

تب منی نے جا کہا راجہ کو یہ مختار ہم سے — مخزنِ علم و ہنر ہو آپ ہی کچھ سوچئے

ہے یہ پیچیدہ بات اور وقت ہے نزدیک کا

تخت بھی سُونا ہے اور دکھ اب تلک کا ہے بڑا

راجہ دشرتھ نے کہا تھا رام تو بن جائیں گے — یہ تخت اور راجدھانی اس جگہ کی بھرت لے

اسلئے تشویش میں ہیں آکے اب رکے پڑے — نہیں سمجھ یہاں کام کرتی راج یہ کون لے

آپ ہیں دانا و بینا بات ایسی سوچئے

جس میں ہے سب کی بھلی کام وہ اب کیجئے

اسطرح جاری رشی کی جب تھی یہ گفتگو — بھرت بھی آئے سبھا میں تھے جنک کے روبرو

راجہ نے تعظیم کی اور وہ ملا بہ آبرو — پاس اپنے تب بٹھایا اور کی یہ گفتگو

بھرت جی! ہو لائق تم تعریف نہ کچھ ہوسکے

رام کی عادت کو بھی ہو تم بخوبی جانتے

راستی کی وہ ہیں مورت مالک ہیں اس جگت کے — وہ قدر کرتے ہیں اسکی پریم جو ان سے کرے

قول پورا کرنے خاطر بن میں ہیں وہ آ بسے — راستی کے معتقد وہ کون ان سے پھر کہے

اس لئے تخت یہ خالی چھوڑنا بھی نہیں روا

آپ کی تجویز جو ہو مہر کرکے دو بتا

بھرت جی

آپ کو پتا برابر میں سمجھتا ہوں سدا — مخزنِ علم و ہنر یہ ہو کے پوچھیں آپ کیا

آپ مجھکو دیں اُپدیش اے گُرو خادم ہوں میں آپکا کیا بتاؤں آپ کو میں ہے مری توفیق کیا
ہے عقل نہ کچھ مجھے نہ واقف ہوں تدبیر کا
سوچتا ہوں کیا کروں سندیہ مجھکو ہے بڑا

سخت ہوتا ہے نباہنا سیوک کو گرو دھرم کا کیا کہوں میں بات سُن کے ہو گئے ہیں بے بھرم
گر کروں پوری غرض پرلوک کا بگڑے دھرم اپنی ہستی پر بھی قبضہ نہ مرا لیں قسم
من بچن اور کرم سے تو میں ہوں سیوک رام کا
جو بھی سمجھیں واجبی اپدیش دیں یا رہنما

گو تدبر دہر میں راجہ جنک مشہور تھے بات سنکر بھرت کی وہ تعجب میں پڑے
وہ ہوئے تھے محو حیرت وششٹ جی بھی دنگ تھے سوچتے تھے بات اِنکا اب کوئی کیا جواب دے
بات ہے گہری پیچیدہ اب کریں تو کیا کریں
دوش اب کسکو لگائیں بے گناہ کسکو کہیں

دیوتا یہ دیکھ حالت ہو گئے کچھ بیقرار اور بولے سرسوتی سے آپڑی ہے یہ آزار
اب بچا لے تو ہمیں کچھ کر ہمت مردانہ وار ہو گئے ہیں دیکھ حالت اضطرابی سے لاچار
مانا ہے یہ ہتی تو کام اتنا اب کرے
بھرت کی تو جا عقل کو ایک سرے سے پھیر دے

ماتا سرسوتی

گو ہر اسر بات یہ ہے ہر طرح سے اقتدار بھرت پہ میرا اگر نہ چل سکے ہے اختیار
اِس برت کو توڑنے سے ہے پرے مجھکو عار کام اسمیں ہے ہوشنو مہیش تک بھی ہو لاچار
رام جی اور جانکی ہیں دلمیں رہتے بھرت کے
اسجگہ پہ دال میری کسطرح سے گل سکے۔

سرسوتی یہ کہ انہیں پھر لوک اپنے کو گئی　　فکر میں تھے دیوتا نہ ہوش انکو کچھ رہی
ہو گئے پھر لاچار دل سے رام کی ہی شرن لی　　کرتے تھے یہ استدعا پورا ہو مدعا یہ دلی
جب ادھر راجہ جنک سے کام کچھ نہ ہو سکا
رام جی کے پاس آئے سب کو اپنے ساتھ لا
بھرت جی کے پریم کی تعریف کرنے لگے　　فیصلہ اس بات کا اب رام جلدی کیجئے
جانتے ہو سب لوگوں کی انتہا ہو ہر بات　　جو بھی اب لیں سمجھ یہ کام پورا کیجئے

رام چندر جی راجہ جنک سے

آپ کے ہوتے ہوئے ہے بولنا بھی ناروا　　آپ ہی یہ کیجئے بات اس کا فیصلہ
آپ دیں گے جو حکم میں مان لونگا برملا　　آپ ہیں بزرگ سب سے مجھکو بھید انکا کیا
مان لونگا صدق دل سے ہے قسم ایمان کی
اور ہوگا نہ عذر میں مان لونگا بات بھی

جب سنا راجہ جنک نے وہ تھا حیران ہوا　　کام لیا سوچ سے گو پر نہ عقدہ یہ کھلا
دیکھا ان کی ایسی حالت وہ ہوا مجبور سا　　دوستی کر کے نہ پھر سے منہ سے وہ کچھ کہہ سکا
آخر میں تھا بھرت نے ہی یہ کیا کچھ حوصلہ
مضطرب وہ دیکھ سبکو یک بیک تھا کہ اٹھا

بھرت جی

کھولتا ہوں میں زبان ہو کے اب کچھ لاچار سا　　امید ہے کہ آپ میری معاف کر دیں گے خطا
رام ہو رفیق پیچھے اور میرے اقربا　　آپ تو ہیں سب کے آقا میں ہوں خادم آپ کا
آپ تو دیکھیں نہ راد عیب کو میں چھوٹے

سیوک ہو نالائق خواہ آپ سنتہ نہ ہوتے

بھول جاتی ہے نہ سوچ مجھکو کچھ ہوا — باپ کا تھا جو حکم نہ دھیان اُسکا بھی رہا

آپ کے اس قول کا بھی دھیان مطلق نہ رہا — اور سب کو ساتھ لیکر میں یہاں پر آگیا

نیک بھی موجود ہیں اس دہر میں مردود بھی

زہر امرت دونو ملتے ہیں سدا موجود بھی

اس ہی کے راستی میں غور ہوں یہ کر چکا — آپ کی سیوا کروں مانوں حکم یہ آپ کا

گو ہے کی دیدہ دلیری پر سوچ ہے نہ کچھ کیا — دیکھکر میری خطا کو معاف تو بھی کر دیا

یہ برائی بھی مری داخل بھلائی ہو گئی

بن گئی یاں یہ ہنر جو عیب غلطی میں نے کی

آپ کی یہ لیلا کا گن کون منہ سے کر سکے — ہو چھری لوہے کی سونا گر وہ پارس کو چھوئے

جو بدی کے کام رکھتے دہر میں وہ ہوں برے — آپ کو پرنام کرکے بھاگی ہوں لوک تے

بے مثل ہو دہر میں ثانی نہیں ہے شہ آپ کا

دیکھتے ہیں سیوکوں کو مہر کی کرکے نگاہ

طوطے مینا رام کہنے پر ہیں خوش ناچتے — جو سکھائیں بات ان کو وہی ہیں وہ سیکھتے

وہ ہیں دیتے تربیت کچھ شوق اور تدبیر سے — اس نظر سے آپ کی جو ان بھگت ہیں ساحر

میں بلا سوچے سمجھے سب وہ باتیں بھول گئے

بے اجازت آگیا ہوں دکھ سے یا رنج سے

آپ نے اس بات کا ہے رنج چھوڑا اور ملال — اور دی مجھکو تسلی مہر کرکے یزال

اور پوری یکسوئی سے دل چرن میں جوڑ کر — اور سارے چھل کپٹ کو ایکدم ہی چھوڑ کر

کہتا ہوں ہے جو سوامی اتنا مجھ پر مہرباں

مان لوں فرمان انکا منحرف نہ ہوں یہاں

اپنی یہ ہٹھ دھرمی اک سرے سے چھوڑکر　　اور اس کو دو زباں سے منہ کو اپنے موڑکر
اور پوری یکسوئی سے دل چرن میں جوڑکر　　اور سارے چھل کپٹ کو ایکدم ہی چھوڑکر

کہتا ہوں ہے جو سوامی اتنا مجھ پہ مہربان
مان لوں فرمان اُن کا منحرف ہو تا ہے یہاں

بھرت جونہی بات اتنی منہ سے اپنے کہ گئے　　اور فرط پریم سے یہ آنسو جاری ہو پڑے
پریم کے جذبہ میں آکر وہ لاچار ہونے کو تھے　　لے لیا تھا گود میں جونہی کہ دیکھا رام نے

دست شفقت پھیرا سر پہ اور دیا حوصلہ
قرار آیا بھرت کے تبھی دل کو جو رنجور تھا

رام چندر کا آخرش دلی اظہار کرنا

رام نے دیکھا جونہی کہ روز کی تقریر سے　　لوگ سارے روز سنکر اب ہیں کچھ اکتا گئے
رعایا اور راجا سبھی تصویر حیرت بن گئے　　اب نہیں کوئی خواہش کہتا ہے کچھ یا وہ جھگڑے

موقع کو وہ دیکھکر اور وقت کو کچھ یاد کر
بولے تھے پھر مصلحت سے یوں وہ پھر ارشاد کر

رام چندر جی بھرت سے

بھرت تم تو وید کی یہ نیتی ہو سب جانتے　　خاندان کی جو رسم ہے وہ مکمل مانتے
اور پتا کی بھی محبت کو ہو تم پہچانتے　　جگت کا جو ہے دھرم اسکو بخوبی جانتے

دوست دشمن خیر خواہ کی بھی ہو تم رکھتے تمیز
کیا کروں تعریف منہ سے بھائی میرے عزیز

ہے بھروسہ مجھکو پورا اس تمہاری ذات پر　　پھر بھی کہنا واجبی ہے میرا بعض افواہات پر
باپ کے مرنے سے ہوا غم تو تمہاری ذات پر　　چاہئے اختیار رکھنا کبھی کا جو کچھ آفات پر

جو تھی بگڑی وہ بنالی منی نے ترتیب سے
جو حفاظت کی ہماری خالی نہ تہذیب سے

ہاں لوگے گر حکم یہ تم گورو ماں باپ کا — پھر آسانی سے اٹھا لو بار بس ہو آپ کا
دور کر دو گے فکر یہ پرجا کے سنتاپ کا — اور پھر نہ رنج ہو نہ ہو جب کچھ پاپ کا

کام لیتا ہوں گو سختی سے مگر مجبور ہوں
حالت ہی یہ ہے بری جو دیکھکر رنجور ہوں

رام کی تقریر سن کر سب نے بولا آفریں — بھرت کی ہوئی تسلی جو ہوا تھا اندوہگیں
اور بولا دست بستہ سُن لے رب العالمین — یہ پھل ہوا جنم اب ہو گیا مجھکو یقین

دیجئے مجھکو دعائیں یہ نہ درد و غم سہوں
بعد چودہ برس کے میں آپ کا درشن کروں

تیرتھوں کا جل بھی لایا ساتھ وہ سامان بھی — آپ کو جب راج دینے کا تھا آیا دھیان بھی
گورو جی میں راج گر ہو آپ کا فرمان بھی — اور مجھکو ہو حکم یہ دیکھ لوں استھان بھی

رام نے پھر دی اجازت بھرت کو تھی سیر کی
اور کہا یہ جل بھی دینا ڈال جہاں کہہ دیں رشی

بھرت جی پھر گھومتے اتری رشی سے جا ملے — اور ان کی با ہدایت جل وہ اپنے ساتھ لے
ڈال دیا وہ زمیں پہ اک جگہ کو کھود کے — ہے جگہ مشہور وہ اب بھرت کوپ کے نام سے

لوگ جاتے ہیں ہمیشہ پریم بھگتی سے ہال
اور کر دیدار وہ ان کا ہوتے ہیں شادمال
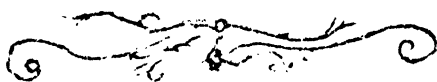
بھرت جی کی واپسی بطرف اجودھیا

دوسرے دن جب صبح کو وہ نیند سے جاگ اٹھے نہانے دھونے اور کھانے پینے سے فارغ ہوئے
پھر بھرت نے استدعا کی اسطرح پر رام سے مانگ لی تھی تب اجازت اودھ جانے کیلئے

راج جو تھے راج نیتی وہ بتائے رام نے
دونو بھائی پھر ملے اور دی اجازت تب انہے

رام لکھمن پھر گورو یا جنک سب سے ملے سر جھکایا پریم سے تھا شترگھن و بھرت نے
پھر کیا پرنام تھا سیہ جانکی کے چرن پہ لوگ مل کے رام سے پھر اودھ کی راہ ہولیے

رام کی جوتی کھڑاؤں بھرت اپنے ساتھ لا
پھر ادب تعظیم سے انکو سنگھاسن پر رکھا

آپ نیچے بیٹھکر وہ راج بھی کرنے لگے انتظار برس چوداں میں وہ دن گننے لگے
روز نہلاتے کھڑاؤں کو وہ رکھتے پریم سے اور کر پرنام پیچھے کام کرتے راج کے

یہ اودھ کے لوگ بھی سب دیکھکے حیران تھے
جب یہ دیکھا پریم تو وہ دکھ کو بیٹھے بھول کے

ارنیہ کانڈ

چترکوٹ میں برسات کے موسم کا نظارہ

طرز: لاونی

آیا ہے برسات کا موسم بادل بھی گھر آئے ہیں — اڑتے بگلے بیچ گھٹا کے اپنی بہار دکھلاتے ہیں
مور پپیہا کوئل بولے مینڈک خوب ٹرّاتے ہیں — بجلی کوندا کھاتی ہے تو وہ بھی شور مچاتے ہیں

گرجتا ہے جب بادل تو وہ ان کا سماں سہانا ہے لگتا
قدرت قادر کی ہوتی ظاہر لاثانی جو ہے یکتا

سارس اور کلنگ ہوا میں اڑتے باندھ قطاروں کو — ہر جاندار ہو مستی میں جب دیکھے ان نظاروں کو
عابد صوفی زاہد سب کو خوشی دنیاداروں کو — فرحت ہو کچھ اس سے حاصل ہجر کے بھی بیماروں کو

برستا ہے جب ابر رحمت بھرتا ہے کوسوں پانی
موجیں ندی نالوں میں ہیں اٹھتیں اور آتی ہے طغیانی

ہریاول کا فرش بچھا ہے تا نظر میدانوں میں — طائر خوش الحان چہچہیں صدا آئے یہ کانوں میں
ہرن قطاروں میں ہیں مگن پھرتے جنگل بیابانوں میں — خالق ہے تو سب کا مالک جلوہ تیری شانوں میں

رنگ برنگ کے پھول کھلے جو قدرت تیری کریں عیاں
بیان کریں کب خوبی تیری قاصر ہے یہ قلم زبان

عندلیب نے چمن میں آ کر شروع کیا اپنا گانا — فرش گلوں کا بچھا دیا ہر مجلس تھی وہ شاہانہ
نرگس کی تھی دید یہ دیں اور سنبل بھی تھا دیوانہ — شجر سبھی تھے اس سے محو اور سب کھڑا تھا مستانہ

صبا کے جھونکے لگنے سے ننھے غنچوں نے بھی منہ کھولے
شبنم کے قطرے تھے ان پر جیسے موتی ہوں انمولے

لکشمن جی اور رام چندر جی جانکی جی کو ساتھ لئے — موسم رہا برسات کا جب تک چترکوٹ میں ٹھہرے رہے
کئی رشیوں کے آشرم تھے واں جگہ جگہ پہ بنے ہوئے — پوجا پاٹھ کریں نت اٹھ کر بھجن پربھ کا گاتے تھے

ایک روز پھر رام چندر نے لکشمن جی سے یہ کہا
کوچ کریں برسات کا اب تو موسم بھی ہے ختم ہوا

لکشمن جی

جیسے ہو ارشاد آپ کا سر آنکھوں منظور سبھی — آپ کی ہو جب نظر مہر کی رنج کبھی ہو کاہے کو بھی
صحرا اور کوہسار جنگل کیا دریا کر دوں عبور ابھی — پھاڑ دوں سینہ دشمن کا میں کر دوں ٹکڑے اس کو ابھی

بیشک اب تو کریں ارادہ یاں سے جلدی جانے کا
حاضر ہوں تعمیل حکم کو خوف نہیں کچھ کھانے کا

آپ ہیں میری جان کے مالک خادم ہے یہ نظر کرم — حکم بجا لاؤنگا ہر دم جب تک ہے یہ دم میں دم
جہاں پہ آپ کا گرے پسینہ کر دوں اپنی جان بھسم — جب تک ہوئے نہ حکم آپ کا اٹھے نہ ہرگز میرا قدم

موسم بھی اب صاف ہوا ہے قصد کریں اب چلنے کا
لکھا مقدر کا مستک میں ہرگز نہیں ذرہ ٹلنے کا

سنکر اتنی بات بھائی کی رامچندر تیار ہوئے — اتری رشی ملے رستے میں ان سے خواستگار ہوئے
دھنیہ بھاگ ہیں میرے سوامی آپکے جو دیدار ہوئے — رحمت ہوئی کردگار کی دور سبھی افکار ہوئے

آشرم ہے نزدیک ہمارا چلو وہاں آرام کریں
وقت گذاریں لابھ اٹھاویں کچھ دن واں پر قیام کریں

تینوں پھر آشرم میں آئے وہاں پر آرام کیا — سیتا نے انسویا جی کو ہاتھ جوڑ پرنام کیا
آشیرباد دی انسویا نے اور سبھی آرام کیا — سیتا نے اپدیش کی خاطر ان سے جلد کلام کیا

انسویا نے کہا اے دیوی دھرم تما ستی بیتا کو
کیا اپدیش کروں میں تمکو جو خود دھرم کی داتا ہو

سیتا جی

بوڑھی ہے یہ عمر آپ کی دیکھا کل زمانہ ہے — جانتی ہیں کل بھید حقیقی زندگی کا یک فسانہ ہے
بھید ول آپ کے چرنوں میں من جبتک آپ نے مانا ہے — عالم فاضل دنیا میں ہر ایک نے آپکو مانا ہے
کرینگی جو اپدیش مجھے میں لیکار وہ کرونگی
مانونگی اپدیش آپکا سر ماتھے پہ دھرونگی

انسویا جی

دیکھتی ہوں وہ بیٹی تجھ میں جو کچھ کہنا چاہتی ہوں — نشان دھرم کے پہلے ہی میں ظاہر تجھ میں پاتی ہوں
گھڑی گھڑی اصرار ہے تیرے باتیں چار سناتی ہوں — عقل کرے گی کام جہانتک ہی تجھے سمجھاتی ہوں
کرنی چاہئے پتی کی سیوا ناری کا بس یہی دھرم
اسی دھرم پہ قائم ہے نہیں اور برت کوئی کرم
روگی اور کرودھی ہو یا پاپی ہو یا ہو نردھن — اندھا لنگڑا اشٹی ہو یا ہو بہرہ سنے نہ سخن
کاہل سست نکھٹو ہو اور بھپیا پرانا ہو تن — بوڑھا عمر رسیدہ ہو خواہ نظر نہ آتا کانوں بھی ن
کرے پتی کی پھر بھی سیوا ناری کا بس یہی کرم
کرنی چاہئے پتی کی سیوا ناری کا لیکن یہی دھرم
کرے پتی کی ہر دم سیوا یہی دھرم اسکو جانے — بے مکھ ہو نہ پتی سے ہرگز گر کوئی آئے بہکانے
بنا پتی کے اور کسی کو بخشنہار نہ وہ جانے — پتی کو سمجھے ایشور ہے یہ سدا حکم اسکا مانے
چھوڑے دلہن پتی کا نہ وہ دلمیں ہو نہ ذرا بھرم
کرنی چاہئے پتی کی سیوا ناری کا بس یہی ہے کرم
ماتا پتا ہیں جنم کے داتا ہوتے ہیں وہ ہتکاری — بہن بھائی اور خویش اقارب کرتے ہیں گو دلداری

محبت اُن سے ہوتی ہے یہ خلقت جانے ہے ساری   مگر پتی تو دنیا عقبے اور دونوں میں سکھکاری
پتی کا اپنے کرے نرادر دوزخ میں وہ رکھے قدم
کرنی چاہئے پتی کی سیوا ناری کا بس یہی دھرم

جو ناری ہوتی سے بے مکھ جھگڑا آن لگاتی ہے   کئی جنموں تک دوزخ میں وہ آکر دکھ اٹھاتی ہے
اپنے مات پتا کو بھی وہ دوزخ میں لیجاتی ہے   قسمت ہو نہ یاور اسکی در در دھکے کھاتی ہے
برت آدی خواہ کتنے رکھے عمر پتی کی کرتی کم
کرنی چاہئے پتی کی سیوا ناری کا بس یہی دھرم

چرن پتی کے دنیا میں ہیں سب سے بڑھکر تیرتھ استھان   ان تیرتھ کی کرے یاترا پتی کو سمجھے بھگوان
پتی برتا کی مہما ہے ہیں تورن سارے وید پران   جو ناری نہ سمجھے اسکو اس جیسا ہے کون ندان
چرن کمل سے پریتی لگائے ہٹے نہ پیچھے ذرا قدم
کرنی چاہئے پتی کی سیوا ناری کا ہے یہی دھرم

اس دنیا میں جبھی مصیبت منہ اپنا دکھلاتی ہے   دھیرج دھرم متر اور ناری ان کی پرکھ ہو جاتی ہے
اپنے پتی کو چھوڑ جو ناری غیر سے پریت لگاتی ہے   ڈوبتی ہے وہ بحر الم میں گھور نرک میں جاتی ہے
ناحق زحمت مول ہے لیتی چھوڑ کے اپنا اصل دھرم
کرنی چاہئے پتی کی سیوا ناری کا بس یہی دھرم

سیتا جی

بچن آپ کے قیمتی ہیں یہ لعل جواہر ہیروں سے   دل کے عقدے کھلتے ہیں یہ آپ سے لائق رشیوں کے
وقت بیاہ کے ماتا نے بھی سمجھایا تدبیروں سے   ایشور ہی کچھ ثمرہ دیگا خلق کیا اگر دل سے
درشن کر کرتارتھ ہوئی آپ کا جو اپدیش سنا
استھمت میرا دھرم کیا ہے پہلے سے بھی لاکھ گنا

انسویا جی

اصل میں ہو تم دھرم کی مورت جہاں کہیں بھی جاؤگی ۔ قیام کروگی جس گھر میں تم اسے سکھی بناؤگی
لوک اور پرلوک میں بھی تم اپنی شان بڑھاؤگی ۔ کروگی ہر دم پتی کی سیوا تو اس سے سکھ پاؤگی

خوش ہو کر میں بیٹی تم کو بار بار سمجھاتی ہوں
پتی کی ہر دم سیوا کرنی یہی اپدیش سناتی ہوں

سیتا نے تب چرن پکڑ کر سیس اپنے کو دیا جھکا ۔ اور پکڑ انسویا جی نے سیتا جی کو لیا اٹھا
شکشا تجھے کہا یہ مکھ سے اور یہ سنکا کیا ۔ خوش رہے تو بیٹی ہر دم میرے سے یہی دعا

بنا رہے اگ تیرا ایسا آشیرباد دیتی ہوں
چرنجیو رہے پتی تیرا دل میں شاد ہو کہتی ہوں

رام چندر جی اتری رشی سے

رکھا نظر دیا کی مجھ پہ بات یہ دل میں دھر لیجے ۔ سیوک ہوں میں آپ کا ہر دم سو یکار کر لیجے
یاد رکھیں اس سیوک کو اب دھیان ادھر کو دیجے ۔ رخصت مجھے جلد اب نظر مہر کی کیجے

عزم کیا اب جانے کا یہ عرض میری منظور کریں
بھول نہ جانا اس سیوک کو اتنی خاطر ضرور کریں

اتری رشی

شو سنکادک برہما تک بھی آپ کا دھیان لگاتے ہیں ۔ کرتے ہیں وہ آپ کا سمرن گن آپ کا گاتے ہیں
پورن برہم اویناشی ہو کر مکھ سے کیا فرماتے ہیں ۔ پرتھوی پر اوتار یہ لیکر کھیل آپ دکھلاتے ہیں

لوک گیان اور دھرم کرم کی مجھے پربھو نہ کچھ خبر
چرن کمل کا مجھے سہارا آپ کو جانوں اجر امر

دین دکھی کے داتا ہو تم اجر امر ہو اویناشی ۔ مایا کر یہ جگت رچایا گھٹ گھٹ ہو تم باسی
سورج چندر تارا اگن منڈل سب ہیں تم پرکاشی ۔ نرگن سرگن تمہارا دیا کا میں ہوں ابھلاشی

رام نے دیکھا پریم رشی کا خوشی سے دل میں آگئے عرفان
سیس جھکایا چرن پہ انکے طرف جنگل پھر ہوئے روان

ڈنڈک بن میں چلتے ہوئے رامچندر جی کا لکشمن جی کو کہنا

رام چندر جی

معلوم ہوتا ہے یہاں پر راکھشوں کا ہے گزر ۔ بن گھنا معلوم دیتا ہے یہ ہمیں پر خطر

لکشمن جی

ہونے دو بیشک یہاں ہے راکھشوں کا بھی گذر ۔ دم میں دم ہے جبتک ان کا مجھکو کچھ خطر

سوتیکش رشی کا راستہ میں ملنا

رام جی یہ باتیں کرتے جب بن میں جا رہے تھے ۔ سوتیکش رشی راستہ میں سامنے سے آ ملے

سوتیکش رشی رامچندر سے

ہاتھ راجہ وشواش تھا کہ آپ ہونگے یہاں ۔ ساتھ لے لکھمن و سیتا دینگے درشن تم یہاں
مجھکو نہ ست سنگ آتا یوگ کا نہ ہے دھیان ۔ بھاگ جاگے یہ مرے جو آپکو دیکھوں یہاں
مجھکو بھی بے خودی نشہ چڑھا یہ پرم کا ۔ ناچتا تھا مست ہو کر سدھ رہی نہ کچھ یہاں
چھوڑی مدت ایسی حالت اسپہ تھی چھا رہی ۔ گر پڑا بے ہوش ہو بدن کا نہ کچھ ہم جان
پریم کی باتیں سنائیں رام تک وہ اٹھے ۔ لیک تھی نہ آنکھ کھولی وہ پڑا بے سدھ وہاں
رام نے وہ روپ اپنا تب دکھانے کو لئے ۔ پرگٹ ہوئے من کے اندر تا رشی دیکھے یہاں
روپ دیکھا رام کا جب پھر تو آنکھیں کھول دیں ۔ رام جی تھے سامنے لے ہاتھ میں تیر و کمان
سب کیا پرنام اس نے فرش اوپر لیٹ کر ۔ اور چرنوں سے لپٹ تھی استتی گا رہی وہاں

رام چندر جی

بہت سے دل سے خوش ہوا ہوں تیری بھگتی دیکھ کر ۔ مانگ لے جو کچھ تو چاہے دیدوں تمکو یہاں

سوتیکشن رشی

آپکا درشن ہوا تو خواہش یہ پوری ہوگئی ۔ ماسوا دیدار کے تمنا کچھ نہ رہی
آپ دین پر مجھ پہ رہے دھیان سدا آپکا ۔ یہ ہے دلمیں مرے جو مورتی ہے آپکی

رام چندر جی

پریم مجھ سے جو کرے وہ دلمیں میرے آ بسے ۔ مانگا آکے تم نے جیسا آگے ہوگا بھی یہی

سوتیکشن رشی

آشرم میں گورو کے ہوا ذکر تھا ایک بار ۔ اسی دن سے لگ رہی تھی آپکی بھی انتظار
اگست رشی ہیں گورو جو دہر میں مشہور ہیں ۔ دیا کریں جسکے اوپر دور ہو سب اضطرار
بن اسی میں بسے ہیں راکھشس بے خوف ہی ۔ تنگ کرتے ہیں ہمیں وہ یاں پہ آکر بار بار
بھنگ کرتے ہیں تپسیا اور دکھن ہیں ڈالتے ۔ کرتے ہیں ارادہ جو وہ ہو سکے نہ کچھ تمام
آپ کو ہیں یاد کرتے کل رشی منی ہاں ۔ ڈھونڈ لینگے تم یہی ہاں راکھشوں کو دیکے مار
ڈھونڈ تو وہ خود بھی دے لیں کرے ہے اک امر محال ۔ جاتی رہے نہ پاٹ پوجا اسلئے وہ ہیں لاچار

رام چندر جی

سیوا کرنے کے لیے میں ہر گھڑی تیار رہوں ۔ عزت ہے رشیوں کی دلمیں انکا رہتا ہے وقار
اسی خاطر ان جہاں میں ہوا کھشتری کا جنم ۔ دور کردے رنج کلفت رعیت ہو گر بیقرار
پاپیوں کو ڈنڈ دے اور ظالموں کو مار دے ۔ دھرم کی خاطر وہ اپنی جان بھی کردے نثار
نشٹ ہوتا ہے دھرم کا وہ سارا اس سمے ۔ بھرشٹ ہوتی سب کمائی کردے عقبیٰ بیکار
کھشتری کو پاپ لگتا ہے نہ گر وہ ڈنڈ دے ۔ اسلئے شستر اٹھانا ہمکو چاہیئے زینہار
بیٹھ جائیں مانند رشی ہم بھی اگر دھونی رما ۔ تو یہ پاپی رہنے دیں نہ کھالیں ہمکو ایکبار

راکھشوں کا یہ تپسوی کچھ نہیں کرتے زیاں — پھر یہ ناحق کیوں نہیں آ کر ستاتے بار بار
مہاتماؤں کو ستانے سے بھی نہ یہ چوکتے — ہوگا آپ میں شک نہیں اوروں کا رہنا گوار
کھشتری ہو کر جو اپنے خود ظلم ہے دیکھتا — نفرت ہے اسکی جان کو اور زندگی کو دھتکار
ظالموں کو ڈنڈ دینا ہی ہمارا فرض ہے
اسی لئے بن میں آئے اور نہیں کچھ غرض ہے

اگست رشی کا آشرم

سوتیکشن رشی رام سیتا لکشمن کو ساتھ لے — بات سنکر رام کی تب آشرم میں آگئے
دیکھ لیا رام جی نے اگست رشی کو وہاں — اور رشی بھی تھے بیٹھے جو کہ عالم نکتہ دان

شری رام چندر جی اگست رشی سے

پرنام کرتا ہوں رشی جی اور میرا منسکا — درشنوں کے لئے مدت سے یہ تھا دل بیقرار
اسقدر وہ کہہ رشی کے تھے چرن پہ جھک پڑے — تب رشی نے تھا اٹھایا دیکھ الفت پیار
تب بٹھایا دیکے آسن اور پوچھی پھر کشل — دیکھ وہ نورانی صورت ہو رہا دل [illegible]

اگست رشی

آج مجھ ساد برہمن سے کون ایسا خوش نصیب — آپ نے جسکو دیا ہے گھر پہ آ کے دیدار
جو منی تھے اسجگہ وہ مست ہوئے دیکھکر — ہو رہے تھے موہنی مورت کا وہ دل سے طلبگار

رامچندر جی اگست منی سے

طرز قوالی

یہ راز دل جو ہے میرا نہیں وہ کچھ چھپانے کا — سبھی ہے آپ پے ظاہر جو موجب یاں آنے کا
کروں کیا خود عیاں منہ سے ہو واقف راز کے گو — ارادہ کر لیا ہے پھر بھی جو دہی سنانے کا
یہ راکھشس مار دوں جس سے علم وہ اب ندیجے — ملے نہ رستہ ان کو یہ اپنی جان بچانے کا
مٹا دوں دہر سے انکو رہے نہ کچھ نشان باقی — کہ جس سے کر سکیں نہ وہ قصد آ کے ستانے کا

اگست رشی مسکرائے ہوئے بولے

مجھے ہے یہ کہاں شکتی پربھو کا بھید پانے کی
سہارا آپ کا لیکر کروں میں کچھ بتانے کی

وہی اس راز کو سمجھے رضا جو آپ کی پالے
یہ دنیا ہے بھرم صورت نگہ نہ دل لگانیکی

ہے قدرت کام کرتی آپ ہی کی اک اشارے سے
بدل دیتی ہے صورت نا کہ دم میں زمانے کی

یہ برہما شو وشن تک کو بھرم میں ڈال دیتی ہے
کرے جب آزماں ان کو بھرم میں لا پھنسانے کی

شکت آپ کی لیکر کرشمے پھر دکھاتی ہے
حکم ہے یہ ہلا پا ہر قدم نیزہ کا اٹھانے کی

جگت میں جسقدر یہ جیو ہیں سب کئے پیدا
رکھے ہیں نہ شکت آپ کی کچھ بھید پانے کی

قضا جو دسرا پا کر ہے ہستی کو فناہ کرتی
ڈرے ہے آپ سے وہ بھی کرے ہے خوف کھانے کی

پربھو ہو جگت کے مالک ہوں عاجز میں نادان
مجھے ہے یہ کہاں طاقت کروں جو کچھ بیانکی

یہ سیتا لکشمن کو ساتھ لیکر آ بسیں دلمیں
دکھائیں رنگ جھانکی نہ بھاؤ کروں پھر بھلانیکی

یہ بھگتی گیان بخشیں آپ پورن برہم انناسی
کرو یہ مہربانی لورا اپنا مجھے کھلانے کی

یہ پوچھا آپ نے مجھ سے مری تعظیم کی خاطر
نہ بھولی بات ہے کچھ آپ سے ورنہ زمانے کی

پربھو میں اب بتاؤں آپ کو جلدی جگہ ایسی
بڑی ہے پر فضا جو بے مثل ہے اک زمانیکی

ندی گوداوری کے اک کنارے پر ہے پنچ وٹی
ہیں کہتے پنچ وٹی اسکو جگہ ہے دل لگانیکی

رہیں جو آپ اس جا کر تو رشیوں کو دیا ہوگی
وہ چھوڑیں گے فکر یہ ور کے صدمے اٹھانے کا

پنچ وٹی کو روانگی

رام جی سیتا و لکھمن کو پھر اپنے ساتھ لے
لے اجازت وہ رشی کی تب وہاں سے چل پڑے

پنچ وٹی میں وہ آ کے پہنچے تھوڑی دیر میں
وہ جگہ تھی خوبصورت اور طائر بولتے

چر رہے تھے واں ہرن اور کچھ چوپائے جانور
جل ندی گوداوری کا بہ رہا تھا زور سے

جھنڈ تھے اشجار ثمردار کے بھی بیشمار
سبز شاخوں اور پتوں سے وہ تھے ڈھانپے ہوئے

تھا قدرتی وہ نظارہ تھے نظر آتے وہاں — نوع بنوع کی بوٹیاں اور پھول ہر اقسام کے
جھونکے آتے تھے ہوا کے اڑ رہی تھی مہک بھی — کالے بھونرے تھے ڈالیوں پہ گونجتے
الغرض تھی وہ جگہ کچھ دلفزا اور دلفریب — خواہاں تھے بس رام جی ایسی جگہ واں گر بنے

رامچندر جی کا لکشمن سے

ہے جگہ یہ پر فضا بس یاں پہ ڈیرہ ڈالدو — یاں رہیں آرام سے اور دل میں نہ کچھ رنج ہو
خاطر آرام یاں پہ لو بنا تم اک کٹی — جس سے بارش نہ پڑے اور آسکے نہ دھوپ بھی
دن گذارینگے یہاں پہ سب چین اور آرام سے — زندگی کو کل پڑے جب دو رہوں آرام سے

لکشمن جی

مانوں حکم میں آپ کا ہے مہربانی آپ کی — دل سے کرتا ہوں سدا میں قدردانی آپ کی
مجھکو نہ انکار ہے یہ جب تلک ہے زندگی — ہے جسم یہ آپ کا اور زندگانی آپ کی
شک نہیں اسمیں ذرا یہ ہے جگہ بھی پر فضا — وہ حکم لوں مان جو نکلے زبانی آپ کی
جھٹ بناؤں اک کٹی یاں خاطر آرام کے — خود کرونگا لے کمان یاں نگہبانی آپکی
آوارگی میں دن کٹے اور خاک چھانی ہے بہت — اب تو گذرے چین سے یاں زندگانی آپکی

الغرض آئے وہاں پر ٹھیر جانے کے لئے — اک بنائی تھی کٹی آرام پانے کیلئے
آئے انکو ہو گئے جب اس جگہ دو چار روز — سروپ نکھا آئی وہاں جلوہ دکھانے کیلئے
بھین تھی جو راجہ راون کی جو آئی نازنین — دیکھا اُسنے کی تمنا کچھ ستانے کیلئے
بدنیت وہ ہو گئی ان کے حسن کو دیکھکر — آگئی نازو ادا واں کچھ دکھانے کیلئے

سروپ نکھا رام جی سے

جب سے دیکھا آپ کو جاتا رہا صبر و قرار — ہو رہی ہوں مضطرب دید پانے کیلئے
اور دیکھا یہ حسن تو ہو گیا مشکل مجھے — آپ کی الفت سے دامن یہ چھڑانے کیلئے

رام چندر جی (اس کا دلی مطلب معلوم کرکے)

استری ہے پاس میرے اور کی نہ التجا — خواہ مخواہ تیار ہوں نہ دکھ اٹھانے کیلئے
لکشمن ہے بھائی میرا وہ کھڑا تنہا وہاں — پوچھ لو گر ہاں لے وہ آزمانے کیلئے

سروپ نکھا لکشمن جی سے

خوبرو آتے نظر ہیں آپ اک رعنا جوان — مان لیں میری عرض جو ہے سنانے کیلئے
چاہتی ہوں کرنا عقد منظور ہو گر التجا — خوش نصیبی ہو مری مدعا یہ پانے کیلئے

لکشمن جی

بھا گیا گو دل مرے کو آپ کا ناز و حسن — لیک ہے اک خوف جس کا آپڑا دل میں محن
میں تو سیوک رام کا ہوں وہی مالک ہیں مرے — یہ اٹھائی ہے قسم اور کر دیا ہے یہ سخن
سیوک ہو آرام چاہے اور بھاگی ہو — رہ نہیں سکتے کبھی گر کریں یاں سو جتن
لالچی بدنام ہو مغرور ہو تو ہے ذلیل — نہ کرے عیاش نیکی نہ ملے وہ مال و دھن
کر نہیں سکتا میں پوری آپ کی یہ التجا — معاف کر دو اس لئے یہ مان لو میرا سخن

سروپ نکھا رام چندر جی سے

آپ نے بھیجا مجھے خفت اٹھانے کیلئے — وہ ہوا نہ تیار باتیں کچھ بنانے کیلئے
وہ تو ہے بیدال لو دم ناز نہ جانے ذرا — خواہ مخواہ میں ان کی ذلت اٹھانے کیلئے
خواہش ہے کہ حظ اٹھاؤں آپ کے دیدار سے — میں نہیں تیار اب تو واپس جانے کیلئے

رام جی

تو سخت ہے بے شرم کچھ بھی حیا آئی نہیں — اس سے بڑھکر اور ذلت کوئی ہو سکتی نہیں
تو تو ناحق چھیڑ خانی یاں پہ آکے ہے کرے — تیری باتیں جو سنے اسکو عقل آتی نہیں
کھو چکی ہے تو تو اپنا ننگ اور ناموس بھی — تیرے جیسی بے وفا کا کوئی شیدائی نہیں

جا کہیں یہ اور جا کر اپنا مقصد ڈھونڈ لے
کج ادائی یہ تری مجھکو ذرا بھاتی نہیں

سروپ نکھا کا غصہ سے پرغضب ہونا

سن وہ باتیں طیش سے مانند انگارا ہوگئی
جل اٹھا اُس نا کلیجہ تو شرارا ہوگئی

بال تھے بکھرے ہوئے اور سرخ آنکھیں طیش سے
ٹیڑھی ابرو اک قضا کا واں اشارہ ہوگئی

وہ تھی بگڑی بے طرح اور پاس آئی رام کے
بدزبانی سے زبان اسکی فوارہ ہوگئی

اسطرح کی پرغضب جو آ دکھائی تھی شکل
دیکھکر سیتا اسے کچھ بے سہارا ہوگئی

رام جی جانکی کو سہمی ہوئی دیکھکر لکشمن جی سے بولے

لکشمن لینا خبر یہ جانے پائے نہ کہیں
کرتی ہے شوخی شرارت باز آتی یہ نہیں

جب تلک یہ بے حیا ہم سے سزا نہ پائیگی
چھوڑیگی نہ بدزبانی باز نہ یہ آئیگی

لکشمن جی سروپ نکھا سے

کیوں دکھاتی شوخیاں یاں اسطرح اے بے حیا
تونے چھوڑا دھیان کیوں ننگ او ناموس کا

اسطرح سے تو کھلائی اور کی نہ کچھ شرم
سر میں تیرے کیوں بھری ہے کبر و نخوت کی ہوا

ہو چکا معلوم تو نے سب گنوائی ہے شرم
کر رہی ہے خودزبانی جو عقد کی التجا

یہ دکھایا خوف آکر کیسے جرأت یہ ہوئی
ہم نہیں کچھ خوف کھاتے ہیں سمجھ دل میں ذرا

اسپ مادہ کیطرح تو کیوں پھرے ہے بے لگام
کیا تجھے لنکا پتی بھی کچھ منع نہ کر سکا

حیف ہے جو تو آوارہ ہو کے پھرتی ہے یہاں
خاک چھانے جنگلوں کی اور اسے نہ ہو پتا

یہ بھی ہے معلوم تو واں جا کرے مکر و فریب
وہ آئے گا طیش میں جب سنیگا ماجرا

شاید ملنے جھوٹ اسکو اور سمجھے وہ دروغ
اسلئے تو کچھ نشانی میں کروں تجھکو عطا

ناک تیری کاٹ ڈالوں اپنے خنجر کو نکال
یاد رہے تا زندگی تجھکو عیاری کا مزا

کھر دوشن کے پاس سروپ نکھا کا آکر اونہیں لڑائی کیلئے آمادہ کرنا

اڑا دیا پھر ناک اس کا لکشمن نے کاٹ کر
باختہ حواس ہو کر کرنے لگی آہ و بکا

عیاش لوگوں کا وطیرہ

مدام گذرے بے ہوشی میں سدا بیزار رہتے ہیں — انس شیشہ و ساغر سے سدا سرشار رہتے ہیں
نشے میں جھومتے ہیں وہ عقل سے نہ تعلق ہے — ہمیشہ بدکلامی سے وہ پر گفتار کرتے ہیں
وقت گذرے سدا ان کا عیاشی اور مستی میں — سدا غفلت شعاری میں وہ بدکردار رہتے ہیں
وہ رکھتے ہیں ہوس ہر دم پرائی عورتوں کی بھی — وہ ضایع مال کرنے کو سدا تیار رہتے ہیں
جھلک دیکھی ادا کی گر وہیں مفتوں ہوئے دل سے — پراگندہ خیالوں میں شوریدہ دار رہتے ہیں
ناحق چلاتے ہیں وہ شور کرتے ہیں فغاں نالہ — وہ گرویدہ محبت میں بت عیار رہتے ہیں
ڈبوتے ہیں وہ دھرم کو عیش اور آرام کی خاطر — اسی باعث گناہوں کے انہوں پہ بار رہتے ہیں
نہیں رکھتے انس وہ کچھ قلب میں اپنی عورت کا — سدا اسکی طرف سے بے حیا بیزار رہتے ہیں
کرے وہ خواہ دلداری نہیں خاطر میں لاتے — وہ الفت بھول جاتے ہیں نہ پہلے پیار رہتے ہیں
گناہ کا بوجھ لیتے ہیں لگا دیں عاقبت کو بھی — پریشان حال ہیں ہر دم سدا بیکار رہتے ہیں
وہ طاقت کو کریں ضایع رہے نہ تاب بھی جان میں — رہیں پھر ناتواں لاغر مثل بیمار رہتے ہیں
ہوں خستہ حال ازبس خواہ دگرگوں ہو طبیعت بھی — وہ ہوں معذور چلنے سے مثل مردار رہتے ہیں
پڑے نہ کل انہیں دن کو نہ شب کو چین جو آئے — ہویدا ان کے دل پہ رنج کے آثار رہتے ہیں
اگر پوچھو تو بتلائیں کہیں فرقت میں دم نکلا — بت عیار کی الفت میں ہم لاچار رہتے ہیں
جہاں عقل ہو ایسوں کی چلے ہے دور نے توتی — فکر نہ عاقبت کا کچھ وہ اس سے پار رہتے ہیں
اڑا دیں مال دھن اپنا لگا دیں سب عیاشی میں — پھر ہوکے مفلس و قلاش وہ نادار رہتے ہیں
نظر سے وہ ہیں گر جاتے نہیں رہتا وقار انکا — وہ رسوا ہو سدا پھرتے سر بازار رہتے ہیں

سسر بانکھا کا گھر دو شن سے کہنا

ارے بھائی گھر دھن میرے بھیں تمہاری ہوئی آئی — ہوا لتان سے میرا بدن یہ ہوش نہیں کھلوانی

ہوا ظلم یہ سیم پڑا اک آفت سے سر یہ چھائی   آپ کے ہوتے ہوا ظلم یہ شرم تمہیں کچھ آئی

مست پڑے ہوئے خوشی میں دیکھ کے دل حیران ہوا

کیسے کہوں اب کرے مدد یہ جسم بھی اب بے جان ہوا

کھر کا جواب

کیوں ہوا کیا آفت آئی حال سب اپنا بتلاؤ   کہو کہاں تم ہو کر آئی گذری ہو جو سمجھاؤ

کیا ظلم یہ جس ظالم نے بدلہ لوں نہ گھبراؤ   موت یقینی آئی اسکی ہوش کرو نہ غم کھاؤ

ناک کٹی ہے کیسے تیری لگا زخم تو یہ کاری

کروں جان عذاب میں اسکی کی جسنے یہ بدکاری

سروپ نکھا

جی میرا کچھ اکتایا تو سیر کی خاطر یاں آئی   بیٹھے دیکھا بنباسی دو دلمیں تھی میں گھبرائی

دیکھ کے صورت میری کو وہ ہو گئے سب سیدائی   لگے آنکھ وہ مٹکانے میں خاطر میں پر نہ لائی

اسی وجہ سے میرا ان کا آپسمیں گھمسان ہوا

کیسے کہوں اب کرے مدد یہ جسم بھی اب بے جان ہوا

کھر

کون ہیں وہ دو بنباسی اور کس نے وانپر ٹھہرائے   بلا اجازت میری کیوا ہ وہ پنچوٹی میں کیسے آئے

کیا ظلم جو آپکے اوپر خوف میرا وہ نہ لائے   ہاتھ اٹھایا کیا ظلم یہ دلمیں تھے وہ شرمائے

دل میں رکھو تسکین ذرا اور نہ کرو کچھ گریہ زاری

کروں جان عذاب میں اسکی جسنے کی یہ بدکاری

سروپ نکھا

کنور ہیں دو نود شرتھ کے وہ اودھ پوری سے آئے ہیں، نام وہ اپنا رام لکھمن ہاں جب پوچھو تو بتاتے ہیں

عورت ہے اک ساتھ انہوں کے سیتا نام بتاتے ہیں، دیکھ حسن لاثانی اسکا چاند شمس شرماتے ہیں

ناک اڑادی لچھمن نے جب گر وہ بہنے لن آ ہوا
کسے کہوں اب کرے مدد یہ جسم بھی ہائے بے جان ہوا

کھر

ابھی چکھا دوں مزا میں ان کو یہ برباد دونگا   زندہ باندھ لاؤں میں انکو جا قید باندھ رکھدونگا
بدکرداری کرتے ہیں وہ بدلا انہیں تقدیر دونگا -   خون پیونگا بدمعاشوں کا اور ایسے ساہیروں کا
میری سپاہ کی تیغ چلے تو جان کو ہوگی دشواری
کردوں جان عذاب میں اسکی کی جسنے یہ بدکاری

کھر و دوشن کا سپاہ لیکر رام جی پر چڑھائی کرنا

طرز قوالی

بتایا کھر نے فوجوں کو وقت یہ نہیں گنوانیکا   سماں ہے اسوقت دشمن کی ہستی کو مٹانیکا
دلاور ہو بہادر ہو شجاع ہو تم شجاعت میں   چکھادو یہ مزا انکو عزم چھوڑیں وہ آنے کا
چلی جب فوج راکشس کی ہوئی گرد سے تاریکی   اڑی یہ جب گرد مشکل نہ ملتا ٹھکانے کا
یہ دیکھا رام نے جبکہ ہے دشمن آرہا جلدی   ارادہ کرکے آیا کھر ہے وہ آفت مچانے کا

رام چندر جی لکشمن سے

وہ دیکھو آرہا دشمن گرد اڑتی ہے گردوں پر   کرو تم اب قصد جلدی سیا کو کہیں چھپانیکا
نہیں پرواہ مجھے ان کی نپٹ لوں گا اکیلا ہی   مرے تیروں سے ہو مشکل انہیں دامن چھڑانیکا

لکشمن جی

تعمیل ارشاد میں کردوں ابھی لیجاؤں سیتا کو   ادب کی جا ہو دونوں ہی حکم میں نہیں پھرانے کا

بھرتے میں وہ راکشس کا تھا ٹڈی دل ابھی آپہنچا   سنبھالا رام نے ترکش وقت نہ تھا گنوانے کا
کھڑے ہیں منتظر واں رام تن تنہا اکیلے ہی   ہوا نہ حوصلہ دشمن کو آن یدھ مچانے کا

کھردوشن کا اپنے وزیر کو کہنا

یہ بانکا سورما ہے نوجوان بھی ہے توانا بھی — کھڑا ہے بیدھڑک دیکھو نہیں وہ خوف کھانے کا
بنایا گو میری ہمشیر کو ہے بدشکل اس نے — نہیں کرتا قصد یہ جی اس ہستی کو مٹانے کا
سناؤ اس کو یہ جا کر حوالے کر دے عورت کو — وہ جائے بھاگ خود یاں سے قصد چھوڑ کے وہ آنے کا
سنایا رام کو پیغام یہ جا کر وزیروں نے — وہ سمجھے خوب مطلب ہے باتوں میں اڑانے کا

رام چندر جی کا وزیروں کو کہنا

نہیں اظہار کر سکتا میں ان کی مہربانی کا — میں ہوں مشکور بھی ان کا اور ایسا خیال آنے کا
نسل ہوں شوربیروں کی چراؤں ان کے لڑنے — یہ وعدہ ہی کیا دل سے بیروں کو ہی مٹانے کا
ہو دشمن خواہ دلاور بھی بڑا ہو خواہ شجاعت میں — ہمارا دل بنا ایسا نہیں ہے خوف کھانے کا
اگر ہو ڈر تمہیں خدشہ تو یاں سے بھاگ جاؤ تم — کریں پیچھا نہ ہم بھی بھاگتوں کی جاں گنوانے کا

اڑے تھے ہوش افسر کے سنا جب یہ جواب انکا — حکم یہ دیدیا لشکر کو تیروں کے چلانے کا
اندھیرا گرد کے اڑنے سے چھایا آسمان پر بھی — وقت آیا نزد اسمیں طاقت آزمانے کا
اٹھا اک شور ایسا جوں گرجتا ابر باراں ہو — ارادہ کر رہی تھی جان جسم کو چھوڑ جانے کا
چلائے رام نے وہ تیر لگیں جو آ نشانے پر — ہوئے حیران جو دیکھا ڈھنگ تیروں کے چلانے کا
ہوئے حیران کھردوشن سپاہ کو جب ہی دیکھا — خیال آیا انہیں اپنی ہستی بھی مٹانے کا

کھر کا رام جی کو کہنا طرز دیگر

خواہ مخواہ کی چھیڑ خانی اب فرا لو ٹھہر جا — ہاتھ دیکھے تو مرے اب ہوش دونگا سب بھلا
استری کی ناک کاٹی کون کی یہ بہادری — کیا سمجھتا ہوں تجھے کہ ہے بشر ناچیز سا

رام چندر جی

مرچکا لشکر تو نہ سمجھے یہ پھر کسکی خطا　　کیوں کھڑا ہے ڈر مجھسے کچھ تو آگے آ ذرا

کھر

ہاتھ ڈالا اسکی عصمت پہ یہ میری ہمشیر جو　　ناک کر دونگا تجھے اب ایک لحظہ ٹھیر جا

رام چندر جی

یہ تو آئی خودنمائیاں کرنے لگی ناز و ادا　　بے شرم یاں ہوکے کرتی تھی عقد کی التجا
وہ کئے یاں ڈھنگ اسنے ہو گئے لاچار ہم　　ناک کاٹی تو یہ بھاگی پاس تیرے دم لیا

کھر

اب جو آئے موت دیکھی تو یہ تہمت دی لگا　　دیکھ یہ تلوار میری تیغ نہیں یہ ہے قضا
یہ جو کی دیدہ دلیری لوں میں بدلا اسجگہ　　ہوش آئینگے ٹھکانے تیر جب سینے لگا

رام چندر جی

تجھ سا ہوگا دہر میں نہ بے شرم و بے حیا　　ساتھ لایا تھا جنھیں نہ ایک بھی انمیں بچا
ناز اپنی بیشرم ہمشیر پر تجھکو ہے بڑا　　ڈوب مر بے شرم غیرت میں اگر ہے کچھ حیا

کھر

بس یہ تیری شوخیاں جو اسقدر مغرور ہو　　ہوش آئینگے تجھے نہ مغز جبتک چور ہو

رام چندر جی

ہوش جو گردی رکھا بس اسلئے مجبور ہو　　اب تو چھوڑوں تیر یہ مردار یاں سے دور ہو

دھم سے منہ کے بل گرا جب تیر سینے میں چبھا　　روح نے کی پرواز واں سے تھا جسم خالی پڑا

دوشن

ہائے بھائی اب مرے وہ زور تیرا کہاں گیا　　ہوکے تو بے ہوش یاں جو منہ کے بل ہے گر پڑا

پھر وہ آیا رام سے تھا لڑنے خاطر برملا ۔۔۔ تیر مارا رام نے تو کر دیا اسکو فناہ

الغرض جب گئے سب ڈھیر لاشوں کا لگا ۔۔۔ خون بہتا تھا وہاں پر شور جوں سیلاب کا

لو گئی تھی ناچتی وہ لیکے کھپر ہاتھ میں ۔۔۔ خون پینے سے اُسے واں آیا شربت کا مزا

مر گئے واں ڈھیر ہو کر جو آئے تھے جنگ کو ۔۔۔ تیر کھا کے رام جی کے ایک زندہ نہ بچا

دیوتاؤں نے کئے جیکار کے نعرے بلند ۔۔۔ گونج اٹھا تھا آسماں جب ہوئی ایسی یہ صدا

پُشپ کی ورکھا ہوئی اور صاف ہوا آسمان ۔۔۔ لکشمن بھی جانکی کو لے وہاں پر آگیا

آتے ہی دونوں نے اپنا سر جھکایا چرن پر ۔۔۔ دھنیہ ہے یہ آپ کو یہ لکشمن نے تھا کہا

رام کے چہرے پہ دیکھا کچھ پسینہ آگیا ۔۔۔ سیتا جی نے سب سکھایا دے کے آنچل کی ہوا

دیا سا گر رام نے واں آتشی تیروں سے پھر ۔۔۔ آگ ان بے جان مردوں کو بھی جلدی دی لگا

جب لگے وہ تیر مُردے جل اٹھے آگ ان میں ۔۔۔ اور دھواں آسماں تک اُنکے جلنے کا اٹھا

سروپ نکھا نے جو دیکھا لکشن ہیں سب مر چکے ۔۔۔ ہو پریشان طرف لنکا بھاگی وہ بے ساختہ

دربار راون

راون کا اپنے وزیروں کو کہنا

دلیر بالکا ہوں و بہادر بلی ہوں جسکو حیران کر دوں ہے سارے عالم میں دھاک میری الٹ دوں پیل الٹو تو کردوں
وسیع ہے میری یہ راجدھانی کروں بے کھٹکے میں حکمرانی۔ نہ خوف دشمن نہ بد گمانی جو آیا دلمیں سنا کے کردوں
یہ دیوتاؤں بھی خوف کھاتے سدا ہیں لڑنے سے جی چراتے۔ کریں وہ بھولے سے گر لڑائی تو دوزخ انکا مکان کر دوں
غرور جنکے دلوں میں چھپایا بنا کے مردہ انہیں سلایا جو وہم انکو تھا سب بھلایا میں ویران انکا گمان کر دوں
زمین ہلا دوں عرش ہلا دوں جو سوئے فتنے ہیں وہ جگا دوں میں سمندر کا بھی بنا دوں بپا قیامت اک آن کر دوں

۔۔: دربار راون میں سوپ نکھا کا آکر شور کرنا :۔۔

سروپ نکھا ۔ راون سے

او بدنصیب راون لعنت ہزار تجھکو ۔ دیکھائے کا ہر دم ہی طلبگار تجھکو
چڑھا شراب کا ہے ایسا خمار تجھکو ۔ اس کے سوا نہ آیا صبر و قرار تجھکو

غافل تیری یہ غفلت ہے موت کا بہانہ
تجھکو کرے گی اک دن یہ تیر کا نشانہ

مستی میں چور رہنا راجہ کا نہ دھرم ہے یہ ۔ عمل بغیر رہنا ہرگز نہیں علم ہے یہ
رہتی نہیں حکومت جسمیں نہ ہو سیاست ۔ لو یکساں ہے یہ مستی و دیانہ اور علم ہے

دانا وزیر گر ہو قائم رہے حکومت
بے سود ہو وہاں پر عدو کی تاب و طاقت

گیان کا ہے کبر و غرور عدو بے جانی ۔ عقل کے واسطے ہے موت کی نشانی
الفت ہے عاجزی کے سبھی ہے جسنے پالی ۔ نادان ہے وہ پورا کہتی ہوں میں زبانی

جو فرض اک دشمن انکو حقیر جانے
سمجھو کہ وہ عقل کو رکھتا نہیں ٹھکانے

دانا بڑے جو عالم ان کا ہے یہ مقولہ ۔ افسوس بے خبر تو کس بات پہ ہے بھولا
جب موت آ سجھایا اک وزیر یہ بھولا ۔ تو جل کے خاک ہوگا جیسے جلے ہے پولا

وہ گر پڑی ہی ہاں پر الفاظ کہ زبان سے
راون ہے اٹھو تر پیچھ اس کی آہ و فغان سے

راون سروپ نکھا سے

کس نے یہ ناک کاٹی وہ کون ہے سودائی ۔ تو نام تو بتا دے الکدم کروں صفائی

اس بے شرم کو مطلق کچھ بھی حیا نہ آئی — لے سوپ ازظلم یہ تلوار نے چلائی
کس جا وطن ہے ان کا اور کسجگہ ٹھکانہ
میں ایک پل میں انکو کر دوں عدم روانہ

سروپ نکھا

او دھپوری سے آئے دشرتھ کمار دونو — بے خوف ہو بنوں میں پھیلیں شکار دونو
ماریں نہ ہرن سوئر ہیں ہوشیار دونو — کرتے ہیں راکھشوں کو اکدم میں پار دونو
وہ نام رام لکھمن بھی اپنا بتائیں
شہزور و قوی ایسے ہرگز نہ خوف کھائیں
وہ دیکھنے میں کمسن معصوم بھولے بھالے — ہیں خوبرو حسین بھی ناز و نعم کے پالے
وہ دیوتا رشی کو سکھ کے ہیں دینے والے — پر راکھشوں کے لئے دونوں ہیں ناگ کالے
جو پوچھتے ہو سچی تجھ غافلوں کی خاطر
ہے موت بھیس بدلا ہاتھوں میں لے یہ خنجر
نازک اندام عورت بھی ساتھ او نکے آئی — وہ ساکھشات لکھمی میں نے ہے دیکھ پائی
صورت حسین ایسی نہ دیکھنے میں آئی — چراغ لے کے ڈھونڈ دیکھو خواہ کل خدائی
پھر پاس جسکے ایسی ہو یہ جبیں پیاری
وہ خوش نصیب پورا ہے یہ فضل باری
پھر لکشمن نے میری عزت پہ ہاتھ ڈالا — آنکھوں کو لال کر کے اُسنے خنجر نکالا
پھر لے کے اسکو ہاتھوں یہ ناک کاٹ ڈالا — مجھ بے قصور کا کچھ سنا نہ آہ و نالہ
میں بھاگ آئی اس سے جلدی ہی وشن و کھر کو لائی
پر رام نے وہاں پر تنہا ہی کی صفائی
لشکر تمام ان کا اسجا پہ کام آیا — اور ہاتھ سے انہوں کے نہ ایک بچ کے آیا

تھا کر یا انہوں نے ایک ایک کو وہاں سے صفایا کیا عدم روانہ اور خاک پہ لٹایا

راون کا خود بخود سوچنا

دیوتا اور ناگ کنر خوف میرا مانتے بھاگ نکلے جو ہیں مجھ سے خاک اب تک چھانتے
کھر دوشن کو جو ماریں وہ نہیں انسان ہے ماسوا وشنو کے مارے اور ہم نہیں مانتے

ہوگیا معلوم وشنو کا ہوا اوتار ہے
وہ اتار نکلے ہو انسان جو زمیں پر بار ہے

بہت بہتر یہ ہوا خواہاں تھا خود اس بات کا میں ہوں گا دل و جان سے سخت دشمن ذات کا
ماسوا اس بات کے مشکل لگانا گھات کا اسوجہ سے ہی پاؤں گا میں راہ نجات کا

ہوتا بھجن نہ پریم سے مجھ سے رام کا نہ نام لوں
پریم تو نہ ہو سکے پر دشمنی سے کام لوں

گر پڑے پھل پہ چھری یا پھل چھری پہ گر پڑا دو نو حالت میں نتیجہ مجھکو ملتا ایک سا
اسلئے میں جا کے ان کی استری لاؤں گا موجب ہوگا دشمنی کا اور جھگڑے کی بنا

بھگتی کرنے کا طریقہ یہ بڑا آسان ہے
رام کا دشمن بنوں تو دلکو اطمینان ہے

خیال پختہ دشمنی کا دل میں میرے ہوگیا دوستی سے ہوں سمجھتا دیر سے ملتا صلہ
دشمنی میں دیکھ پڑتا راز مکتی کا چھپا رام پھر ہوں گے دشمن پورا ہوگا مدعا

جب کرینگے مارنے کا مجھکو دلمیں وہ دھیان
شک نہیں اسمیں ذرا ہو مکتی مجھکو بیگمان

وہ پڑا تھا سوچ میں اب ہوگیا تیار وہ کوہ ندی نالے سمندر پھاند ہوا پار وہ
پار پہنچ گئے ملنے کی خاطر چھوڑ کر دربار وہ آ کے پہنچا پاس اسکے مضطرب لاچار وہ

رام ہیں پورن برہم وہ وشنو کا اوتار ہیں | گلت رہے وہ ہیں ان کو سمجھے ہیں آپ بھی
پھیلا فانی بشر سے ٹھیک نہ دشمنی | یہ سمجھ نادان طفل نہ بھول جائیں آپ بھی
وشوامتر لیکے جا بارک تھا کی تنی رام نے | بکھیران کا پھل اور لی دعائیں آپ بھی
جب میں ہو تاڑکا تینوں گئے نہتے دیکھتے | گیہ پھل نہ ہوئے میں جو اہ مری جائیں آپ بھی
یہ سوم جامچایا جبکہ ہم پہنچے وہاں | اور دیکھا بائیں لکشمن رام دائیں آپ بھی
دیکھ مجھکو رام نے چھیڑ تیر پھینکا اسطرح | جا پڑا میں دو کوسوں پر شکست لائیں آپ بھی
تا چینی ہے اب بھی سورت وہ نظر کے سامنے | اسقدر وہ ہیں بہادر خوف کھائیں آپ بھی
ایسا ہے کچھ خوف چھایا ان کا میرے جسم | سہم جاتا ہوں میں تنکا گر ہلائیں آپ بھی
مارڈالا کھ دشمن تاڑکا سبا ہو کر | ذات حق ہے خاص وہ یہ دھیان لگائیں آپ بھی
سوچ لیجئے بات میری اور دیکھیں آنکھ کھول | خواہ مخواہ نہ دیکھ کر یوں زہر کھائیں آپ بھی

راون کا غضبناک ہوکر بولنا ماریچ سے

غصہ جا بدذات کرتا ہے جو ایسی چنیاں | کہاں کا آیا ناصح تیغ کاٹ دوں تیری زبان
میرے دشمن کی بڑائی کہ رہا ہے منہ پہ میرے | بن گوروا پدیش کرتا کر شرم او بدزبان
یہ نصیحت اور پند نہ سود مند میرے لئے | سر تا پا اسمیں ہے ذلت کرتا میری گمان
مجھ سا یودھا سورما ہے کون عالم میں | کانپتے ہیں نام سنکر یہ زمیں اور آسمان
کرتا ہے یہ بدزبانی کھاکے میرا تو نمک | چاہوں تو یہ سر اڑا دوں تیغ سے الگ یہاں

ماریچ کا خوف زدہ ہوکر سوچنا

ہو رہوں خاموش بولوں اب تو نہ اک حرف بھی | جھک پڑے گا تیغ لیکر اب تو میری طرف ہی
اب کروں جو جل حجت یا کروں تکرار بھی | مار ڈالیگا یہ جان سے ہے یہ بدکردار بھی

اس لئے میں رام کے ہاتھوں سے کیوں نہ جل مروں
مفت میں مکتی ملے میں پھر کوتاہی کیوں کروں
ہرن بنکر میں پھروں گا اس جگہ پر کودتا
رام لیکر تیر پیچھے میرے ہونگے مرلا
بیڑا ہو گا پار میرا جب پڑے گی وہ نگاہ
مارا جاؤں ان کے ہاتھوں سکھ ملے پرلوک کا

سوچ کر یہ دل میں اپنے بھیس اُسنے کر لیا
بن گیا تھا ہرن فوراً وہ سنہری رنگ کا
دیکھ راون یہ شکل اسکی ہوا تھا شادمان
پنچبٹی میں دونو پہنچے ہو کے خورسند بیگمان

رام چندر جی کا سیتا جی کو دلی راز سے آگاہ کرنا

بیٹھے تھے پنچ وٹی کی کٹی میں اک دن
اور دور ہوا تھا انہوں کے دل سے غم و سوز
کچھ کند مول لینے کو لچھمن چلے گئے
اور پیچھے رام جانکی اکیلے رہ گئے
موقع یہ پاکے رام نے سیتا کو پھر کہا
راون کے مارنے کا تیاری وقت آگیا
آتش قلب میں میرے ہے یوگ کی بنا
اسی میں کردو قبل کہ اب ہے خوف کا سماں
اس وقت تک نہاں ہے اسمیں تو یاگ کی
جب تک نہ میں جلاؤں لنک کی اڑا دوں خاک
باہر تو صرف صورت عکس ہے عیاں
خطرہ نہیں ہے پھر گر آئے آفت ناگہاں
جانا پڑیگا لنکا میں تمہیں یاں بیشتر
جبھی پہنچو گی تنک میں ہو کام سر بسر
سیتا نے سنی یہ بات تو پرویش کر لیا
پتا نہ لکشمن کو بھی اس بھید کا ملا

سنہری ہرن

ماریچ آیا ہرن بنکر کہ سیتا کی نظر ٹھہرے
نرالا رنگ تھا اس کا نگاہ نہ سیر ہو ٹھہرے

سیتا جی رام چندر جی سے

ہرن یہ ناتھ کیا خوبصورت ہے پیارا بھی
بھرے ہے چوکڑی ہر دم نہ ٹھہرے ایک پل بھر
بناؤں اس کا مرگ آسن کہیں یہ ہاتھ آجائے
ہرن یہ مار کر لائیں نہ بن اسکے جگر ٹھہرے

گئے پھر رام جلدی تیر لیکر ہرن کے پیچھے — ہرن بھی دور جا نکلا وہ دیکھے لوٹ کر ٹھیرے
تعجب وسیانی بھی تھے مشتاق دیکھیں ماجرا کیا — یہ قائم جس کی قدرت سے کھڑے ہیں شش جہت ٹھیرے
وہاں پیچھے ہرن کے آپ بھی پہنچے کمان لیکر — ستی کا دل بھی جنکے چرن کی ہے گرد ٹھیرے
لگا ہے وہ نظر آتا کبھی تھا ہوتا وہ غائب — ہوئی جب دیر موجیں رام دیکھیں کدھر ٹھیرے
سنبھالی رام نے آخر کمان سینہ سپر ہوکر — جو چھوڑے تیر تو گرا وہ ہرن کے سینہ پر ٹھیرے
تھا جسکا نام لبوں پر وہ پکارا نام لچھمن کا — تھا دم نام لیکر رام گذری کہاں غم ٹھیرے
وہ آیا پھر اصل صورت میں اب مر گئے ہم — بجائے ہرن مردہ ہو پڑا خاک پر ٹھیرے
ہوئی الکتی اسے حاصل مرا وہ رام کے ہاتھوں — نے اسیران مردہ جب ان کی نظر ٹھیرے

سیتا لکشمن سے

سنی آواز شور و غل یہ آنسو فشاں نکلے — یہ آئی ہے ندائے رام لچھمن نام ان پر نکلے
وہ بولیں رام تیرا ہے پڑی آفت کوئی آکر — خبر لو جا جلد تم وہاں کیوں آہ و فغاں نکلے

لکشمن جی

جگت کا کام چلتا ہے جنہوں کے اک اشارے پر — انہیں سنکٹ ہو کیسے منہ سے تو آہ و فغان نکلے
فکر یہ دور کردو سب کرو نہ کچھ الم اس کا — ہیں رہتے شادماں ہر دم کبھی وہ حیران نکلے
لاثانی ہیں اجر ہیں وہ امر ہیں بے نقص لافانی — انہیں تکلیف ہو کیسے جو مالک دو جہاں نکلے
گیانی اور دھیانی بھی دھیان رکھتے ہیں سدا جن کا — کریں سیوا دل و جان سے وہ ان کے پاسباں نکلے
ہمیشہ خیال رکھتے ہیں وہ اپنے رام بھگتوں کا — بچالیں وہ عدو سے انہیں جو قدرداں نکلے
کرے راکھشس یہ دھوکا ہی ہے پورا یقین مجھکو — مشاغل ہو برائی کے بدی کا ہی نشاں نکلے
اکیلا چھوڑ کر تم کو کہیں بھی جا نہیں سکتا — حوالے کر گئے ہیں وہ کیا جب یہاں نکلے
وہ پوچھیں حال جب مجھ سے جواب ان کو کیا دونگا — شرم سے ہو رہوں خاموش منہ سے کچھ نہ ہاں نکلے
ہو خفت ایکدم مجھ سے قرار اور یہ صبر دل کا — کھڑا رہونگا مثل مردہ جسم سے گو نہ جاں نکلے

سیتاجی کا کہنا

کریں امداد بھائی کی نہ یہ باتیں بناؤ تم — اکیلی یاں کہوں تنہا تو کیا سیتی جان نکلے
تھا آیا ساتھ اسی خاطر کہ میں لوٹوں نہ والا ہے — نہ پہلی سی ہوئیں آنکھیں وہ گمان تم کو عیاں نکلے
نہ پورا ہو ارادہ یہ تمہارا میں صاف کہتی ہوں اب — اڑانا چاہتے ہو مجھ سے یہ جو وہ عیاں نکلے
ابھی کر دوں فنا خود کو یہ جو رہے دشمن — حیا ہے نہ شرم تم کو ہو لوگ بدگماں نکلے
بہت افسوس ہے مجھکو تمہیں کیوں اس لئے لائے ساتھ وہ — ارادہ کر کے لیا ہی تھے مگر تم شیطان نکلے

لکشمن جی

میں ماں سن حیران باتیں آج کیسی آپ سنائیگی — ناحق الزام یہ تہمت کہاں تک آپ لگائیگی
ادب کرتا ہوں جانکی کے برابر آپ کا ماں ہے — جو کی خدمت کیا بیٹے وہ مٹی میں ملائیگی
کہے الفاظ ناموزوں اپنے نہ بیٹے کا لوں سے — اجل ہوں منتظر تیرا تو کب تک مجھکو آئیگی
مجھے افسوس ہے اس کا یہ باتیں کیوں آپ سنی کر — میں جان قربان کروں آپ پر تو الزام یہ لگائیگی
نہ کچھ الزام ہے مجھ پر مصیبت یہ پڑی آکر — نہ جانوں یہ مصیبت آج کیسے آ ستائیگی
ہوا لاچار تو اک خط میں کھینچوں گرد کٹیا کے — رکھیں گی گر قدم باہر تو آفت اک آئیگی
میں جاتا ہوں کر غمزدہ یاں سے تلاش رام میں نکلوں — وہ لے تقدیر اب ناحق ہمیں در در پھرائیگی

لکشمن کی روانگی اور راون کا آکر فریب کرنا

رام جیسے ہرن کے تھے مارنے کو چلے — لکشمن بھی سن یہ باتیں جانکی سے ہل گئے
دیکھا جب راون نے کہ میدان خالی اب ہوا — وہ بھی لیتا تاک میں تھا اک مدت سے یہ موقعہ
بد نفس لوگوں کی طرح دیکھتا تھا چار سو — کہ کوئی کہیں آ نہ جائے نیکی مراد عدو
سچ ہے یہ بات رتی بھر نہیں اس میں کسر — کام بد کرتے وقت یزداں کا ہو ڈر
وہ تھا اس جگہ پر بھیس سادھو کا بنا — داتا کر دے مہر در پہ آگیا اسنے دی صدا

آئی سیتا جب کٹی سے ہاتھ لیکے کمنڈل
لینا باندھی بھیکھ لو لا سر لئے ہے فضول

خط کھنچا آتا نظر ہے کٹی کے چار سو
بھیکھ لوں گا میں جبھی جب آکے دیگی باہر تو

لکشمن کی بات وہ تب بھول گئی تھی جانکی
پھوٹتی ہے جب قسمت نہ ہو اوسان کی

سیتا نے یہ دل میں جانا سادھو ہے مسکین سا
باہر آئی بھیک دینے تو یہ راون نے کہا

راون جانکی سے

داستاں غم کی بھری تیری نرالی گماں
ہو گیا گھائل یہ سینہ دیکھ کھلوات یہاں

دشت کی جو خاک چھانے تیرے ایسی مہرو
حیف ہے نہ رحم آیا پر غضب ہے آسمان

تیری حالت غمزدہ یہ دیکھ کر میں حیراں ہوا
جل گیا ہے یہ جگر اور چھد گئے تیر و سنان

کر رہی برباد اپنی یہ عمر اور زندگی
اسطرح جو جنگلوں میں ہو آوارہ تم یہاں

تھا مناسب تو محلوں میں ہے جلوہ فروز
عیش اور آرام ہوتا زندگی کو بھی یہاں

سیتا جی

کہا تم ہی آپ سادھو پھر نہ چھیڑیں یہ بیان
جو کہے الفاظ منہ سے یہ دیتی نہیں زباں

سادھوؤں کا یہ نہیں ہوتا وطیرہ گفتگو
بھیک لے کے آشرم کو آپ ہوں جلدی رواں

راون

بھیس سادھو کا کیا ہے میں نہیں کہتا تما
جو اصل ہے روپ میرا وہی کرتا ہوں عیاں

یہ بنا ڈالا بدل اُس عارضی ہے بھیس کو
صورت ہے بھیانک کی اور لال آنکھیں خونفشاں

چہرہ یہ بکرال دیکھا ڈر گئی تھی جانکی
سہم گئی وہ خوف سے تھی کھولی آخر پھر زباں

سیتا جی

(بطرز قوالی)

نفس کے جو ہیں گرویدہ کریں ہیں کار شیطانی
نشے میں چور رہنے سے یہ ہوتی پھر پشیمانی

بظاہر سادھوؤں کا بھیس آ کر تو نے یاں بدلا
کہاں وہ پاک صورت اور کہاں یہ شکل شیطانی

ابھی جو رام آجائیں سزا دیں تجھکو کرکے کی
بھلا شغال کب کرتا ہے شیروں پہ حکمرانی

تعجب ہے کہ ہو کر زاغ دعویٰ ہنس کا کرتا ‏ ‏ تلے نہ ہمسری میں بحر سے دریاؤں کا پانی
اجل تیری تو نزد آئی جو ایسی باتیں ہے کرتا ‏ ‏ دریں بسیار رسم جفا کاری بگو چہ فائدہ دانی

سنی جب بات سیتا کی تو مارا من دل میں شرمایا ‏ ‏ ہے سر سو راستی پر یہ ہی ہیں نقص ایمانی
ہوس دنیا نے دل ہی مجھے بھی خوار کر دی ہے ‏ ‏ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
مگر مجبور ہوں میں اس دل ناداں کے ہاتھوں سے ‏ ‏ نہ سوچے سود یہ اپنا نہ سمجھے اپنی یہ ہانی
چلی جب جانکی واپس کٹی کے تھی ابھی باہر ‏ ‏ لیا سا گر جھٹ اٹھا کندھے چلا وہ نعش شیطانی
وہ لایا پھر اسے واپس کھڑا تھا رتھ کیا جہاں پر ‏ ‏ چلا وہ آسمان کی راہ سوئے لنکا کی جٹھانی

سیتا جی کی آہ زاری

دوہائی ہے میرے ایشور یہ کیا اندھیر چھایا ہے ‏ ‏ کہ اس بلا دسرکش نے مجھے آ ستایا ہے
بسارا کس لئے ناتھ الٰہی نہ سدھ میری کر ‏ ‏ خفا کس پاپ کے بدلے مجھ عاجز کو بھلایا ہے
تمہیں ہو دین دکھیوں کے سہایک ہر عالم میں ‏ ‏ کرو امداد اب آ کر مجھے غم نے ستایا ہے
پیارے لکشمن تجھ پہ لگایا دوش میں ناحق ‏ ‏ یہ اپنی بدکلامی کا مزہ میں نے اٹھایا ہے
یہ ہائے کیکئی تو نے بپتا کی کیا بنا ڈالی ‏ ‏ تری امید بر آئی ستم یہ درد ڈھایا ہے
میں ہوں حیران خبر یہ کون پیارے رام کو دیگا ‏ ‏ کہ ظالم تو نے تنہائی میں کیا اودھم مچایا ہے

راون اور جٹایو کی مٹھ بھیڑ (بطرز دیگر)

رتھ جو راون کا چلا آکاش رستے تھا رواں ‏ ‏ جانکی رنج و محن سے ہو رہی تھی نیم جاں
ہل رہی تھی یہ زمین چکر میں آیا آسماں ‏ ‏ اڑ رہا تھا وہاں جٹایو دیکھ پایا تھا نشاں

سیتا کی آواز آئی رنج و غم کی کان میں
رتھ میں بیٹھی دیکھ سیتا پہنچا وہ اک آن میں

جٹایو راون سے

رام جی کی استری کو تو کیوں لایا چرا — قصاب کی مانند گائے کو کہاں ہے لے جاتا
بے شرم راکھشس تجھے نہ آئی غیرت کچھ حیا — لیتا ہوں تیری خبر میں اب نہ آ تو پھر جا
کر صبر بیٹی میں آیا بند کر آہ فغاں
یہ ختم کرتا ہوں پاپی جانے پائے اب کہاں

راون جٹایو سے

کون ہے تو نام کیا ہے دے مجھے جلد بتا — روکتا ہے راستہ میرا تو آ کیوں خواہ مخواہ
کس لئے ناداں منہ میں موت کے پڑنے لگا — پار کر دوں ابھی کچھ ہوش کر کے آ ذرا
دور ہو ورنہ ابھی سوئے عدم بھیجوں تجھے
مار ڈالوں گا تجھے تو چھیڑتا ہے کیوں مجھے

جٹایو

دیتا ہوں تجھکو ہدایت ہے یہ بہتر مان جا — سیتا جی کو اسجگہ ہی ہے مناسب چھوڑ جا
ورنہ آ کے طیش میں پھر رام کر دینگے فنا — راکھشسوں کا نام تک بھی وہ اڑا دیں گے بتا
اسمیں تیری بہتری ہے بات میری مان لے
بیکے تو ناداں اپنا کر نہ یاں نقصان لے

راون

کب سنوں تیری ہدایت آ کے بک بک نہ لگا — جان بخشی یہ تیری کرتا ہوں دل میں رحم کھا
باز آتا ہی نہیں تو ہٹ پرے اے بے حیا — میں نے جینے دیا تو یہ ہے بھلا تیرا کیا
کیوں ہوا کمبخت میرے در پہ آزار تو
موت کیوں ہے مانگتا ہستی سے ہے بیزار تو
طیش میں آیا جٹایو چونچ سے زخمی کیا — گر پڑا بے ہوش راون صدمہ سے رہی کچھ ہوش نہ

چند منٹوں بعد اسکو ہوش آئی جب ذرا — پیچھے دوڑا تیغ لے تا اس پرندکو دے سزا

کاٹ ڈالے پر تو فوراً وہ زمین پر دھم گرا

ضعف سے تھا ناتواں وہ کھا زخم بے دم گرا

اب رہی نہ تاب راون سے آکے بدھ کرے — اب پڑا فرش زمین پر یہ نیم بسمل آن کے

یہ سمجھ بے جان اسکو اپنا منہ پھیر کے — رتھ چلایا سوئے لنکا ساتھ جانکی کو ہاتھ لے

جانکی تھی بے کسی میں کر رہی آہ و فغان

راستہ میں آکے دیکھا ایک اسنے کوہ گراں

بہت سے بندر تھے بیٹھے اسکی چوٹی پر وہاں — کپڑوں کو پھاڑ پھینکا تب انہوں کے درمیان

تھی غرض گر رام آئیں تو ملے میرا نشان — اسلئے زیور بھی پھینکے ہو یقین نہ رہے گمان

آیا پھر لنکا میں راون جانکی کو ساتھ لے

اشوک نامی باغ میں تو رہے یہ کہہ کے

دیکھتا تھا راجہ اندر چال یہ لنکیش کی — بھیس بدلے کھیر لایا جانکی کے پیش کی

راجہ اندر جانکی جی سے مخاطب ہو کر

دی برہما نے مجھے یہ کھیر خاطر آپ کے — جس کے کھانے سے نہ رہے بن غذا برسوں جیے

آپ کو پھر ہو نہ خواہش کھانے پینے کی ذرا — جب سنا یہ جانکی نے جھٹ اسے کھا لیا

لی ہوئی یہ کھیر ساری جانکی جب کھا چکی — پھر غذا پانی کی اسکو کچھ ضرورت نہ رہی

اس وضع میں رام کا کرنے لگی وہ پھر دھیان — ہرن کے پیچھے تھے دوڑے لیکے جب تیر کمان

طرز قوالی

تلاش جانکی اور جٹایو کا ملنا

ماریچ مرا جب رام کے ہاتھوں طرف کٹی کے تب آگئے نہ تب دیکھا لچھمن کو تو دل میں وہ کچھ گھبرائے

رام چندر جی لکشمن سے

سیتا کو چھوڑ اکیلی چلے یہاں کیلئے آئے ‏ بھول گئے وہ میری بات ذرا خاطر میں نہ کچھ لائے
جنگل ہے یہ خوفناک یاں راکھشس شور مچاتے ہیں ‏ ڈرتے ہیں حیوان بشریاں وہ بچنے نہیں پاتے ہیں
ملے کٹی میں کہاں اب سیتا آہ مجھے کیا سوجھے ‏ کون مصیبت اس سے زیادہ پران پیارا اپنا کھو بیٹھے
بچیں نہیں ہیں یہ پران سیا بن کیسے ہو میرا جینا ‏ غم کھاتا ہوں آٹھ پہر اب خون جگر کا ہو پینا

لکشمن جی

جانکی نے وہ دیئے تھے طعنے سنکر دل یہ گھبرایا ‏ چھوڑ تنہا مجبور ہوا پھر ڈھونڈنے خاطر ان کی آیا
میری خطا نہ کچھ اسمیں ہے ناتھ کہو سچ سن لیجئے ‏ پھوٹ گئی ہے قسمت میری اب ادھر دھیان کیجئے

کٹی کو خالی دیکھکر رام چندر جی کا گھبرانا

رام بھائی کو ہمراہ لیکر آشرم میں آئے جب ‏ پڑی ہوئی تھی یہ کٹیا خالی دیکھ کے گھبرائے
پڑی نہ سیتا نظر وہاں پر کون پتہ ان کا بتلائے ‏ رام کی آنکھوں میں ہوا اندھیرا ہوش ٹھکانے نہ رہے

صبر بھی دل سے ہوا روانہ بیقرار ہو وہ ڈھونڈیں
سیتا ان کو نظر نہ آئی پتہ نشان اب کہاں سے لیں

سینہ میں تھی آگ لگی کچھ ہوش ٹھکانے نہ آیا ‏ سو طرح لکشمن نے ان کو بہت طرح سے سمجھایا
ڈھونڈا سو چار طرف کچھ پتہ نشان نہ ہاتھ آیا ‏ چین ہوا نہ صبر پڑا کچھ ایسی بیکل تھی مایا

آتا اطمینان کہاں وہ مضطر ہو نزار ہوئے
ہوئے پریشان غم کھانے سے زرد وہ لاچار ہوئے

رام چندر کا سیتا کی رنج مفارقت کا اٹھانا

طرز چاندی کی انگوٹھی

آیا جو میں کٹیا میں نشان تیرا نہ پایا ‏ اس رنج نے فرقت نے مجھے آن جلایا

اس چرخ ستمگر نے کیا گل یہ کھلایا — ہر سو میں تجھے ڈھونڈا و لیکن ہاتھ نہ آیا

چرند اور پرند دشت کے ہوئے من میں اُداس

فرقت میں تیری ہوں بیتاب بصد حالِ پریشان

اے دشت کے اشجار یہ تم ہی بتاؤ — ہوا ہے یہ رنج جو مصیبت سے بچاؤ

ٹک دیکھو یہ حالت میری تم آنکھ اٹھاؤ — خاموش کھڑے یونہی کیوں ان کا بتاؤ

سیتا ہے مجھے جان و ہستی سے پیاری

سینے میں چبھا تیر لگی غم کی کٹاری

اس خوبرو کے دانت تھے جوں انار کے دانے — ابرو تھے کماں آنکھیں فریب شک کے نشانے

چلے ہنس کی رفتار لگے پاؤں اٹھانے — لگے شمس و قمر دیکھ یہ سج ہوش بھلانے

یہی اس کی علامات یہی اس کا تھا حلیہ

بازو تھے یہ سونڈ سے ہاتھی کے مشابہ

سیتا تو پیاری اب کہاں چھپ گئی ہے وا — افسوس کیا ہوئی وہ الفت بھی اک بہانہ

بدلی ہے تیری آنکھ تو بدلا ہے زمانہ — نشان و پتا نہ کوئی اب تیرا خویش و بیگانہ

حسرت ہے برستی اب کچھ یاس ہے چھائی

اب کون دلائے مجھے اس دکھ سے رہائی

لکشمن جی رام چندر جی سے

اے ناتھ اگر یں صبر کریں ہوش ٹھکانے — کیوں ہو کے یہ بےصبر لگے آنسو بہانے

سنتا ہے یہاں کون یہ دکھوں کے افسانے — تقدیر گئی پلٹ ستایا ہے زمانے

ہر ایک گھڑی چین سے کٹتی تھی شب و روز

کیا علم تھا پیش آئیگا یہ نالۂ جانسوز

صبر آتا کہاں رام کو آنسو بھی تھے جاری — بے چین تھے دیکھ دشا ساری یہ بھاری
رواں پانی بھی ندیوں کا تھا جوں آنسو ہوں جاری — اس حرص ستمگر نے کی تھی تم خواری

الغرض وہ چلتے ہوئے اک بن پہ آئے
ٹوٹی تھی کماں دیکھی پڑے تیر بھی پائے

کچھ خون کی بوندیں بھی نظر آئیں ہاں پر — کہا رام نے لکشمن سے ہوا دنگا یہاں پر
وہ آگے بڑھے دیکھا پرند ایک وہاں پر — آنکھیں تھا کیے بند وہ اور رام زباں پر

یہ دیکھ دشا رام جلد ہوئے پاس آئے
تھا خون میں لت پت وہ پڑا زمیں پہ گھایل

جٹایو

کھول آنکھیں جٹایو نے سن آواز کو پا کر — کھڑے رام نظر آئے تو وہ بولا چلا کر
راون نے بنا دی ہے مری گت یہ آ کر — گیا چھوڑ مجھے فرش زمیں پہ وہ اٹھا کر

جلاد نے یہ ظلم کیا کر شیطانی
اٹھا لایا عدم حاضری میں آپ کی رانی

کیا شور و فغاں سیتا نے اور لب پہ تھیں آہیں — دلسوز تھا نالہ تو پر آنسو نگاہیں
تھا تاکتا ہادیرسے میں آپ کی راہیں — دیتے ہیں سدا دکھیاں کو بھی پناہیں

تھی خواہش دیدار تو روکا پران کو
لیجاتی اجل مجھکو خدا جانے کہاں کو

ہر وقت اجل کیوں نہ ہو سنجوگ ہمارے — بھٹکتے ہیں رشی منی بھی اس دید کے مارے
بھگتوں کے سدا آپ نے سب کاج سنوارے — کیوں پران تیاگوں میں نہ درشن ہوں سارے

بہتر ہے یہی وقت کہ اب جسم فنا ہو
مکتی بھی ملے آپ مرے پشت پناہ ہو

رام چندر جی جٹایو سے

حاصل ہے کیا تم نے وہ خود درجہ عالی ہیں جس کے لئے در پہ کھڑے رشی سوالی
مکتی تجھے دیتا ہوں میں دنیا سے نرالی خاطر جو مری تو نے یہ جان خطرے میں ڈالی
اس بدلے میں دیتا ہوں تجھے دائمی ٹھکانہ
جس جا پہ مرا لگتا ہے دربار شاہانہ

جب گیدھ کی روح پہنچ گئی عرش بریں تک پھر رام نے وہ لاش رکھی آگ کے اوپر
اس بات سے فارغ ہو چلے آگے قدم بھر اک آئی صدا کانوں میں دیکھیں وہ نظر بھر
تھی اک بنا آن کے گندھرب کی صورت
وہ آن گرا چرنوں میں سب چھوڑ کدورت

گندھرب

اے ناتھ سنیں آپ مری غم کی کہانی یہ شراپ دیا رشی جو درباسا زبانی
دیکھا ہے جبھی آپ کا جلوہ نورانی کیا آپ کا دیدار ہوا فضل رحمانی
کبندھ نام ہے میرا مجھے گندھرب ہیں کہتے
گذرا تھا بہت وقت بھی اس رنج کو سہتے

رام چندر جی

ہشیار سدا رہنا تم اب ہو کے توانا دم لینا اسی جا پہ جہاں تیرا ٹھکانہ
بھولے سے بھی رشیوں کو نہ اب آن ستانا کہیں پھر نہ سراپ ان کے کا تو بن نشانہ
تب رام چلے واں سے تو آ پہنچے وہاں پر
آشرم تھا بنا بھیلنی شبری کا وہاں پر

شبری بھیلنی

طرز آتا ہے یاد رُکے

شبری نامی بھیلنی کے جب آشرم پہ آئے　　وہ دیکھ رام جی کو چرنوں میں چت لگائے
آنکھوں میں پریم کے وہ آنسو اتر کے آئے　　چاہتی تھی وہ کہوں کچھ پر کب زبان ہلائے
آسن بچھا بٹھایا سب چھوڑ من دُہائی
پھر دوڑ کر کے ہاں سے پانی جلد وہ لائی
جنگل سے بیر میٹھے کھانے کو دئے لاکر　　محظوظ ہو گئی وہ دیدار اُن کا پاکر
کھلایا وہ پریم کا پھل پھر رام دل لگاکر　　بولی وہ بھیلنی یوں اپنی زبان ہلاکر
میں کس زبان سے گاؤں یہ استتی تمہاری
ادھم ہوں پاپی بھی عورت بھولی میں گنواری
مجھکو تو بھل سیوا کرنے کی بھی لیاقت　　استت میں کیا کر سکتی ہے [illegible]
جو بھولتے پربھو کو ان کی بڑی حماقت　　ہیں خوش نصیب کرتے جو آپ [illegible]
پائیں منش جنم تو آکر وہ جاپ کرلیں
دامن بھی فیض رحمت سے اپنا وہ بھر لیں۔

رام چندر جی

جو زور ذات دھن کو سمجھے ہیں جھوٹے ناطے　　رٹتے ہیں نام میرا اک لحظہ نہیں بھلاتے
گن اور چھوڑ سب کا اک گن میرا ہی گاتے　　نشچے وہ مجھ سے آکر ہیں پریم بھگتی پاتے
جس میں نہ پریم بھگتی وہ آدمی حیوان ہے
پانی کے بن یہ بادل بھی برستا کہاں ہے
بھگتی یہ دس طرح کی پرسدھ ہے زمانے　　ست سنگ لینے کتھا کو سیوا گورو کی ٹھانے
گائے سے گنوں کو سب چھوڑ کر فسانے　　یہ پریم جب کرے تو پھر نہ غرور مانے

منتر کا جاپ کر لے ویدوں نے جو بتایا
شم دم و شیل ورتی سے دل بھی ہو لگایا

جگت پیادہ میری قدرت کا بھید جانے — پرم بھگت جو میرے انکو اد ہک جانے
راہی یہ ہے رضا پہ کبھی برا نہ مانے — دھوکا فریب چھوڑے ہو نا ر کی جو ٹھانے
کی جس نے ایک بھگتی جنم کو پھر سدھارا
رکھتا ہوں تم سے میں وہ جان سے پیارا

تجھ میں تو ہر طرح کی بھگتی بھری پڑی ہے — تو خوش نصیب پوری اور شبھ بھی گھڑی ہے
درشن کئے جو میرے تو سامنے کھڑی ہے — ہوئی آسان تجھکو منزل بھی جو کڑی ہے
اک اور بات مجھکو جلدی ذرا بتا دے
معلوم حال سیتا گر ہو تو وہ سنا دے

شبری بھیلنی

سیدھے جو پمپا سر کو پربھو یہاں سے جائیں — متنگ رشی کے ہاں پھر جلدی پہنچ جائیں
سپھل کریں ریاضت ان کی جو بیٹھ جائیں — سگریو نام بندر سے دوستی بڑھائیں
لادیں خبر سیا کی وہ ڈھونڈ چار سو ہی
یہ بھید جانتے ہو پھر پوچھتے ہو یونہی

چرنوں پہ سر جھکایا شبری لگی تھی رونے — داغ گناہ لگی جو انکو لگی وہ دھونے
ہو بے فکر آغوش قبر لگی وہ سونے — درشن وہ کرکے پربھو کے لگی تھی پار ہونے
وہ پریم میں جو ڈوبی تو پران تیاگ ڈالے
جسم وہ کر دیا تھا یہ خاک کے حوالے
مزدہ جو رام نے تب اسے تھا دیکھ پایا — ایسی یہ دیکھ بھگتی ان کو خیال آیا

مردہ جسم وہ اس کا پھر آگ کو دکھایا   ایسی یہ دیکھ بھگتی ان کو خیال آیا

گو رام جا رہے تھے دلکو تھی اضطراری
سیتا کی یاد میں تھی لبوں پہ آہ و زاری

فراق سیتا میں رام کی بیقراری

نیرنگہائے قدرت جلوہ دکھا رہے ہیں
پھڑکا رہے ہیں طائر یہ ہجر ستا رہے ہیں

فراق جانکی میں ملا نہ کہیں سہارا   یہ دشت اور کوہ کا لے سو ہے نظارہ
کلول کر رہے ہیں اس دشت کے پرندے   حیوان بھی محبت کرتے ہیں آشکارا
مجھ پہ مذاق خاطر ہنسی وہ کر رہے ہیں   پھرتا جو دیکھتے ہیں مجھکو غموں کا مارا
ہیں بھاگتے ہرن جب تو ہرنیاں بتاتیں   ان سے ڈرو نہ مطلق کہتیں وہ کر اشارا

یہ ڈھونڈنے ہرن کو سونے کے جا رہے ہیں
عقل کے ہیں یہ دانا کیوں خوف کھا رہے ہیں

ہاتھی بھی اپنی مادہ سے سونڈ یوں ہلاتے   ہیں بار بار مجھکو یہ جانور بتاتے
کرتے جدا نہ عورت کیوں غم یہ آ ستاتے   اگلے دھیان علم سے تو جھٹ ہیں بھول جاتے
راجہ کی خواہ ہے خدمت کتنی کرو غلامی   ہوا اک قصور تو یہ جاں کو ہیں کھاتے
ہوا استری سے خواہ ہے کتنا پیار الفت   اعتبار ایک دانا اس پہ نہیں لاتے

راجہ و شاستر یہ قابو کب آ رہے ہیں
بس میں ہے نہ زن بھی لچھمن جتا رہے ہیں

کرتے سفر ہیں ہمکو سماں بسنت آیا   جوبن بہار کا یہ جوش شباب لایا
یہ خوشنما ہے سبزہ یہ پھول کھل رہے ہیں   یہ سبزہ زار کھیتی نے رنگ ہے جمایا

خوشبو بھرے وہ دھیمے باد صبا کے جھونکے درختوں کے ساتھ بلبلیں خیمہ سے گونجایا
کیلے سبز ہیں جھنڈے یہ کام دیوتا کے لے سو رہیں سبھی یہ نہ ایک مجھکو بھایا

بے چین ہیں سپاہی یہ دکھ اٹھا رہے ہیں
رنج و الم یہ آکر دلکو ستا رہے ہیں

پھولوں سے لد رہے شجر جو ہیں پھیلائے ترکش لئے بہادر یہ دیتے ہیں دکھائی
اور دوسرے شجر جو سیدھے کھڑے ہوئے ہیں استادہ ہیں دلاور امنیں نہ کج ادائی
کوئل مانند ہاتھی ہو مست شور کرتی یہ ڈھنگ اپنے شنکھ کے مانند صدا سنائی
مور و چکور پرندے ہیں مختلف یہ گھوڑے تیتر بٹیر گویا پیدل سپاہ بنائی

یہ کام دیوتا کا جلوس لا رہے ہیں
اک آن میں تماشہ نیا دکھا رہے ہیں

بھنورے کنول کے اوپر جو گونج کر رہے ہیں گویا شہنائی طبلہ وہ آکے ہیں بجاتے
ہیں خوشگوار میٹھے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پتوں سے جو گذریں وصل ہیں جوں سناتے
جو فوج دیکھ ایسی ثابت قدم ہیں رہتے وہی مرد بہادر ہیں سورما کہاتے
اس کام دیو کو یہ طاقت ملے عورت سے بچتا ہے کوئی بہادر لاکھوں ہیں ہار جاتے

کام اور کرودھ دونوں معہ لوبھ آ رہے ہیں
اے لکشمن یہ موذی سبکو ستا رہے ہیں

رشیوں کے گیان تپ کو یہ خاک میں ملائیں ۔ یہ تختہ عرش کو اکدم بھی الٹ جائیں
نیموں کی پاٹھ پوجا یہ آگ سے جلائیں ۔ جبکی یہ شان دیکھیں اک آن میں مٹائیں
لالچ کی فوج خواہش دھوکا فریب چالو غصہ کی فوج سمجھو دشنام گر سنائیں
بنائیں جانداروں کو یہ تیر کا نشانہ کل کائنات پر یہ رعب اپنا جمائیں

ہر ایک ان سے نالاں اور خوف کھا رہے ہیں

ہو کر لاچار اِن سے غوغا مچا رہے ہیں

دیوانہ وار باتیں یہ رام کہہ سنائیں — دل رنج سے بھرا تھا اٹھتیں لبوں پہ آہیں
مجذوب کی طرح سے اوپر اٹھی نگاہیں — روتے تھے درد و غم سے اوروں کو بھی رلاتیں

آئے تھے دونو بھائی پھر پمپا پر کنارے
لیکن تھمے نہ آنسو جاری تھے جوں فوارے

تالاب اسجگہ پر اک خوشنما بنا تھا — قدرت دکھا رہی تھی نیرنگ کا تماشہ
تھے پرند چہچہاتے تالاب کے کنارے — پھر رام نے بھی آسن تھا اسجگہ لگایا

اجلا شفاف پانی مانند صاف آئینہ
قمر نظر تھا آتا اسمیں جڑا نگینہ

اِنپر آپ البتہ تھا رام نے نہایا — پانی پیا وہاں کا اور پیاس کو بجھایا
قدرت کے کھیل دیکھو کیا یہ گل کھلایا — یہ ڈالکر مصیبت در در مجھے پھرایا

سنکر رشی منی بھی واں دیکھنے کو آئے
ستے پریم بھگتی کے رام نے بتائے

نارد اور رام جی کی گفتگو

نارد کا سوچنا

رشی منی جب چلے گئے تو نارد واں پر آ نکلے — سوچ ہوا جب رام بیاکل دیکھ کے ہوش رہا نکلے
تشویش ہوئی اور لگا فکر کچھ رنج بھی دل پہ لکھا نکلے — پریم کے مارے دن کریں تو دل سے ہے آہ نکلے

جانکی ان سے جدا ہوئی تو اسی طرح تڑپ رہے
جس حالت میں ہجر کے مارے وقت بیا ہم ہوگئے

بین لئے وہ ہاتھ میں آئے رام کی استت جب گاتے ۔ آ پہنچے پھر اسی جگہ جہاں ہیں پیا برہن تیلاتے
سیس جھکایا چرنوں تک تو رام لگا کر چھاتی سے کشل چھیم پوچھیں جب تو نارد یوں بتلاتے

چاہتا ہوں یہ نام تمہارا ناتھ جگت میں رٹا کرے
دن دونا ہو رات چوگنا اک پل چھین نہ گھٹا کرے

رام چندر جی نارد سے

نارد جی قائل ہوں میں آپ کے شدھ خیالوں کا تو یہ ۔ بدی کا بدلا بدی ملے اور نیکی نیک اعمالوں کا
رٹتے ہیں جو نام میرا کچھ چھوٹا سا اگھر والوں کا ۔ ہر دم رکھتا خیال ہوں اسی لئے ان خوش خصالوں کا

لیکن ان کے کٹتے دھیان میرا وہ اک پل نہیں بسراتے ہیں
پریم سے جن کے ہردے میں وہ نج بھگتی کو پاتے ہیں

نارد جی

پربھو میرے ہو انتر یامی بھولا نہیں ہے وہ ماجرا ۔ شوق چرایا شادی کا جب آپ نے در در بھٹکایا
کرنے دیتے شادی مجھ کو ہرج کیا تھا تمہارا کھویا ۔ بنا ہوا جو کام بگاڑا ملیش آ نہیں بتلایا

پھرتے بھٹکتے میری طرح یہ سر اب لگے تم کو بھاری
سچ کیا وہ بات کہی اب دکھ ہوا اور لاچاری

رام چندر جی

نارد جی سب چھوڑ چھاڑ کے جو مرے ہیں شام و صبح ۔ ہاتھ رکھوں شفقت کا ان پر میں رکھوالی ہوں کرتا
بچہ ہو جو خورد سال وہ آگ سے نہ مطلق ڈرتا ۔ روکتی ہے تقدیر جب سے ماتا دھیان آتش کا جب کرتا

جانے دیتی آگ پاس نہ منع سدا وہ کرتی ہے
جب وہ سیانا ہوتا ہے کچھ پرواہ بھی نہیں کرتی ہے

کسکندھا کانڈ

مہابیر جی کا ملاپ شری رام چندر جی سے

بطرز دادرا

ابھی وہ تھوڑی دور ہی چلے تھے سر بسر کہ رشیہ موک پہاڑ کی چوٹی پڑی نظر
بندر سگریو نام کی یاں بود و باش تھی جو بھاگ آیا تھا وہاں بھائی سے ہار کر
جب رام لکشمن کو دیکھ لیا دور سے چہرے پہ اس کے خوف چھایا تھا آنکر
مشیر ہنومان کو سگریو نے کہا برہمن کا روپ دھار کے لائیں پتہ خبر
بالی نے شاید بھیجے ہوں جاسوس یہ بنا آتے ہیں بیدھڑک وہ اسی طرف بے نظر
اگر ہوا یہ ٹھیک تو بہتر میرے لئے میں اور جگہ جا چھپوں اس جا کو چھوڑ کر
یہ مان کے فرمان ہنومان جی چلے برہمن کا بھیس کر لب پہاڑ سے اُتر کر
ادب سے سر جھکا کے رام جی سے پھر کہا گوری و سانولی صورت کے کون ہیں بشر
آئے جنگل میں آپ کس غرض کے لئے صورت بھی کچھ اداس سی پڑی مجھے نظر
نازک تمہارے ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں نرم اور رہنے والے دشت کے ہوتے ہیں سخت تر
کوئی دیوتا ہو آپ یا کہ نر نارائن ہو تیر و کمان لئے جو پھر رہے ہو بے خطر
یا نر شریر دھار کے اوتار ہے لیا یہ دور کیجئے شبہ پڑا جو آن کر

رام چندر جی

اودھ پوری کے راجہ کے دو کمار ہیں قسمت کے الٹ پھیر میں ہوئے بیزار ہیں

یہ باپ نے حکم دیا بنوں میں تپ کریں
اور چودہ سال کے لئے قدم نہ دان دھریں

ہمراہ لائے تھے جانکی عورت جو خوبرو
راکھش اٹھا کے لے گئے ہیں نکلے وہ عدو

متھلا پوری کے راجہ کی دختر وہ نیک پاک
ہم ڈھونڈتے ہیں دلوانے عرش سے تا خاک

ہے نام ان کا لکشمن ہمارا رام ہے
سنائیں حال آپ بھی کیا ہم سے کام ہے

ہنومان جی

پہچان رام کو دیا چرنوں پہ سر جھکا
کچھ پریم کے آنند میں سدھ بدھ رہی ذرا

کچھ ایسے مست محو ہوا آنند میں مگن
جب آئی ہوش کر کے نمن بولے وہ یہ سخن

کچھ ہوا نہ ہرج جو نام پوچھا آپ کا
چنچل و موڑھ میں مرا ہوا ہوں پاپ کا

پھر آپ کی مایا کے بھرم میں ہوں پڑا
بھجن گیان بھگتی سے میرا نہ واسطہ

مایا کا جال ہے بڑا بھاری بھی اور کٹھن
بن آپ کی کرپا کے نہیں چھوٹتا یہ من

کئے سوال آپ نے جیسے کریں بشر
کیا آپ بھول گئے ہیں اس سیوک کو سر بسر

سوامی کو بھول جاتا ہے سیوک تو پر خطا
مالک و لیک بھولتا نہیں اسے ذرا

بچہ تو بھول جاتا ہے ماتا سے بے خبر
لیکن شفیق ماں رکھے ہے مہر کی نظر

اتنا کہا تو رام کے چرنوں پہ سر رکھا
پھر رام نے پکڑ کے سینے سے لگا لیا

رام چندر جی

لکشمن سمان ہیں رکھوں تمکو پیار سے
محظوظ ہو گیا ہوں میں تیرے دیدار سے

دھیان رکھے جو میرا کرے رات دن بھجن
ہونے نہیں دیتا ہوں میں اسے رنجیدہ من

جس روپ میں دھیان میرا کرے ہے یہ بشر
میں بھی اسی دھیان میں آتا اسے نظر

الفت سے رکھوں میں تجھے کروں یہ کرم
کر دیو دور شک و شبہ پڑا ہے جو بھرم

ہنومان جی

سگریو نام رہتا ہے بندر پہاڑ پر — کیا ترک بھائی کو ہے تھوڑے لگاڑ پر
بندر سبھی مطیع ہیں وہ بنا سپہ سالار — پر اس وقت ہے خوف کچھ اسے ذرا آزار
کیجے اسی سے دوستی سیوک ہے آپ کا — خواہاں وہ ہوگا دل سے آپکے ملاپ کا
جب آپ کے پریم کی دولت کو پائیگا — بے خوف ہو سیتا کا کھوج وہ لگائیگا
ڈھونڈیگا دل وجان سے کرے وہ جستجو — بھیجے تلاش میں وہ بندروں کو چار سو

رام چندر جی

منظور ہے سبھی یہ مجھے آپ کا کلام — نیکوں کا جب ملاپ ہو تو نیک ہو انجام
جب رام خواہشمند ہوئے یہ مان کے رضا — بٹھا کے پیٹھ پہ انہیں بجرنگ لے چلا
پھر رام لکشمن کو لایا وہ پہاڑ پر — چڑھا کے پیٹھ پہ انہیں پھلانگ مارکر

سگریو کا دیکھکر سوچنا — طرز قوالی

ہوا سگریو حیرت میں یہ کیا کرتار کرتے ہیں — ہنومان دیکھیے اب آ کیا اظہار کرتے ہیں
اٹھائے انکو کندھوں پہ چلے آتے ہیں وہ جلدی — سیوک ان سے کیا ایسا جو واقف کار رکھتے ہیں
خوشی میں آ کے پھر کودا سمجھ کے آشنا اپنا — جھکایا سر کو چرنوں پہ جو استغفار کرتے ہیں
پکڑ سگریو کا بازو لگایا رام چھاتی سے — ہوئے دلشاد وہ دل میں جو استفسار کرتے ہیں
پڑا تھا شک ابھی باقی ہوا نہ دور وہ دل سے — ابھی یہ غور دل میں وہ کچھ ہو لاچار کرتے ہیں
کہا بجرنگ نے انکو یہ مفصل حال جو دیکھا — یہی ہیں رام لکشمن جو جگت سے پار کرتے ہیں
بنائی دوستی اونکی تھا ضامن آگ کو دیکر — جو ہوں گے دل نثار انپہ یہ کب انکار کرتے ہیں

سگریو رام چندر سے

یہ نکلے پریم کے آنسو عیاں جو پنہاں تھے ان میں جانکی کو جب تو پھر رنج گیا کیونکر
ہوا موقع تھا اک دن میں بیٹھا تھا اسی پر سے وزیر دل نے بتایا تھا عرش پر یہ فغاں کیونکر
لبوں عرش جوں بڑھا نظر مجھکو یہ آتا تھا
کرا کوش ہے کوئی بجا رتھ کو جو چلاتا تھا
تھی رتھ میں ایک عورت بھی لبوں پہ آہ و نالے تھے ہوئے معلوم دردانگیز جو انسے نکالے تھے
ہمیں یاں دیکھنے چند کپڑے پھینک ڈالے تھے وہ ہیں موجود ابتک پاس لیکر جو سنبھالے تھے
وہ ہائے رام کہتی تھی نہ اک پل چین لیتی تھی
وہ سیتا تھی صدائے رام جو ہر آن کہتی تھی

رام چندر جی

میں دیکھوں لاؤ جو وہ خواہش دل کو ہے یہ بھاری۔ یہ سن لے آئے سگریو کپڑے نرم اکناری
لئے وہ رام نے پہچان آنسو بھی ہوئے جاری۔ بتایا پھر ظالم یہ جور ظالم نے کیا بھاری
کہا سگریو نے دل میں رکھیں تسکین و اطمینان
کروں خدمت دل و جان سے جبتک جا نہیں ہے جان

رام چندر جی

یہ بگڑا ہے مقدر اب وطن بگڑا سخن بگڑا پھرایا دربدر مجھکو جبھی یہ چرخ کہن بگڑا
وہ جب سے دلربا صورت نظر سے ہوگئی اوجھل خزاں آئی گلستاں میں تبھی سے یہ چمن بگڑا
یہ زیور اور کپڑے بھی جو دیکھے تو ہوا گھائل ہوئی حالت دگرگوں یہ جبھی سرو سمن بگڑا
وطن سے نکل آئے ہم جنگل کی خاک چھانی تھی میں تھا سرشار الفت میں پر اب لطف سخن بگڑا
نہاں صورت ہوئی نہ دی پڑا رنج و محن آکر یہ دن بگڑے وطن بگڑا طبع بگڑی یہ تن بگڑا

رام چندر جی لکشمن سے

لبطرز — ایسی تمنائیں مرمٹے ہیں +

اے بھائی لچھمن دھیان لگا کر تو آگے بڑھ کے پہچان یہ زیور سگریو لایا ہے جو اٹھا کر ہیں بچ رکھے سیتا نے زیور
جڑاؤ پھنگی ہار کنٹھے یہ بازو بند اور پازیب توڑے کلیجہ چھلنی کیا چھلے نے اڑائے تیر کے اوسان زیور
ہے عار سی سے بھی عار مجھکو کرینگے بیچھو خوار مجھکو ہوا یہ چوڑی سے چور دل بھی مچا یہ ایسا لا بطوفان زیور

لکشمن جی

جو سچ پوچھو تو ہوں واقف پہچان لو ر تبلاؤں کیونکر یہ سر گلے کے پڑے جو زیور میں حال ان کا بتلاؤں کیونکر
نہ چہرہ دیکھا ہے میں عمر بھر میں جانوں سیتا کو پاس جا کر نگاہ نیچے رہی ہر اک بار میں اسکو اوپر اٹھاؤں کیونکر
پاؤں کا زیور جو دیکھ پایا تو غور کر کے بھی میں بتاتا ہوں جو چرنوں پہ سر جھکاتا نظر میں آئے بڑھاؤں کیونکر

رام چندر جی

پازیب جو یہ پڑی ہے دے اٹھا کے اسکو ذرا بتا دے نہ تجھ بھی پیارے ہٹا دے میں دیکھ ہو کے حیران زیور

لکشمن جی

ضرور سیتا جی کا ہے گہنا ہے دیکھا میں نے پہنا پاؤں میں ۔ یہ دیکھ رنج و غم بھی سہنا ہوا ہے کرنا دل کمال زیور

سگریو رام چندر جی سے

یہ مجھ سے بن پڑے جیسے میں سیتا کو ملا دونگا ۔ یہ وعدہ جو کیا ہے اب وہ پورا کر دکھاؤں گا

رام چندر جی

کہو گے جو مجھے وشواس پورا کر دکھاؤ تم ۔ ہو خود بھی مضطرب تو ہو موجب جو بتاؤ تم

سگریو

یہ اپنی داستان غم کی اے ناتھ اب کیا سناؤں ۔ ہوا ہے ظلم جو مجھ پہ شروع سے وہ بتاؤں میں

ہیں بالی اور میں دونوں حقیقی بھائی آپس میں　　تھا پہلے پریم دونوں میں گو اب نہ دیکھ پاؤں میں
مایاوی پسر دُندُبی کا ایک دن آیا تھا لڑنے کو　　وہ در پہ آکے چاہتا تھا کہ دستک بجاؤں میں
صدا یہ سن کے بالی بھی مکاں سے باہر آنکلا　　خیال آیا میرے دل میں بھائی کے ساتھ جاؤں میں
مایاوی ڈر گیا دل میں شکل کو دیکھ بالی کی　　وہ بھاگا دیکھ بالی نے کہا پیچھے کو جاؤں میں
چھپا وہ پہاڑ میں جاکر تو بالی نے کہا مجھ سے　　کہ دو ہفتہ تلک ٹھہرو یہاں جب تک نہ آؤں میں
سمجھ لینا مجھے مردہ نہ اتنی دیر گر آیا　　نہ آیا وہ مہینہ تک فکر سے پھر لگاؤں میں
مہینہ دن گذر نیر وہاں سے خون یہ نکلا　　میں سمجھا مر گیا بالی قدم پیچھے ہٹاؤں میں
اب آکر وہ جلد راکشش یہ ابھی دم نکالیگا　　خیال آیا کہ منہ پہ غار کے پتھر لگاؤں میں
خبر بھائی کے مرنے کی سنا دی وان سے آکے ہی　　کہا یہ بھی لکھی تقدیر کو کیسے مٹاؤں میں
بٹھایا تھا وزیروں نے تخت پہ زبردستی سے　　دیا یہ مشورہ مجھکو کہ راجہ اب کہلاؤں میں
پھر راکشش کو مار بالی چند دنوں پیچھے　　ہوا یہ دیکھ غم مجھکو کہیں مارا نہ جاؤں میں
نظر تو نہیں پڑی مجھ پر خبر لی خوب میری تھی - یہ سوچا میں اجل کو دیکھ کہیں بھاگ جاؤں میں
رشی نے بد دعا دی تھی نہ بالی یاں ہے آسکتا　　اگر یاں آجائے گا وہ مریگا کہ سناؤں میں
یہی ہے مختصر قصہ مرے یاں آکے رہنے کا　　گو بالی آ نہیں سکتا مگر یاں خوف کھاؤں میں

رام چندر جی

بہت مغموم ہوا ہوں میں سنکر داستاں تیری - برادر نہ وہ ہے جلاد کی جو کی شان تیری
جو عورت چھین لی تیری گناہ اُسنے کیا ہے - کیا نہ کچھ اثر اُسپہ چشم خونفشاں تیری
لگا کے تیر ہستی کو فنا کر دونگا بالی کو - رہے نہ تا شکر بھی میرے یہ سکھ بات تیری
لگیگا تیر میرا جب پناہ اسکو نہیں ہوگی　　نہ پھر شکوہ زباں پر لائے جان ناتواں تیری
گناہ ہے یہ بڑا بھاری نہ دوست کی مدد کرنا　　کروں امداد ہر حیلہ میں بنکے پاسباں تیری

سگریو

سناؤں نام ہے بالی بھی مہابلوان دنیا میں ہیں یودھا خوف کھاتے سب ہے اسکی شان دنیا میں
دکھا دیں کاٹ کر جو درخت تیروں کے لگانے سے ہو مجھکو بھی یقین کہ آپ ہیں بلوان دنیا میں

اٹھے پھر رام لیکر تیر ہاتھوں میں کمان نکلے نشانہ کر دکھایا پھر تبھی وہم و گمان نکلے
ہوئی سگریو کو ڈھارس سے دیکھا تو یقین آیا گرا قدموں پہ خوش ہو کر سگریو کے دھیان نکلے

سگریو

سمجھ میں ناتھ اب آیا لاثانی ہو شجاعت میں مقابل آئے گر بالی تو سمجھے اسکے ان نکلے
یہ الفت چھوڑ سب کی اب کروں میں آپ کی بھگتی نہیں اب شک ہے ملیں ہو میرے مہربان نکلے
مبارک اب ہو مجھکو یہ بالی کا ستانا رہے ہی نہ کر یاد دشمنی گردہ تو گھر سے کب ہی ان نکلے
ہوئے ہو مہربان جسکہ کرو اک مہربانی یہ کرو ان جو آپ کی بھگتی نہ دشمن کا دھیان نکلے

رام چندر جی

نہ ہوگی بات جھوٹی یہ کبھی جو کر دکھاؤں میں شر ان جو آ پڑے سر پر ہی پھر آشفتہ کمان نکلے

رامچندر جی کا سگریو کو کہنا

دوست اب تم جا کہو بالی کو یوں للکار کر آیا ہوں لڑنے کی خاطر آ تو مجھپہ وار کر
میں رہوں گا پیچھے تیرے اور رکھونگا دھیان اب نشانہ میں بناؤں گا اسے اقرار کر

سگریو بالی سے

آیا ہوں لڑنے کی خاطر اب تو گھر سے باہر آ دیکھ لے تو ہاتھ میرے آکے تو اعتبار کر

بالی

سر میں تیرے کیا سمایا یہ گرا اور یہ غرور چور کر دونگا تجھے کچھ شرم بد کردار کر

تارا کا بالی کو سمجھانا

میں سمجھاتی ہوں آپ کی یہ مان لیں میری التجا — خواہ مخواہ نہ جنگ چھیڑیں خود کو بھی بیزار کر
یہ بغض کینہ نکالیں اور حوالے حق کریں — رام جی ہیں اس کے پیچھے آیا جو للکار کر

بالی تارا سے

جانتا ہوں رام جی کو میں نہیں غافل ذرا — کیوں مجھے بزدل بنانا چاہتی ہے خوف کھا
موت ہے جو ان کے ہاتھوں تو مرا نہ کچھ زیاں — ان کے ہاتھوں جو مرو تم راہ ملے نجات کا

بالی سگریو سے

تیری لیتا ہوں خبر ایک پل میں وار کر — اور دیکھوں گا میں اسکو بھیجا جس ہوشیار کر
جو رہا خاموش تو یہ سر مرے پہ آ چڑھا — پھینک دوں گا اب یہیں یہ تیری مٹی خوار کر

یہ کہا اور جھپٹا بجلی کی طرح وہ کڑکتا — چاروں شانے چت گرایا گھونسے اسکو مار کر
جب نہ اسی ہوش آئی جان بچائی بھاگ کر — رام کو یہ کہہ سنایا جل کے یہ اظہار کر

سگریو رام چندر جی سے

مجھ میں تھی طاقت کہاں بالی کا کرتا سامنا۔ آپ نے بھیجا مجھے میں واں سے آیا ہار کر
ایک گھونسہ سر میں مارا ایک چھاتی میں لگا — گر پڑا بے ہوش وانہ ہوش اپنی مار کر
بھاگ آیا واں سے جلدی ہوش آئی جب ذرا — ورنہ اپنی جان گنواتا شک نہ کچھ زنہار کر
ماریں لاتیں اور گھونسے ہوش میری دی بھلا — بھاگ آیا واں سے جلدی تیز یہ رفتار کر

رام چندر جی

صورتیں تھیں ایک جیسی پڑ گیا تھا یہ بھرم — ورنہ اس کی جان لیتا دیدہ خونبار کر
ہار پھولوں کا گلے میں اب تیرے ہوں ڈالتا — تا رہے پہچان تیری دور سب افکار کر
بھیجتا ہوں پھر دوبارہ جا تو لڑنے کیلئے — اور دلمیں تم تسلی دور سب آزار کر

اب جو لڑنے کیلئے میدان میں آئیگا ۔ بھیجدوں سوئے عدم کو تیر کا میں وار کر

سگریو کا جاکر بالی کو للکارنا

آ دکھا تو اب شجاعت گھر میں کیوں ہے گھسا ۔ میں کھڑا ہوں سامنے تو ہوش کر کے باہر آ

بالی

آ یہاں پھر مار کھا کر جائے یاں سے بھاگتا ۔ زندہ چھوڑوں گا نہ اب کے ہوش دونگا سب بھلا

سگریو

دکھ دیا بیٹھے بٹھائے مجھے بے تقصیر کو ۔ آج نہیں ہے خیر تیری کوسے پھر تقدیر کو

سنکے اتنی بات دونو لڑ پڑے آکر میں ۔ آواز غوغا شور و غل کی دی سنائی کانمیں
تیر پھینکا رام نے جب وہ بڑے گھمسان میں ۔ آ چبھا چھاتی پہ بالی کی گرا آکر میں
پھر اٹھا جب ہوش آئی تو کیا ہے دیکھتا ۔ سامنے ہے رام ہاتھوں میں دھنش لئے کھڑا

بالی رامجی سے

میری اور سگریو کی تو دیرسے تھی دشمنی ۔ آپ نے کیوں تیر مارا بے گناہ کی جان لی
آپ نے اوتار لیا دھرم رکھشا کیلئے ۔ پھر کس عوض میں آپ نے بدلے یہ مجھکو دیئے
سگریو کو اپنا سمجھا اور مجھکو دشمن بناکر ۔ آلگایا تیر چھاتی پہ مری تم تان کر
کونسا اپرادھ ہوا جسکی ملی ہے یہ سزا ۔ میری ہستی کو مٹھایا آج کیوں بے وجہ

رام چندر جی

اسوقت حالت نزع میں بھیاں تجھکو آگئے ۔ دھرم کی باتوں میں تم ہو سخت دھوکا کھا گئے
پہلے سوچا نہ ذرا مطلب رکھا کام سے ۔ باندھ لی آنکھ پہ رہے بے خبر انجام سے
اپنی ہو بھین یا چھوٹے بھائی کی استری ۔ بہو پسر کی اور دختر ہیں جاندوں ایک سی

رام چندر جی کا لکشمن سے کہنا

لکشمن میرے برادر کام اتنا کیجئے — جا کے اب سگریو کو جلدی حکومت دیجئے
طے ہوا اب کام سب نہ کچھ تساہل کیجئے — انگد پر جو بالی کا پسر دا سکے کیجئے

ہے قسم یہ پاؤں بستی کو اٹھانے کیلئے ۔ اسلئے ہے عار مجھکو واں پہ جانے کیلئے

لکشمن جی

یہ حکم جو آپ کا سر ماتھے پہ لاؤں بجا — آپ مالک ہیں جب تک ہے لب تو عذر یہ ہو سکا
آپکے چرنوں میں ہے دھیان میرا سدا ۔ خادم ہوں میں آپکا اور جان و دل سے ہوں فدا

سر جھکایا رام کو پھر لکشمن ہوئے رواں
سگریو کو دی راجدھانی اپنے ہاتھوں جا وہاں

راج ملنے کی خوشی میں سب ہی گانے لگے ۔ غم وہ پہلا بھول کے سب آشنا آنے لگے
مطربوں نے ساز چھیڑا راگ نئے گانے لگے ۔ اور لکشمن ہو کے فارغ واپس اب آنے لگے

یہ کہا سگریو کو ہے موسم اب برسات کا
حل ہونا اسوقت میں مشکل ہے حالات کا

دنیاداروں کا وطیرۂ زندگی

اس دنیا کے بشر سبھی مطلب کی بات چلاتے ہیں
جب مطلب ہو پورا ان کا صاف جدا ہو جاتے ہیں
مطلب کا ہے خویش قبیلہ خواہر برادر دوست اغیار ۔ مطلب کی خاطر ہیں کہتے لیکن بیشرم ہیں گفتار

جبتک غرض پوری ہو انکی محبت کے بہانے ۔ بات نہ پوچھیں اسکی ہر گز جو مفلس بنا ہو اگر
دشمن ہوا انکے ہوا ایسے وہ تو سر پیزار لگاتے ہیں
اس دنیا کے بشر سبھی مطلب کی بات بتلاتے ہیں

محبت کا متوالا ان کی ہر دم پایل پڑتا ہے ۔ لالچ کے پھندے میں گر کر خوف وہ نہ کرتا ہے گناہ سے
پاپ کرم سے یا جو ڈرے ایشور سے نڈر رہتا ہے ۔ مکر ریا سے دولت لا کر ان کی ڈھیر دھرتا ہے
الفت کا وہ دام پھیلا کر مال لوٹ کر کھاتے ہیں

بھول کے بھی وہ راہ نہ دیکھے مسجد کا یا مندر کا ۔ آتا نظر ہر شخص لشتوں کی وہ بار بجاتے بندر کا
باہر کی یہ خبر نہ رکھتا ہوش نہ رکھتا اندر کا ۔ سبھی بجاتے حرص کی ڈفلی بنا کے بھیس قلندر کا
احمق بن نادان سبھی مطلب کی پرستش کرتے ہیں

بلا غرض نہ کوئی کسی کا مونس و غمخوار نہیں ۔ طمع حرص کے بندے سبھی اور بن مطلب کا یار نہیں
بلا غرض نہ پریم کسی کا بلا ضرورت پیار نہیں ۔ فائدہ کے بن کام کا رشتہ کوئی بنے دلدار نہیں
پاجی اپنا دان سمجھ وہ ہنستے خوش ہو جاتے ہیں
اس دنیا کے بشر سبھی مطلب کی بات بتلاتے ہیں

ہو چکا جب مطلب اس سے نظروں میں وہ گرنے لگے ۔ بات کرے خواہ کتنی میٹھی پھیکی وہ گفتار لگے
کریں حقارت صورت سے پھر کہیں شکل بیمار لگے ۔ یا ہے شودر اچھوت کوئی ہاتھ لگاتے عار لگے
نیکی خواہ کتنی کر ڈالو بھول سبھی وہ جاتے ہیں

پہنتے ہیں یہ طوق غلامی سر پہ جبھی جب ہوس ہوا سوار مگر کیسے ہزاروں کر احسان بتا دینے دکھ
چھیڑ کی طعنہ گھر کی گالی تو اسکی نہ پرواہ ۔ لو لاکھ ہزار تلک بھی رو لیتے خاطر حرص ادا
ہوا نہ حاصل مطلب تو قسمت پہ دوش لگاتے ہیں
اس دنیا کے بشر سبھی مطلب کی بات بتلاتے ہیں

موسم برسات کے قدرتی نظاروں سے سبق

رام لچھمن نے بنایا دامن کوہ جھونپڑا — لیں پناہ تا اسجگہ موسم ہے برسات کا
اسجگہ بھگوان کا جب آکے ڈیرہ ہوگیا — ہر طرف کو نور پھیلا دور اندھیرا ہوگیا
موسم برسات میں کوئی آس تھا نہ پاس تھا — مونس غمخوار نہ تھا اک لچھمن پاس تھا
لچھمن کو دیکھتے جب غمگیں سا — مختلف اقسام کی وہ پھر سناتے تھے کتھا

موسم برسات کی نسبت

آسمان پہ ایکدن کالی گھٹا تھی چھا گئی — بادلوں کی گرج کانوں میں سنانے لگی
رام منظر دیکھ کے یہ خوش نظر آنے لگے — لچھمن کو اسطرح وہ بیٹھ سمجھانے لگے

رام چندر جی لچھمن سے

مور بھی جب دیکھتا ہے آکے کالی یہ گھٹا — اسطرح مستی میں آکے خود بخود ہے ناچتا
جسطرح کوئی گرہستی سنکے سادھو کا سخن — اور پا دیدار ان کا بیخودی میں ہو مگن
آسمان پر چھا گئی ہے بادلوں کی یہ گھٹا — بن پیا کے دل مرا یہ مضطرب ہے تڑپتا
غائب ہوتی ہے یہ بجلی یوں چمک کر خوشنما — جسطرح بے کم ظرف کے پیار کو ہوتا زوال
اسطرح ہوتی ہے غائب ٹک کہا کہ وہ خوشی کی سدھ — ڈھونڈو خواہ کسقدر وہ ہاتھ نہیں آتی
اسطرح سے گر رہا ہے آب بادل کا پیارے — چشم عاشق سے جدائی میں ہو جیسے آنسو رواں
نالہ ندی سب بھر گئے پانی کی کچھ مقدار سے — جسطرح کم ظرف زر کو پا ہیں لو دے
ہوگیا گندا وہ پانی بادلوں کا جو گرا — جیو مایا ساتھ ملکر جوں گنا فتنے بھرا
مل ملا کر بہہ رہا ہے آب بادل کا یہاں — بھر رہے تالاب کالے ہو رہے ہیں گماں
منکشف یہ ہے عیاں سب گتیں اتفاق کی — عادتیں آتی بشر میں جو بھریں اخلاق کی

بھول گیا سگریو تو بالکل کیا بھروا اور قول کا۔ راج کا اسکو چڑھا نشہ وہ غفلت میں پڑا ہوا
بھولگیا نہ یاد رہی تو اسی تیر سے کروں فنا۔ جسنے بالی کو لگنے سے وہ اسکا تھا پریکیا

بات یہ سنی جب لکھمن نے تو وہ غضب سے پر غضب ہوا
آنکھیں ہو گئیں سرخ انگارا جوں نکلے ہے یہ شعلہ

جبھی تھا دیکھا طیش میں انکو او طرح سے سمجھایا۔ رام نے انکو دیا دلاسہ اور یہ ملکے سے سمجھایا
روا نہیں سگریو پہ کرنا ظلم وہ دوست کہلایا ہے۔ ایسے کہیں خو دجائیں وہ اپنے دھیان کو نہ آیا

سنا حکم جب لکھمن نے بڑے بھائی کا سمجھیا ان
ہوئے روانہ کسکندھا پور ہاتھ میں لیکے تیر کمان

سگریو کو پیغام زبانی لکشمن جی — طرز چاندی کی انگوٹھی

سگریو کو دیکھا کہ وہ ہے عیش میں سرشار — تب بولے ہنومان یہ نرم سی گرگفتار
گئے بھول وہ وعدہ جو کیا رام سے پہلے — ہے حال یہ غفلت کا جو مستی سے ہو سرشار
کیا حق رفاقت کا ادا رام نے پورا — ہوا نیست و نابود بالی سا ستمگار
جس بات کے خواہاں تھے بر لائے تمنا — اس حسن سلوک کا دیا بدلہ نہ سردار
یوں بیٹھ رہو حال تمہارا ہو دگرگوں — بے خوف یہی ہو نہ کہیں رنج اور افکار

سگریو

کچھ ہوش رہی نہ مجھکو سن اے سب غمخوار۔ اس عیش کے سامان نے کر دیا ہے لاچار
ہوں خود بھی ہراساں یہ نہیں عقل ٹھکانے۔ غافل ہوں پڑا عیش میں ہوں اس سے شرمسار
بھیجوں کی سپاہ پس دے حکم اسکو شاد و — سیتا کی کریں کھوج جلد جائے ہوشیار
تعمیل حکم کر دی ہنومان نے فوراً — کرو جلد سیا کھوج کی تم چھوڑ کے گھر بار

جیسے خوف نہ ہو اس کا بھگوان ہمیں ہو — یا ہوں گے بھگت جن کے نگہبان ہمیں ہو

رام چندر جی سگریو سے

کریں فکر نہ اسباب کا اور ہوں نہ پریشان — سیتا کی کریں ڈھونڈ لیں اس کا درمان
کریں کھوج جلد اب تو یہ ہے وقت بھی کٹھن - اب ہو گا توقف تو ضرور ہو گا یہ نقصان

لشکر جو بنا میموں کا وہ جلد بلایا — سگریو حکم تب یہ جلد ان کو سنایا
تم لوگ جلد جا کے پتا سیتا کا لاؤ — یہ وقت بڑا قیمتی ضائع نہ گنواؤ
نمسکار وہ کر جلدی ہوئے واں سے روانہ — تا کھوج کریں بحر و بر پر چھوڑ گھرانہ
پھر انگد و جامونت ہنومان بلائے — سگریو حکم دیا انہیں جبکہ وہ آئے
تم سوئے دکن جا کے پتہ کھوج لگانا — سیتا کی خبر لیکے جلد یاں پہ ہے آنا
جب جانے کی خاطر وہ جلد ہوئے تھے تیار — اور سر کو جھکائے کے ہوئے دل سے طلبگار
مہابیر نے جب دھیان سوئے دشت لگایا — تب رام اشارے سے انہیں پاس بلایا
انگشتری جو ہاتھ پہ بھگوان تھے پہنے — دیکر وہ مہابیر کو منہ سے لگے کہنے
انگوٹھی دکھا سیتا کو تسکین دلانا — یہ کام کر انجام جلد لوٹ تم آنا

اچھلے تھے ہنومان جی آکر وہ خوشی سے — بھگوان کرم کیا لیا کام جو مجھ سے
بھگوان نے کر مہر مجھے ممد بنا لیا — دیکر جو انگوٹھی مجھے قاصد ہے بنایا
ہوا سپھل جنم اب تو میرے مہربان آقا — پھر واں سے روانہ ہوئے کر انکو نمسکار

تلاشِ جانکی

ہوئی خواہش سپاہ کو جب خبر سیتا کے لانیکی ۔ ہوئی خواہش سر دشمن کو ہاتھ سے اڑانیکی
سوئے جنگل نکل آئے گرد صحرا کی چھانی بھی ۔ مگر نہ کچھ پتا پایا خبر نہ کہیں ٹھکانے کی
کہیں راکھشش بھی ملتے تھے تو لوٹ جنگ کی آتی ۔ ضرورت ان پڑتی تھی انہیں شستر اٹھانیکی
کچھ حکمت اور پھرتی سے کیا یہ کام راون نے ۔ کسی کو بھی خبر ہوئی نہ سیتا کے چرانیکی
بنوں میں جو رشی ملتے پتہ نہ کچھ وہ دے سکتے ۔ خبر نہ کچھ تھے سن پائے کچھ ایسی انسانکی
وہاں سے جستجو کرتے پھر آئے ایک میدان میں ۔ نہ ڈھونڈے سے خبر ملتی نشان پانی کے پانیکی
پریشاں ہوگئے لاچار بھوک اور پیاس سے آکر ۔ یہ حالت دیکھ کی نیت ہنومان کہیں جانیکی
نہ ہوگا کام ٹھگوں کا جو یہ بے موت جائیں ۔ اگر نہ جنہیں ہاتھ آئی انہیں پینے یا کھانیکی
یہ سوچا غور کر کے جب پڑھے وہ جا کے ٹیلے پہ ۔ ہوئی یہ جب نظر ڈھونڈنے سے چھوڑنیکی
نظر آئے انہیں طائر جو اڑتے دور تھوڑی پر ۔ ہوئی جرأت اتر ٹیلے سے ٹاپس کے بند ہو جانیکی
وہ لیکے ساتھ سب کو پھر اسی جا پیچھے جا پہنچے ۔ ہوئی تسکین جگہ پائی وہاں آرام پانیکی

بطرز نیوا

مندر تھا بیچ باغ کے عمدہ بنا ہوا ۔ رواں پانی کے چشمے بھی تھے واں جابجا
اشجار پھول پھل سے تھے سبھی لدے ہوئے ۔ شاخوں پہ جن کی خوش الحان طائر تھے بولتے
مندر میں ایک عورت تھی بہت نیک پاک ۔ مشہور تھی جہاں میں لیے عرش سے تا خاک
دیکھا تھا بندروں کو تو سوال یہ کیا ۔ موجب تمہارے آنے کا ہے اسطرح یہ کیا
تب بندروں نے کہدیا قصہ وہ داستان ۔ سیتا کی کھوج لینے کو ہم آرہے یہاں
یونہی سنا تو کہدیا کرو نہ کچھ فکر ۔ کھاؤ یہ پھل پھول تم چاہو جس قدر
میں خود جلد ہی رام کے نزد بھی جاؤنگی ۔ اور انکو جا تمام ماجرا سناؤنگی

میں خود جلد ہی رام کے نزدیک جاؤنگی — اور ان کو حال تمام ماجرا سناؤنگی

پھر اپنی سنائی اس عورت نے یوں کتھا — میرا ہے نام سویم پربھا بیٹی ہے باپ کا
کرتا تھا تپ میدالو نام بیٹھ کے یہاں — ہیماں نے کھیل کیا تو وہ مالک ہوئی یہاں
تم ایک لحظہ آنکھیں اپنی یہ موند لو — پھر راز میرے کہنے کا فوراً ہی دیکھ لو
جب بندروں نے دیکھا تھا آنکھوں کو کھول کر — کنارے پر پایا تھا خود کو کھڑے ہو کر

تاب رہی بندروں کو نہ رہا کچھ حوصلہ — پھر دیکھا سامنے تو سبھی انکو یہ ہوا
ہے یقینی موت آئی اب نہ پیچھے جا سکیں — اب خبر سیتا کے پانے کی کہاں سے لائیں
بندروے مانند پانے زندگی اب کریں تو کیا — کیا ہوا مایوس ہو لینے الٹے پاؤں واپس پھریں

انگد جی

ہم پھریں واپس اگر نہ سیتا کی پا کے خبر — ہوئیگی ذلت خواری اور قتل ہونے کا ڈر
ہم اگر مایوس ہو کر لوٹ واپس جائیں گے — ہاتھ سے سگریو کے زندہ نہ رہنے پائینگے
خاتمہ وہ کر ہی دیتے باپ کے مرتے مرا — رام جی کے خوف سے نہ کر سکے پر حوصلہ

اب کھڑے تھے دم بخود سبھی سمندر کے کنار — خوف کے مارے تھے مردہ اور وہ تھے لاچار
مایوس دیکھا شاہ خرساں نے تو انگد سے کہا — کیوں ہوئے مایوس چھوڑا ہے کیوں صبر و قرار
رام تو انسان صورت وشنو کا اوتار ہے — جگت کے اپکار کو یہ کھیل کیا ہے نہار
زندگی میں یہ موقع سیوا کرنے کا ملا — ہے بڑی خوش قسمتی ہوا زمانہ سازگار
جان بھی گر ہو فنا اس کام میں تو لیں سمجھ — یہ جنم ہوا سپھل ہمت کرو مردانہ وار
جاموونت جی شاہ خرساں نے سنائیں کئی کتھا - جس کے سننے سے ہوا تھا کچھ انہیں صبر و قرار

سنپاتی کا آنا

جسجگہ یہ ہو رہی تھی بندروں کی بات چیت — اسجگہ تھا گیدھ اک سنپاتی نامی مبتلا
پہاڑ کے درے میں اسنے تھا بنایا گھونسلا — دلمیں سوچا سنکے باتیں بخت ہوا ہے بیدار
آج رازق نے یہ بیٹھے گھر میں کھانا دیدیا — سوچکر وہ باہر آیا بھوک سے تھا کچھ لاچار
گھبرا گئے بندر وہ ہیبتناک صورت دیکھکے — اتفاقاً یہ کہا تھا شاہ خرساں فی الفور
ہے جٹایو سے مشابہ یہ پرندہ ہو بہو — اس نے کار رام میں تھی جان اپنی کی نثار
جب سنی یہ بات تو وہ بندروں کے ملنے آ — پھر کہا تم کون ہو یہ بات سن ہوں بیقرار
کسطرح سے کر رہے ہو تم جٹایو کا ذکر — سن تمہاری بات کو میں ہو گیا ہوں اشکبار
تب سنائی شاہ خرساں نے سبھی وہ داستان — بات سنکے پھر بنا وہ الکا یار غمگسار

سنپاتی کا کہنا

اب ملے جلدی خبر سیتا کی نہ کیجو فکر — کیا ہوا اگر لیگیا کوئی اسے بیدادگر
اب سناؤں میں تمہیں یہ اپنے غم کی داستان — میں جٹایو دونوں بھائی تھے حقیقی ہمسر
تھا جوانی کا بھی عالم اور دلمیں تھی امنگ — ایکدن سوجھی ہمیں کہ ہم اڑیں افلاک پر
ہم اڑے یہ کر ارادہ سورج اتنا جست کی — تاب لایا وہ نہ گرمی کی ور آیا لوٹ کر
تھا مجھے اس ور بازو پہ بڑا ناز و غرور — میں اڑا تھا دور تک کہ جل گئے تھے بال و پر
گر پڑا بیتاب ہو کر میں زمین پر اسطرح — چندرماں نامی رشی نے دی تسلی آن کر
وشنو کا اوتار ہونگے پتا نگ میں رام جی — صورت انسان میں وہ ہونگے ہویدا سر بسر
سیتا ان کی استری جو راکشس لینگے چرا — اور آئیں ڈھونڈنے کو بندر ان کے جب ادھر
ان کے جب بیدار ہونگے پر آئینگے نکل — تب ہوئی تھی میری تسلی اور رہا میں منتظر
دیکھتا تھا راہ تمہاری رام کا سمرن کریں — پوری ہوئی اب تمنا ایشور کا ہے شکر
ہے سمندر بیچ کوہ یہ شہر لنکا کا بنا — راجہ راون ہے وہاں کا خوف جسکو نہ خطر

اشوک باٹکا بھی اسجگہ پہ ہے بنی | جانکی ہے جسمیں بیٹھی رام کا کرتی ہے سمیر
دیکھ سکتے تم نہیں وہ چیز اتنی دور کی | پر مجھے ان آنکھوں سے آرہا سب ہے نظر
ہو گیا ہوں پیر لاغر ہے جسم بھی ناتواں | ورنہ خود امداد دیتا باندھ کر اپنی کمر
اب کرے گا کام بھگوان کا وہ پورا بیربلا | جو سمندر پار پہنچے ہو کے وہ سینہ سپر
ہے سمندر چیز کیا جب اسکے تم دوت ہو | نام لیتے جس پربھو کا پار ہوتا ہے بشر

بھائی کی یہ موت سنکر میں ہوا ہوں دلگیر بھی
پار جانے کی مگر سے سوچ لو تدبیر بھی

سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر سوچنا

کر رہے تدبیر سارے پار جانے کے لئے | اور اپنے زور بل کو آزمانے کے لئے

جاموَنت

چھا گئی میرے جسم پہ آ کے پیری کی ہوا | کام تھا آسان یہ تو پار جانے کیلئے
جب ہوا اوتار بامن کا اجی بل کو تھا چھلا | اس وقت پورا جوان تھا تو وہ اٹھانے کیلئے
اب تو ہاتھوں میں سکت نہ پاؤں میں ہے تاب و تواں | حوصلہ پڑتا نہیں اب ہاتھ اٹھانے کیلئے

انگد

پار کرنا بحر کو مشکل نہیں ہے میرے لئے | پر نہیں طاقت ہے واں سے لوٹ آنے کیلئے

جاموَنت

کون ہے وہ سورما تم سا دلاور دہر میں | وہ عزم یاں سے کرے کہ پار جانے کیلئے
لیکن قسمت نے مقرر کر دیا ہے اور کو | ہو چکا وہ منتخب جوہر دکھانے کیلئے

جاموَنت ہنومان جی سے

آپ کیوں خاموش بیٹھے سوچ میں ہو کھوئے ہوئے | ہے یہ ہستی آپ کی دکھ کو مٹانے کیلئے

تم میں ہاں اور بہر اکرم یہ عقل و دانش بھی عیاں — کام مشکل کچھ نہیں تمکو بنانے کیلئے
رام کی امداد کو ہو تمہارا یہ جسم — بھولے سے نہ دیں جگہ غم کو ستانے کیلئے
کیا نہیں بیٹھے وہ تمکو رام نے جاتے سمے؟ — کی سپرد انگشتری تم کو لیجانے کیلئے
اس سے بہتر قابلیت کا کیا ہوگا ثبوت — تمکو سمجھا مستحق یہ بار اٹھانے کیلئے
رام جی کو واقفیت ظاہر و باطن کی تمام — بھیجا تمکو اس لئے جلوہ دکھانے کیلئے

جب سنا بجرنگ نے تو جوش اک پیدا ہوا — طاقت آئی عود غیبی دل بڑھانے کیلئے
چست اور چالاک ہو کر بولے ابن صبا — ہے سمندر کو کہاں طاقت ہٹانے کیلئے
رام کے پرتاپ سے لنکا کو مسمار کرکے — تاب رکھتا ہوں یہاں سے ان کو پہنچانے کیلئے
جڑ ہلا دوں شہر کی قلعے کروں مسمار میں — پھینک دوں دشمن فرش پہ تلملانے کیلئے
پر مجھے کچھ دیں نصیحت تا نہ ہو شکوہ کہیں — اور موقعہ نہ لے کچھ حرف آنے کیلئے

جامونت ہنومان جی سے

واپس آنا سیتا جی کا حال سارا دیکھ کر — اور نہ تجھ دی اجازت خوں بہانے کیلئے
بس یہی پیغام دیا رام جی نے آپ کو — اور لوٹے تھے خبر لے لوٹ آنے کیلئے
پھر چڑھائی وہ کرینگے بندروں کو ساتھ لے — مار دیں لنکیش خود سیتا چھڑانے کیلئے

سندر کانڈ

طرز لاونی ہنومان جی کا سمندر پھاندنا طرز لاونی

سنی بات جب سونت کی ہنومان جی ہوشیار۔ پھاند سمندر جاؤں وہ بولے لنکا میں پہنچوں اک بار
جب تک واں سے آؤں نہ واپس تم رہنا اس جگہ ٹھہر کر۔ دیر نہ ہوگی میں طرف سے اتنا کرتا ہوں اقرار

جانکی جی کو دیکھ کے ان کی حالت آن سناؤنگا
پا کر ان کی خبر جلد میں لوٹ یہاں پر آؤں گا

ہوئے روانہ نمسکار کر پہاڑ کی چوٹی ان پر چڑھ کے۔ خواہش تھی کی گڑھ لنکا کا بحر کنارے سے نظر آئے
جبھی لگایا قدم نیچے پہاڑ زمین میں دھنس گئے۔ ہنومان جی چھوڑ لے اک اور سکھر پہ آن چڑھے

دھنس گیا پاتال کے نیچے اس کا بھی یہی حال ہوا
جو آیا تھا قدم کے نیچے آتے ہی پامال ہوا

چڑھے وہ آخر اس پربت پہ جسکا نام تھا کوہ مَیناک۔ اونچا تھا وہ بہت زمین سے چوٹی تھی مانند فلک
ان کو چین آتا کہاں وہ اچھلے کود پڑے بیباک۔ شکل وہ تھی پُر جوش کہ دشمن دیکھ کے ہوتا سینہ چاک

جاتے دیکھا ہنومان کو دیوتاؤں کو ہوا گمان
سورما ہے یہ کون بہادر لینے جاتے ہے پرکھ یہاں

سرسا سانپوں کی ماتا کو دیوتاؤں کا امتحان لینے کو کہنا (عام طرز)

دیوتاؤں کے دلوں میں جب گماں پیدا ہوا — کون ہے قاصد جو لنکا کی طرف ہے جا رہا
سرسا نامی سانپوں کی ماتا سے کی یہ التجا — جانیوالے دوت کی وہ جانچ لے اک دم ذرا
سنکے آئی اور ان کو دیکھ یہ گفتار کی — آج گھر بیٹھے ہی رازق نے یہ کھانا دیدیا

ہنومان جی

آپ یوں نہ ہوں بے تحمل اور حوصلے سے کام لیں۔ جا رہا ہوں سیتا کی لانے خبر میں برملا
کام جب انجام ہو خود میں تیرے پاس آ — خود کروں منہ میں دخل یہ بات میری مان جا
اسوقت تو دے معافی کام ہے یہ رام کا — کون سنتا واں مگر پرواہ نہ کی اسنے ذرا
جب نگلنے کے لئے سرسا نے منہ پھیلا دیا۔ تب جسم بجرنگ نے اک کوہ گراں سا کر لیا
جسقدر پھیلا رہی تھی منہ کو اپنے وہ بلا — اسقدر ان کا جسم اک آن میں بڑھنے لگا
کر لیا چھوٹا جسم تھا آخرش ابن صبا — اور منہ میں کر دخل حکمت سے نکلے باہر آ
سرسا ان کی یہ دلیری دیکھکر خوش ہو گئی — اور بولی لے رہی میں امتحان تھی یہ تیرا
ہو گے بیشک اپنے مقصد میں یقینا کامیاب۔ یہ کہا اور خود عزم تھا کر لیا پرلوک کا

راکھشنی تھی ایک رہتی بحر کی تہ میں ضرور — اسنے ڈالا تھا تباہی شور اور برپا فتور
تھی پکڑ لیتی وہ سایہ اڑتے پرند کا — کھینچ اسکو لے نگل جو دیکھکر وہ بے شعور
سایہ ابن صبا کے گرفت کی بھی خواہش کی۔ پر وہ تھے محتاط زد میں نہ آئے وہ ذی شعور
پہنچ گئے وہ پار ساگر ایک ہی جست میں۔ اور پہنچے شہر لنکا کے نزد وہ با سرور

شہر لنکا

شہر لنکا کا بنا تھا دلفریب و خوشنما — جسطرف جاتی نظر حیرت میں آتی تھی نگاہ

سرسبز تھے باغ اور اشجار پھولوں سے لدے — بولتے تھے پرند اپنی خوش ادا شیریں نوا
چڑھ گئے تھے کود کے پہاڑی یہ تب ابن صبا — تاکہ دیکھیں شہر کا منظر بنا جو خوشنما
عالیشان مینار اونچے دور سے آتے نظر — پہنچ سکتی تھی بشر کی نہ وہاں عقل رسا
سونے چاندی کے محل تھے لعل ہیروں سے جڑے — ٹھیرتی نہ آنکھ اپر اسقدر ان کی ضیا
سوچ لیتا تھا سمندر شہر کے ہر چار سو — اسوجہ سے شہر لنکا میں گذر دشوار تھا
ہر طرف سنگین قلعے بھی بہت پختہ بنے — ساز اور سامان جنگی سے جو تھے آراستہ
آگ پانی اور بجلی کے سبھی جو دیوتا — پاسبانی کے لئے وہ تھے مقرر ہر جگہ
کر نہ سکتا تھا دخل واں دشمن جو از بھی — راکھشوں کا ٹڈی دل تھا کار پرداز قضا
کام کرتیں تھیں یہاں کے سب قدرتی طاقتیں۔ جرات ہوتی تھی نہ دشمن کو کرے آفت بپا
کیمیاوی طاقتوں کا اسقدر تھا زور شور۔ ور یہ حاضر تھے کھڑے سب طاقتوں کے دیوتا
جا نہ سکتے تھے وہاں طائر بھی اڑ کر خوف سے — پھر وہاں جانے کا پڑتا کب عدو کو حوصلہ

ہنومان جی کا شہر میں داخل ہونا

تب یہ سوچا غور سے ابن صبا نے کچھ سنبھل — اس شکل سے غیر ممکن شہر میں کرنا دخل
تا کسی کی پڑ نہ جائے انکے اوپر بھی نگاہ۔ بن گئے تھے یوگ شکتی سے مچھر کی شکل
لیک جوں ہی بھنبھناتے یہ اڑے تھے شہر میں — دیکھ لیا لنکنی نے پر تھا جسمیں مکر و چھل
دیکھ کر اسنے کہا تو بچ کے جاتا ہے کہاں — جانتی ہوں بھیس میں تو اصل میں ہے کس کی نسل
چور رہزن پر نگاہ رہتی ہے میری یہ سدا — بچ کے جائے گا کہاں اب میری آنکھوں سے نکل
نیش مارا سنکے اسکی بات کو ابن صبا — ہو گئے وہ پژمردہ گر پڑی تھی منہ کے بل
جب آئی کچھ ہوش تو یہ سوچ کر کہنے لگی — آخری یہ وقت لنکا کا گھڑی ہے آ اجل
یہ برہما نے مجھے تھا پیشتر سے کہ دیا — بات میری یاد رکھنا جو کہوں ہے بے بدل

ہاتھ سے بندر کے جب تو مضطرب لاچار ہو جان لینا موت اون کی نزد آئی اجل
اب ہوا پورا یقین ہے منگیا سارا بھرم ہو سکے نہ کوئی مقابل کام نیلا ہوگا حل
رام کی بھگتی ہو پوری تو اثر ہو یوں عیاں عدو بنے پھر آشنا اور زہر امرت کی شکل
انہیں ہے یہ شکتی کہ دریا کو کوزے بند کریں آگ ہو مانند پانی پہاڑ ذرہ کی شکل
اب یقیناً ہو گئیں اون کی سب پایا مالی ہیں تجھ میں جو راز و بل تو ہے علم میں با عمل

طرز :- چاندی کی انگوٹھی

ہنومان جی تب شہر کے اندر ہوئے داخل ہر طرف سے جو کہ نہ کسی طرف سے غافل
وہ ڈھونڈتے پھرتے تھے گلی کوچہ بازار محلات میں جانا بھی تو تھا انکو نہ دشوار
کبھی پھاند کے جاتے وہ محلات کے باہر نظارات کا عالم و سنانا بھی سراسر
الغرض جو بھی تھے آپ کے عالم میں مدہوش غافل تھے مثل مردہ پڑے نیند میں خاموش
مکانات سبھی شہر کے پختہ و لاثانی تھی دیکھکے یاد آئی وہی ذات سبحانی
جب ملتا کہیں پر بھی نظر انکو نہ آئی تب ان کو ہوا فکر تو یہ سوچ لگائی
اب کوئی ملے ایسا جو ہو راز سے ماہر ہو بات سے واقف تو کرے بھید نہ ظاہر

ہنومان جی کا شہر میں گھومنا

پھر لگے وہ ڈھونڈنے اب کچھ نئے طور سے روشنی میں دیکھتے تھے سب گھروں کو غور سے
رام کا مندر بھی دیکھا اور محل آیا نظر آگیا وشواس انکو یہ بھگت کا ہوگا گھر
یہ بھبھیشن کا تھا مسکن جو آرام سے جو ابھی تھا جاگتا اور یاد میں تھا رام کے
ہو گئے حیران پھر یہ سوچا سادھو ہے یہ بالضرور آرہا ہے جسکو سمرن رام سے ہی کچھ سرور
گر بنے یہ آشنا اور راز میرا لے سکے کیا عجب جو جانکی کا بھی پتہ کچھ دے سکے

وبھیشن کا بنایا سوچ کر ابن صبا اور دوریہ ٹھہر کر دی رام جی کی تب صدا
نام جونہی رام کا اندر وبھیشن نے سنا تب کہا تم کون ہو جو رام کی کرتے صدا
بھگت ہو کوئی رام کے یا آپ ہی خود رام ہو پار کرنے کو گیا اس شب میں درشن دیا
کہ سنایا تب بھی وہ ماجرا ابن صبا اور وبھیشن نے سنا تو سر جھکا کے یوں کہا
جسطرح بتیس دانتوں کے اندر زبان اسطرح سے تو سمجھ بس حال لنکا میں مرا
ہر وقت رہتا ہوں میں تو اس خیال اور غم میں رام کا دیدار ہوگا دن کبھی وہ آئے گا
رام کی کرپا سے درشن سنت کا ہوتا نصیب۔ آپ نے کی مہر مجھ پہ جو کہ درشن دیا

ہنومان جی وبھیشن سے

رام کی یہ ریت رکھتے پریم سیوک سے سدا آپ مجھکو دیکھئے کون تن میں نے کیا
کر صبح اٹھتے ہی کوئی بھول بندر کا اٹھے سارے دن بھوکا رہے کھانے کو وہ ترسا
لیک مجھ سے موڑھ کی بھی ہے رکھی لاج تم۔ کر لیا سیوک مجھے اور رام نے یہ کی دیا
بھولتے ہیں رام کو جو ان کے کھوٹے ہیں نصیب دہر عالم میں جنھیں خواہش کا چسکا ہے پڑا

پھر وبھیشن نے بتایا حال راون کا تمام اسکی فوجیں طاقتیں اور اس کا حسن انتظام
اور سیتا کے چرانے کا سنایا ماجرا تب کہا ابن صبا نے یوں کیا ان سے کلام
چاہتا ہوں میں دیکھنا اب جانکی جی ہیں کہاں دیں پتہ جلدی مجھے ہو میرے محسن نیکنام

وبھیشن

اشوک نامی باٹکا میں جانکی مسکن پذیر یہ ہے سیدھا راستہ تو دیکھ میرے ہم صفیر

نام لیکر رام کا پہنچے وہاں ابن صبا دم کے دم میں اسجگہ جہاں پہ بنی تھی باٹکا

بھیس اپنا پھر وہی ابن صبا نے کر لیا　　اچھلتے اور کودتے وہ آکے پہنچے اسجگہ
دیکھی حالت جانکی کی تو ہوا معلوم یہ　　سب جسم ہے سوکھکر مانند کانٹا ہو گیا
بال سر کے تھے کھلے اور اک اف تھی کا نپر　　کر رہی تھی رام کا سمرن آہنی جب جاپر
دل دکھا ابن صبا کا حالت ایسی دیکھکے　　کرکے نت پرنام وہ پتوں میں اسدم چھپ گیا
تھوڑے عرصہ بعد راون اسجگہ پر آگیا　　ہاتھ میں تھی تیغ چمکے اور تھا جو پر فضا
ساتھ لایا تھا وہ اپنے کئی نان خورد　　آتے ہی لا پسج دیا راون ہوا جب دیر

راون سیتا سے

رام کی فرقت میں سیتا جی جلانا چھوڑ دے　　اور یہ غم کا فسانہ بھی سنانا چھوڑ دے
جنگلوں کی خاک چھانے وہ بچارا تا بکے　　حیف ہے جو اسکی خاطر آب و دانہ چھوڑ دے
آسکے وہ اسجگہ پر اس کا کیا مقدور ہے　　وقت گذرے کا ہے مشکل ہاتھ آنا چھوڑ دے
مان لے کہنا مرا تو پھر رہے گی عیش سے　　یوں نہ بن نادان اپنی جان گنوانا چھوڑ دے
دیوتا اور ناگ کنر سب ہیں مجھ سے کانپتے　　غیر ممکن رام سے ہے جان بچانا چھوڑ دے
تیری فرقت جدائی سے سدا بیچین ہوں۔ جل گیا ہوں شوق سے یہ اب ستانا چھوڑ دے
ڈنکا میرے نام کا بجتا ہے عالم دہر میں　　پھر بھی خادم ہوں ترا مجھکو بھلانا چھوڑ دے

جانکی جی

خوف کر او کچھ ادھرمی جی جلانا چھوڑ دے　　یہ قدر تعظیم اپنی یوں گھٹانا چھوڑ دے
چاپلوسی و خوشامد جا سنا تو اور کو　　راج کا یہ لوبھ جینا اور ستانا چھوڑ دے
جانتی ہوں ہر طرح سے تیرا بل اور پراکرم　　منہ سے خود ہی خواہ مخواہ شیخی جتانا چھوڑ دے
ہوں تڑپتی مثل ماہی میں تو فرقت رام میں　　بن کے تو صیاد کانٹے کا لگانا چھوڑ دے
کہ رہا ہے رام جی کے حق میں کلمے ناروا　　خواہ مخواہ یہ دیکھکر تو زہر کھانا چھوڑ دے
کیا شرم ساری کو تو ہے گھول اکدم پی گیا　　یہ دغابازی کے مسلے اب بنانا چھوڑ دے

مجھکو نہ درکار تیری اجدھانی کا حکم
ہوں دکھی میں غمزدہ تو دھیان لگانا چھوڑ دے

راون سیتا سے

دور کرے ضد سبھی یہ بیقراری چھوڑ دے
رام کی اب یاد میں تو اشکباری چھوڑ دے

کل زمانہ مانتا ہے اس مری تلوار کو
جان کی نہ خیر ہوگی غمگساری چھوڑ دے

مان جا کہنا مرا ورنہ کھڑی ہے یہ قضا
رام جیسے بنوا کی طرفداری چھوڑ دے

کیوں اجل کو مانگتی ہے سوچ کچھ او بدنصیب
تیز قینچی سی زبان اور یہ طراری چھوڑ دے

کب تلک مجھکو تو دیگی ایسے طعنے جو اب
ہوگی ذلت آخرش تو یہ خواری چھوڑ دے

جانکی جی

ہو چکی تم سے بہت اب انتظاری چھوڑ دے
کر ترک یہ پاسداری وضعداری چھوڑ دے

پران میرے ہیں سوامی رگ و ریشہ میں بسے
کس طرح پھر میرے جی سے یادگاری چھوڑ دے

تھا اگر کچھ زور طاقت کیوں لایا پیچھے چرا
ڈر خدا کے قہر سے یہ حرام کاری چھوڑ دے

آنے دے میرے سوامی لینگے وہ تیری خبر
موت آئیگی تری تو ستمگاری چھوڑ دے

راون تلوار دکھا کر سیتا سے

کر رہی بے حرمتی یہ منہ پہ میرے تو بلا
ایکدم میں سر یہ تیرا تن سے کر دوں میں جدا

ہوگیا جتنا نرم اتنا بڑھایا حوصلہ
کر دوں ٹکڑے یہ تیرے جان و ہستی بھی فنا

لپکے وہ جلاد لیکے تیغ اسپہ پل پڑا
وہ لگا تھا مارنے مندودری نے تب کہا

ہاتھ اٹھانا غیر عورت پہ کہاں مردانگی
ہے رسم یہ کسجگہ کی اور ہے قانون کیا

دیکھکر مندودری کو ہوگیا خاموش وہ
اور لیکے تیغ اپنی وہ جلد پیچھے ہٹا

بات میری تو سنے اب جو کہوں خشمگین
تیری مہلت اک مہینہ زندگی کا رہ گیا

کر دیا نہ اتنی دیر میں خیال رام ترک
تو میں آتے ہی تری ہستی کو کر دونگا فنا

یہ غضب آلودہ کلمے جب ختم وہ کر چکیں لیکے رانی ساتھ اپنے گھر کو واپس وہ گیا

ترجٹا کا جانکی کو تسکین دینا

جونہی راون نے وہاں سے پیٹھ پھیری اور گر راکھشنی جو ترجٹا نے تب بتایا اسقدر
بھولے سے بھی سیتا یہ سختی نہ کرنا تم ذرا ہے اسی میں بہتری جو خوش رہے یہ ہمہ
کیا کہوں ہوش ہی باقی گم ہوئے ہیں جو کل اک بھیانک خواب مجھکو آج شب آیا نظر
صورت ہیبناک کا بندر ہے آیا شہر میں آگ اسنے دی لگا یہ شہر لنکا گھوم کر
راکھشس بھی بہت اسکے ہاتھ سے مارے گئے ہے پڑا مردہ سکل یہ راون آ کے فرش پر
ہے دہائی رام کی بھی پھر رہی اب شہر میں رام سیتا مل گئے ہیں خوش ہوئے وہ مل کر
راج لنکا کا وبھیشن کے حوالے ہو گیا دیکھ لو گی تھوڑے دن میں ہوگا ایسا سر

راکھشیوں کا خوف کھانا

ترجٹا کی سنکے باتیں اپنے دل میں وہ ڈریں معذرت وہ کرکے سیتا کے چرن پہ آ گریں
کرکے وہ کچھ عذر خواہی ہو گئیں سب پھر رواں ترجٹا ہی رہ گئی تنہا صرف تھی یہاں

سیتا جی ترجٹا سے

اس ہجر میں رام کے ہو رہی ہوں غمزدہ خاتمہ ہو زندگی کا سوچ حکمت وہ ذرا
انبار ہیزم تو چنے اور یہاں دے اک چتا تاکہ اسمیں بیٹھکر یہ جان کر دوں میں فنا
پھر نہ ہونے پائیگا یہ رنج اور ہجر منتی خوف مجھکو پھر جسم کا نہ رہیگا جان کا

ترجٹا

غمگساری چھوڑ بیٹی اور رکھ کچھ حوصلہ جل سکے آتش کہاں سے اب وقت ہے رات کا
دن کٹیں گے اسطرح رام جی کے دھیان میں رام کا یہ دھیان تیری خود حفاظت کر رہا
رات گذری ہے بہت اب سو رہو خاموش تم جاتی ہوں سونے کو اب گذرا وقت ہے بہت سا

ترجٹا کے چلے جانے کے بعد جانکی جی کا سوچنا

آگ تو ملتی نہیں ہے اب کروں تو کیا کروں۔ آرزو ہے اب یہی جاں علم کو بھینٹ دوں
اب کرے مداویاں کوئی نظر آتا نہیں۔ مونس ہے نہ کوئی ہمدم التجا کس سے کروں
رحم تو ہی آ کرے اس حال پہ آ کے سماں اک انگارا پھینک دے تو دکھ وہ میں جل مروں

بحر طویل

بجرنگ نے جی نے چھپا کے خود کو نظر بھی اپنی ادھر لگا دی تب
وہ سن لیا تھا جو کہا انہوں نے تھی آنکھ اپنی ادھر ملا دی
یہ موقع انکو جو ہاتھ آیا نہ ایک لمحہ اسے گنوایا
جو رام جی سے لے تھی دی انگوٹھی زمین کے اوپر وہ جھٹ گرا دی
یہ جانکی کو ہوا سہارا نگاہ جو پھیری تو جھٹ پکارا
چمک تھی ہیرے کی جوں انگارا زمیں پہ گرتے ہی اک ضیا دی
جھپٹ کے اسکو جو نہی اٹھایا وہ دیکھ انگوٹھی خیال آیا
ہے کون محسن اسے جو لایا شکل نہ اپنی مجھے دکھا دی

یہ نام سے رام جی کا ہوا ہے غم بھی خوشی بھی پیدا ۔ ابھر ہیں وہ تو چھپا نہیں سکتا فکر یہ الٹی مجھے لگا دی
یہ دیکھ میری پھٹی ہے چھاتی نہ بات میری سمجھ میں آئی۔ درون حیرت میں ڈوبی جانکی یہ ہوش اپنے سب بھلا دی

ہنومان جی کا درخت پہ چھپے ہوئے رام چندر کی استتی گانا

ہر ایک گھٹ میں بسا ہوا ہے تو اپنا دکھا رہا ہے۔ سدا سے قائم ہے تم سدا سے ہی تم یہ بھید اپنا چھپا رہا ہے
وہ آب میں ہے نہ خنکی یہ تو پر آتش دکھا رہا ہے۔ ہوا میں اسکی عیاں ہے شکتی یہ آگ تن جلا دکھا رہا ہے
ہے ایک سے جو انیک ہوتا اگم اگوچر ہے مایا سے عالم ہستی کا پایا یہ بھید اپنا چھپا رہا ہے

ہنومان جی

رام جی جب پھر رہے تھے کر رہے تھے وہ تلاش۔ گھومتے ہی گھومتے ان کا درشن بھی ہوا
ہو گئی تھی پھر رفاقت انکی واں سگریو سے۔ اور بالی اس کا بھائی جو عمر میں تھا بڑا

چھین لی تھی جس نے عورت کہ جو سگریو کی
رام جی نے مار ڈالا بالی کو با آیش جب

اور دی پھر راجدھانی ہاتھ میں سگریو کے
چند دنوں کے بعد پھر یہ کی انہوں نے التجا

اب مشکل آ دیاں پر سیتا کی ہم کوشش کرو
بھیجدو اس کام کو تو ہیں یہاں پر سورما

جب چلا میں رام جی نے دی انگوٹھی ہاتھ میں
وہ انگوٹھی لیکے آیا آپ کو ہیں ڈھونڈتا

رام کی کرپا سے درشن ہو گیا ہے آپ کا
ہوں حکم کا منتظر میں ہاتھ جوڑے ہوں کھڑا

جانکی جی

رام جی کے ہو بھگت یہ ہو گیا مجھکو یقین۔ ہو گئی تسکین مری ہوں مطمئن اپنے تئیں

بحر غم میں غرق ہوتا زندگی کا یہ جہاز
پر مجھکو لا دیدیا باد موافق کا کہیں

کیسے ہیں اب رام جی اور لکشمن جی ہے بتا
یاد کرتے ہیں بھاگی کو یا میری سدھ نہیں

دل و جان سے داسی ہوں میں رام جی کے چرن کی
ہو رہا ہے انکی خاطر یہ جسم میرا حزیں

وہ لطف تو سیوکوں پر مہر کی رکھتے سدا
بھول گئے وہ کس طرح سے جیسا میرا کہیں

کہتے کہتے آنسوؤں کا تار جلدی ہو گیا
رام جی کی یاد میں وہ غمزدہ سی ہو گئی

ہنومان جی

ماتا جی نہ دل پریشان اپنا اب کیجئے
دیجئے دل کو تسلی نہ فکر کچھ کیجئے

رام جی اور لکشمن جی ہیں خیریت سے وہاں
پریم ان کا آپ سے تسکین دل کو دیجئے

آپ کی فرقت میں انکو ہے جگت اندھیر سا
یہ دیا پیغام مجھکو ہوش سے سن لیجئے

کل نہیں پڑتی یہ کہنا جانکی کو جا وہاں
ہے بکلتی آتما اب کیا اپائے کیجئے

اسلئے ماتا تمہیں کرنا مناسب اب صبر
رنج اپنا چند دنوں کے واسطے نہ کیجئے
راکھشوں کو ماریں گے بندروں کی فوج لا
آپ کی پائی خبر نہ دیر ہوئی اسلئے

جانکی جی

جسقدر ہو بات کہتے وہ تو سرمو ٹھیک ہے
جو لمحہ سر پہ ہے گذرتا موت کے نزدیک ہے

ہنومان

بن حکم مجبور ہوں اور اسلئے لاچار ہوں
ورنہ ہیں لیجانے کو بھی آپ کے تیار ہوں
پہنچ جانا ہے کے فوراً پاس میں بھگوان کے
لاچار ہوں ارشاد بن ورنہ میں خدمت گار ہوں
اب تو میرے پہنچنے کی دیر ہی بس سمجھیے
دیکھ حالت آپکی میں خود بھی اب بیزار ہوں
آجائیں گے رام جی پھر لنک میں لیکر سپاہ
چن کے ماریں راکھشوں کو اور کریں وہ فناہ

جانکی جی

کہتی ہوں بیٹا تجھے اک اور شک ہے آپڑا۔ جواب دینا تو مفصل بات سن میری ذرا
بندروں کی جو سپاہ ہے رام جی کے پاس اب
تاب ہے کچھ زور امنیں بتا وہ ہیں نری طرح
راکھشش جو لنک میں ان کا بڑا ہے ڈیل ڈول ۔ کسطرح سے ساتھ ان کے تم کرو مقابلہ

جب سنا ان صبا نے تو پھر انہوں نے کیا کیا۔ دیکھتے ہی وہ جسم اک کوہ گراں سا کر لیا
ڈھنگ ان کا دیکھکر سیتا کو ڈھارس تھی ہوئی
پھر وہ پہلا روپ ہی تھا انہوں نے واں کر لیا

جانکی جی

خواہش ہے بیٹا سدا تو دہر میں دلشاد ہو
رام کی بھگتی سے تیرا دل سدا آباد ہو

ہنومان جی

یہ پرسصوت ہے لوک سیتی رام جی کا پراکرم
چاہیں تو وہ ایک پل میں جگت کر دیں بھسم

ہیں سدا اپنے بھگت پہ مہر کی رکھتے نظر۔ مجھ سے عاجز پر بھی ہے ان کا سب فضل و کرم
سب کی ہستی موت یہ ہے انکو پورا اختیار۔ جب تلک نہ دیں شکست اٹھ نہیں سکتا قدم
جب سے آیا اسطرف میں بھوک سے لاچار ہوں۔ کھایا ہے نہ کچھ پیا ہے اسکے لیے تو تم قسم
آپ کا درشن کیا تو خواہش کھانیکی ہوئی۔ کھا نہیں سکتا ہیں جبتک آپ کا نہ ہو حکم

جانکی جی

باغ تو یہ سامنے ہے پھول اور پھل سے لدا — چنچل ہے پروا نہ تیری کی خوف ہے اسبات کا
ہیں مقرر جا بجا راکھشس حفاظت کیلئے — خواہ مخواہ نہ ہو لڑائی اندیشہ ہے اسبات کا
جو ہرے موذی بھی ہے مالک جو ہے اس باغ کا — خو میں ہے نہ رحم مطلق وہ بد عادات کا
خواہ مخواہ نہ جانکر یہ تیری جانپر آ بنے — خوف مارے ہر تنتا اس موذی اور بدذات کا
اچھا دیتی ہوں اجازت اتنی دو بار ہے تجھے — بھوک اپنی تم مٹالو ہے وقت یہ رات کا

ہنومان جی کا باغیچہ میں داخل ہونا

باغیچہ میں داخل ہوئے نام لب رام جی کا — خیال انکو نہ رہا نہ روک کا اور تھام کا
کھا لئے پھل اور شاخیں توڑ ڈالیں زمین پر — آغاز کا نہ رنج دلمیں نہ فکر انجام کا
پھول پتے ٹہنیوں کا لگ گیا انبار سا۔ آرزو ہو کچھ خوف نہ رکھ فکر اوہام کا
باغباں حیران ہوئے اور کی توجہ اسطرف۔ جا کے بولے کون آیا اس خیال خام کا
ہاتھ میں پھل لیکر تب مارنے تھے باغبان۔ کودتے یہ ٹہنیوں پر خوف نہ تھا دام کا
شاخ اک سے دوسری پہ پھاندتے یہ جاتے تھے۔ ہو کے عاجز دیکھتے پھر غل غپاڑہ عام کا
ہوگئے تھے باغباں کچھ مضطرب لاچار سے۔ چھا رہا تھا خوف انپہ تہمت اور الزام کا

راکھشوں کا مجبور ہو کر ہنومان جی سے لڑنا

وہ مارے پھرتے تھے سب فکر میں کسی کو ان کی خفا سے مارا

جو راکھشوں نے تھے تیر پھینکے انہوں نے پتھر اٹھا کے مارا

ہوا تھا دنگا فساد آکر درخت پھینکے اکھاڑ ان پر
کسی کو مارا زمیں کے اوپر کسی کو اوپر اٹھا کے مارا

واں مر گئے تھے کئی فسادی اک آگ ان کے جگر لگا دی
بچے جو باقی وہ جا پکارے۔ کہ ہمکو آکر بلا نے مارا

یہ سن کے راون ہوا پریشان ہوا وہ دلمیں بھی کچھ ہراساں
مچایا کسنے کہا یہ طوفان یہ کسنے تمکو رلا کے مارا

وہ بولے آیا ہے ایک بندر بڑا وہ موذی بلا مچھندر
جبھی وہ آیا تھا باغ اندر ستم بنا یہ دکھا کے مارا

راون نے اکشے کمار بھیجا کہ جا کے بیٹا اسے پکڑ لا
وہ تیرے آگے نا چیز سا ہے گو اسنے اودھم مچا کے مارا

جب آیا اکشے کمار وانپر ہنومان لے کے درخت تنا ور
اکھاڑ پھینکا تھا اس کے اوپر اسی سے اسکو دبا کے مارا

طرز۔ چاندی کی انگوٹھی

پھر دیکھکے راکھش تھے ہوئے دل ایسے اساں راون کے گئے پاس بصد حال پریشان
کہا جا کے وہاں کنور ہوا جان سے بیجان۔ سن بات یہ راون کے اڑے ہوش اور اوسان
پھر آکے جو بنی طیش میں وہ آن پکارا
ابھی جاؤ اندر جیت سن ارشاد ہمارا

دیکھوں تو وہ کس ذات کا بندر یہاں آیا ہے۔ یہ کیا ستم جسنے ہے یہ جور دکھایا
ہے اسنے نیا طور نیا ڈھنگ دکھایا ہے باغ اجاڑ اکنور مار گرایا

تم مارنا نہ اسکو زندہ پکڑکے لانا
پوچھونگا میں خود اس سے کہاں ہے ٹھکانا

اندرجیت چلا وہاں سے بہادر جو تھا لڑاکا
بجرنگ نے بھی دیکھا تھا رنگ زمانہ
لگے کودنے اس شاخ سے اس شاخ پہ ہنومان
مشکل تھا پکڑنے کو انہیں تدبیر سے لانا
لگے پھینکنے کئی شجر اکھاڑ انکے تھے اوپر
ہوئے جان سے بیجان بھی راکھس وہاں تھے نہ نہ

کھلی آنکھ اندرجیت کی پھر ہوش میں آئی
بندر یہ نہیں دیوتا ہے شان خدا کی
برہم پھانس اندرجیت نے پھر سوچ لگائی
حکمت یہ دغاباز نے اسوقت چلائی
گر توڑیں برہم پھانس تو ہو دھرم کی ہانی
اسلیئے رہے پھنس یہ کی جانفشانی

اندرجیت وہاں لایا انہیں زیر حراست
راون تھا جہاں بیٹھا الصدان و شوکت
کل طاقتیں موجود وہاں دیکھیں کمربست
تھے کانپتے سب خوف سے یہ شان جلالت
ہنومان نے دیکھا کہ ہیں یہ خوف لگانے
ہوئے دیکھ کے یہ دنگ اس کا انداز شاہانہ

دربار راون میں ہنومان جی کی گفتگو

طرز ـ آتا ہے یاد

بندر کی دیکھ صورت راون تھا مسکرایا
صورت حقیر میں وہ اسکو نظر جو آیا
اسکے کمار کے پھر مرنے کا دھیان آیا
تھا جسکی موت نے ہی غصہ اسے دلایا
بولا بتا اے بندر ہے کس جگہ ٹھکانہ
یہ دبدبہ جو میرا تونے نہیں پہچانا

راون

کس زور بل پہ اکڑا اور باغ ہے اجاڑا اک اک درخت اس کا جڑ سے کیوں اکھاڑا
راکھشس بھی مار ڈالے کتنوں کو ہے پچھاڑا۔ کیا ہے بساط تیری یہ کھیل کیوں بگاڑا
کھیلا ہے آن کر تو یہ ڈھنگ ہی نرالا
کیوں مست ہو کے پھرتا پی موت کا پیالہ

ہنومان جی

جس نے رچی یہ دنیا جگت ہے یہ بنایا جس کے سہارے برہما وشنو مہیش آیا
ہے جس کے زور بل سے اس شیش ناگ نے بھی۔ بار زمین یہ سر پہ ہے اپنے اٹھایا
ہر ایک روپ میں ہے وہ جلوہ نورانی
ارض و فلک بنایا یہ باد آگ پانی
بالی سے سورما بھی لڑنے میں جس سے ہارے تیروں سے جس کے دشمن کھر سا ہو رہے
جس سے وہ جنگ کر کے سوئے عدم سدھارے۔ ہیں جس کے آسرے پہ یہ مہر و ماہ سیارے
جس کا ہے ورد مجھ میں اسی کا ہوں میں بھیجا
جب ہوگا سامنے تو پھٹیگا یہ کلیجہ
میں رام جی کا سیوک بھیجا مجھے یہاں پر ملی خبر تھی انکو سیتا اسیر یاں پر
یہ بھوک جب لگی تو آیا تھا باغ اندر پیڑوں کو توڑ ڈالا جب عادتاً بندر
جب راکھشسوں نے میرے مارنے کی ٹھانی
میں نے خبر بھی لے لی جب کی یہ چھیڑ خانی
پھر میگھناد آ کر یہ برہم پھانس ڈالا دھرم سمجھ کے خود کو پھندے سے نہیں نکالا
کیا نہ ڈھنگ کوئی ترچھا جو ہو نرالا ہے ہوش بھی یہ قائم نہ مست پی پیالہ
اب سوچنا یہ دل سے جو کچھ سنا رہا ہوں

دلکی تپش بجھا دو ارمان یہ نکالو

بندر کے مارنے کا جونہی حکم سنایا — اسوقت آ وبھیشن نے سچ بتایا
ہے رام کی طرف سے یہ ایلچی بھی آیا — ہرگز نہیں روا یہ ستم جو ہے اٹھایا
کچھ اور ہی سزا اب تجویز کیجئے
یہ جان سے مارنے کی ہرگز سزا نہ دیجئے

راون کو مشورہ یہ بہت ہی پسند آیا — پھر ایک سزا ہی نے فوراً یہ کہہ سنایا
اسکو سزا یہ دیجے مجھ کو خیال آیا — تفریح طبع کا سامان یہ ہاتھ بھی آیا
کچھ تیل کپڑے بھی جلدی یہاں منگا دو
بندر کی دم پہ باندھو اور آگ پھر لگا دو

ہنومان جی کا لنکا کو آگ لگانا

راکشش پھر وہ اٹھے دلشاد و شاد ہو کر — کپڑے لپیٹ دم پر اور تیل سے کیا تر
خوش ہو گئے کہ ہمنے دم کو بھی جلا کر — آزاد کر دیا تھا آتش اسے لگا کر
دم کو لگی جو دیکھا ابن صبا نے آن
چھلانگ مار کر وہ چڑھ گئے وہ پھر مکان

اس دم کی آگ سے بھی آتش لگے لگانے — یہ دیکھ کر راکشش بھی لگے تھے غل مچانے
مکان جل اٹھے سب تھے خواہ پرانے — راون کا ہوش بھی نہ تھا دیکھ کر ٹھکانے
بازار محل وہ جتنے تھے خاک ہو گئے جل کر
راکشش تھے روتے سب گھر سے وہ نکلکر

جب شہر کا کیا تھا سب آنکر صفایا — قلعے کو رام کا بھی ان کو خیال آیا
تب پہنچ کے وہاں آتش کو جا لگایا — مسکن وہ اک وبھیشن کا آگ سے بچایا

اور راز تھا وبھیشن نے پہلے جو بتایا
ان سب نے اس سے نفع تھا خوب اٹھایا
جب آگ سے تھی لنکا انہوں نے سب جلالی۔ آتش لگی وہ دم کی پانی میں بجھالی
کر لی انہوں نے جس دم تھی شہر کی پامالی۔ چھوٹی سی اپنی صورت جلدی ہی پھر بنالی
اس حال میں جلد وہ سیتا کے پاس آئے
کر لیں انہوں کا درشن تسکین پھر یہ پائے

ہنومان جی سیتا سے

ماتا جی دو اجازت جلدی یہاں سے جاؤں کوئی چیز ایسی دیدو انہیں جو جا دکھاؤں
جلدی ہی رام جی کو احوال سب سناؤں کہتا ہوں میں ادب سے چرنوں پہ سر جھکاؤں
سنا جو جانکی نے چوڑامنی اتارا
دیکر کہا کہ بیٹا فرقت ہے کب گوارا
کہنا انہیں یہ جا کر اے ناتھ کیوں بسارا بن آپ کے یہاں پر مشکل ہے اب گذارا
مہلت صرف مہینہ کوئی دن کا ہے یہاں پھر اس کے بعد ستی سے میں کروں کنارا
تسکین کچھ ہوئی تھی تمہیں جو دیکھ پایا
تو نے بھی لیکن یاں سے چلنے پہ چت لگایا

ہنومان جی

ماتا جی سن لیا ہے جو کچھ کہ ہے سنایا کرنا صبر ہے اب کیوں ہمت ہے ہلایا
راون کا ناش سمجھو وہ دن جلد ہی آیا لنکا میں رام جی نے ڈیرہ جب آ لگایا
لیکے وہ پھر اجازت اڑے جلد ہوا میں
اور بحر پار کر کے وہ آ رہے سپاہ میں

خوش ہوئے پھر رام جی وردان بھگتی کا دیا — کر دیا دلشاد جو جب پاس ان کے وہ ہوئے

رام چندر جی سگریو سے

کام ہے جب ہو چکا پھر دیر ہے بیکس لئے — اب تو لنکا پہ چڑھائی کی تیاری کیجئے

سگریو رام چندر جی سے

سر پہ مانے یہ حکم آپکا لاؤں بجا — تب بلائے سب وہ بانر اسقدر جب کہہ چکا
ہو گئے تھے شامل آ کے لاکھوں بندر ریچھ بھی — آ گئے تھے ہر سمت سے قسم قسم بے شمار
رام جی تھے خوش ہوئے یہ دیکھ کر فوج و سپاہ — کوچ لنکا کی طرف کرنیکو اٹھ کر پھر کہا

لنکا کی حالت ہنومان جی کے جانیکے بعد

بجرنگ کو بیٹھے سمجھے ہو نہ اک نادان — اس لئے آتش لگا دی دم کو انکی بے گمان
ان کو تو تھی دل لگی کی تب ہوئے برباد وہ — جل گیا تھا شہر سب وہ مضطرب تھے وہاں
کھانے پینے کی بھی چیزیں اک سرے سے جل گئیں۔ پھر کیا سامان اکٹھا ہو لاچار و نیم جان
وہ ڈرے بجرنگ کی پھرتی و تیزی دیکھ کے — خوف چھایا تھا دلوں پہ جس کا ہوتا نہ بیان
مندودری نے شہر والوں کو جو دیکھا مضطرب۔ آ کے بولی ہاتھ باندھے راجہ راون سے وہاں
ناتھ لیجے مول ہرگز دشمنی نہ رام سے — کون جانے کیا غضب وہ آ کے ڈھائیگا یہاں
ایک آیا دوت اس کا لنک اسنے دی جلا — واجب ہے اب بھیج دیں جانکی کو تم وہاں
مر چکا میرا طفل وہ لاڈلا اکشے کمار — اور رعیت ہو رہی ہے آپ سے کچھ بدگمان
رام کے آنے سے پہلے کچھ کرو تدبیر بھی — پھر نہ ہوگا کام جب وہ آ جائینگے خود یہاں

راون مندودری سے

کسقدر بزدل ہے عورت وہم کیا چھایا ہوا۔ کیوں ہوئی ہے تو پریشان خوف کیوں کھایا ہوا

کیا ابھی ٹوٹے گی ہمارا بندروں کی یہ بپتا — راکشش لیں گے سمجھ یہ ناشتہ آیا ہوا
تم کو کیا معلوم کہ ہے اک عالم میں ہری — راجہ اندر خوف سے پھرتا ہے گھبرایا ہوا
رانی ہو کے تو مری پھر خوف کھاتی بیقدر — بے فکر ہو رام کا نہ خوف ہی کھایا ہوا

اسقدر بتلا اسے پھر آ گیا دربار میں — کیونکہ نخوت کا نشہ اسکو تھا کچھ آیا ہوا
آتے ہی یہ دی خبر تھی مخبروں نے بھی تبھی — بندروں کا اک کٹک اس پار پہنچا آیا ہوا

راون

کیوں ہوئے حیران تم وہ آ گئے تو کیا ہوا — دیوتاؤں تک کو ہے جوہر دکھلایا ہوا
کانپتے ہیں نام سنکر بھاگتے ہیں خوف سے — رعب کچھ ایسا ہے میرا ان کے دل چھایا ہوا
دیوتا کیا جانتا ہوں میں یہ اک ناچیز ہے — تیغ اپنی کا مزا بھی انکو دکھلایا ہوا
طاقت ہے کیا بندروں کی اور آدم زاد کی — آنے دو میں انکے ڈر سے ہوں جو گھبرایا ہوا

وزیروں کا راون سے کہنا

آپ کا اقبال بر اوج فلک آیا ہوا — کل ملک پہ رعب بھی ہے آپ کا چھایا ہوا
کانپتے ہیں ناگ کنر جن اشٹرو دیوتا — ان کو جلوہ شان اپنی کا ہے دکھلایا ہوا
آپ کا اقبال دائم ہے ہمیشہ قائم ہے — موت کو بھی آپ نے ہے باندھ ڈلوایا ہوا
آپ کو پھر خوف بندہ کس طرح سے ہو سکے — کون ثانی آپ کا اور کون ہم پایہ ہوا

آ گیا پھر واں وبھیشن جھکا تعظیم سے — لے اجازت پھر وہ بیٹھا سوچ میں آیا ہوا

راون وبھیشن سے

ہو برادر تم مرے اور راج کے ہو خیرخواہ — ہے خبر کہ رام لیکے فوج ہے آیا ہوا
اسلئے کچھ رائے اپنی دو جلد مجھکو بتا — ہاں لوں گا مشورہ گر ہو پسند آیا ہوا

وبھیشن

بہتر ہے کہ رام کو واپس کریں یہ جانکی — اب شان میں آپ کی فوراً جا پڑیگا بٹہ آن کی
غیر کی عورت کو لانا گھر میں یا اگر آپ یہ — ہے بگڑتا یہ دھرم نہ شدھ ہے ایمان کی
راج کی بھی ہوتا ہی بگڑتا اخلاق سب — ہو بیٹھیں بھی رعایا سوچتی طوفان کی
دشمنی یہ رام کے ساتھ کرنا ٹھیک نہ ہے — ہیں جگت کے وہ سوامی اور شکل بھگوان کی
بدنظر سے دیکھنا بھی غیر عورت کو بُرا — ہے جگت کی ماتا وہ تو نام جس کا جانکی

مالونت راون سے

ناتھ! دنیا میں نہ ہوگا کوئی بھی ایسا بشر — جسکے دل میں ہو نہ صورت ست کے ارمان کی
ہیں بھلائی کرتے ہر دم نیک صفت جو بشر — اور بد ہیں سوچتے تدبیر کچھ نقصان کی
نیک ہوں اعمال جسکے بھلا ہے اتنا نیک ہی — اور بد کو سمجھو حق ہے اس نفس شیطان کی

وبھیشن راون سے

بات سنکر وبھیشن کا بڑھا اتنا حوصلہ — کر قدم بوسی وہ بولا اور سنئے آن کی
ہاں مناسب ہے یہی کہ جانکی واپس کریں — چھائے نہ ایکدم میں اک گھٹا طوفان کی

راون وبھیشن سے

ٹھہر جا پاجی کمینے بدعقل و بدتمیز — جانتا نہیں ہے کہ آنکھیں پھیر دوں بیمان کی
گو مرا تو ہے برادر پھر بھی ہے رعیت میری — یہ ثنا خوانی ہے کرتا میرے دشمن جان کی
ہر طرح سے ہوں میں مالک لنکا کی ان دنیا کا — ہوش کر دو لگا ٹھکانے لوں خبر ایمان کی
میں ہوں راون سورما وہ جس سے کانپتا — ہے جنہوں نے تیغ دیکھی ہو وے وہ ادبار کی
کھا کے میرا تو نمک کرتا حمایت رام کی — ہو گیا نمک حرامی ہٹ نیت شیطان کی
گر اہو کا خیر خواہ ہے ایکدم بس دور ہو — دیکھنا چاہتا نہیں شکل میں بے ایمان کی

وبھیشن

ہو گئی ہے گر خطا تو آپ معافی دیجئے اسطرح رسوا کریں ایسا حکم نہ دیجئے
میں تو دل سے خیر خواہ ہوں آج تک آپکا سوچ لیں اب غور سے اور یہ حکم نہ دیجئے

راون

بس چلا جا سامنے سے اور باتیں نہ بنا جب حکم ہے دیدیا پھر کام کیا ہے بتا

پھر وبھیشن نے جو دیکھا طیش میں راون ہوا کرکے وہ پرنام راون کو وہاں سے اٹھ چلا

رام کو ملنے کی خاطر پار آیا بحر سے آتے دیکھا مخبروں نے رام جی سے یہ کہا

مخبروں کا رام چندر جی کو کہنا

ناتھ آئے ہیں کچھ ہم سنانے کیلئے خواہش تھا بھائی راون کا آپکے لئے

رام چندر

کس غرض سے آیا ہے وہ بات یہ معلوم ہو لینے آیا بھید وہ یا دکھ اٹھانے کیلئے

سگریو رام چندر جی سے

اب تلک نہ راز ہے اس بات کا مطلق کھلا آیا ہو شاید ہمارا بھید پانے کیلئے
گر یہی ہو ٹھیک تو لیلو حبس میں اب اسے دو اجازت پھر نہ اسکو لنکا جانے کیلئے

رام چندر جی

کہتے ہو یہ ٹھیک نیتی کا تو ہے ایسا حکم وہ جگہ ہو ڈھونڈھتا شاید ٹھکانے کیلئے
اس غرض سے ہو اگر لینے شرن وہ آرہا تب مدد کرنا سنا سب ہے بچانے کیلئے
آپڑے میری شرن میں جو لاکھ پاپی ہو اگر پھر اسے تیار ہوں نہ چھوڑ جانے کیلئے
گر وہ ہو کچھ بدنیت مکار بنکر آرہا لکشمن کافی ہے اسکو بس مٹانے کیلئے

بھانپ لیتا ہے وہ دشمن کی نیت کو دور سے ۔ جا کہو اب پاس میرے اسکو آنے کیلئے

ہنوماں و انگد کا وبھیشن کو بلانے جانا

انگد اور ابن صبا دونوں نے پھر یہ جا کہا ۔ بھیجا ہے اب رام جی نے تمکو لانے کیلئے
بات سنکر تب وبھیشن ساتھ انکے ہو لیا ۔ آرزو تھی رام کا درشن جو پانے کیلئے

رام جی کو جب وبھیشن نے دیکھا دور سے ۔ جھک پڑا وہ پریم اپنا وان جتانے کیلئے
کر لیا پرنام تو یہ ہاتھ باندھے کی عرض ۔ ناتھ آیا بیکسی اپنی جتانے کیلئے
بھائی چھوٹا میں ہوں راون کا وبھیشن نام ہے ۔ گھر سے مجھکو نکالا دکھ اٹھانے کیلئے
آپکی عظمت سنی تو ہوا شرن میں آ لیا ۔ ماسوا چرنوں کے نہ تھی جا ٹھکانے کیلئے

رام چندر جی وبھیشن سے

کیوں ہوئے حیران دست خوف کیوں تمپر چھایا ہوا ہے ۔ تمہارے بھائی راون کو غرور آیا ہوا
حال سناؤ حال اسکا کسطرح سے گذرتی ۔ موت سر پہ چڑھی جو یہ کبر چھایا ہوا

وبھیشن رام جی سے

آپکی دیکھی شکل تو دور کلفت ہو گئی ۔ تر گیا ہوں اسوقت جو آپکا سایہ ہوا
آپکے چرنوں سے پریتی جو نہ کر سکا ۔ کہیں بچا نہ موت سے وہ منہ میں آیا ہوا
سکھ نہیں ملتا سدا جو آپکا نہ کرے بھجن ۔ لو بھ موہ غصہ نزد انکا نہ آیا ہوا
پھر نہ رکھتا نفرت رغبت سے وہ کچھ لسط ۔ خوف اسکا کالعدم ہو جو شرن آیا ہوا

رام چندر جی وبھیشن سے

آپڑا میری شرن جو وہ پیارا ہو گیا ۔ جسنے چھوڑا چھل کپٹ آنکھوں کا تارا ہو گیا
میں حفاظت کرتا ہوں پھر اسکی دل و جان سے ۔ لو سمجھ پھر خوف اس کا دور سارا ہو گیا

باپ بیٹا زن برادر کی جو الفت چھوڑ کر / آپڑا میری شرن اسکو سہارا ہو گیا
ماسوائے ذات میری اور کی نہ خواہش جسے ہو / پریم کا جلوہ پھر اسپہ آشکارا ہو گیا
جیسے لوبھی دیکھتا ہے زر کو پورے پریم سے / اسطرح مجھکو بھگت دل سے پیارا ہو گیا
ہو گیا گرویدہ خاطر گون تمہارے میں دیکھکر / تم مرے اب دیکھئے ادھین تمہارا ہو گیا

دیوتا یہ سن کے بانی پھول برسانے لگے / سبھوں دل میں رام جی کی جے کا نعرہ ہو گیا
تب وبھیشن رام کے چرنوں میں جھک کے گر پڑا / نور کا پھر اون کے جلوہ آشکارا ہو گیا

وبھیشن رام چندر جی سے

یار بیڑا اب سمجھ لیا ہمارا ہو گیا / آپ کے چرنوں کا مجھکو جو سہارا ہو گیا
اب بنظر مہر مجھکو دان بھگتی دیجئے / آپ کے اس پریم کا جو یہاں نظارہ ہو گیا

رام چندر جی

پریم بھگتی ہو قلب میں خوف ہو پھر کس طرح / جو وصف لیا تجھے وہی پیارا ہو گیا

پھر منگایا جل سمندر کا وبھیشن کیلئے / لنک کا دیکر تلک شہ راج سارا دیدیا
جل گیا تھا جو کہ راون کے غضب سے پیشتر / رام نے آتے ہی اسکو ٹک سہارا دیدیا

رام چندر جی وبھیشن سے

ہاں وبھیشن اب بتاؤ کچھ صلاح دشمن / کسطرح لنکا میں پہنچوں لیکے اپنی سینا
پار جاؤں اس سمندر سے بتا تدبیر وہ / جس سے نہ ہو کچھ زیاں اور کام ہو پورا مرا

وبھیشن

ہو گئے مالک ہر کے پھر آپ کیا ہیں پوچھتے / آپ کی تو یہ بڑائی وید بھی نہ گا سکا
خشک کر دیں سب سمندر آپکے یہ تیر تو / بحر و بر خشکی سمندر ہے بنایا آپکا

ہے مناسب بحر سے چل کر کریں التجا — چاہتے ہیں ہم پار جانا دیدے ہمکو راستہ

رام چندر جی

ہاں وبھیشن ٹھیک ہے جو یہ بتایا مشورہ — ہاں پربھو البتہ اینگے جیسی ہے یہ التجا

لکشمن جی رامچندر جی سے

کیوں کرو تدبیر ایسی اور کیوں یہ التجا — یہ وطیرہ ہے انہوں کا کہ ہل رہتے جو سدا
چھوڑ دیجئے سب بھروسہ اور مجھکو دیں حکم — ایک پل میں آب کر دوں خشک ہے جو بحر کا

رام چندر جی

لکشمن بھائی مرے تو رکھ ذرا یہ حوصلہ — میں کرونگا اسطرح ہی جسطرح سے ہے کہا

دربار راون

مخبروں کو کہدیا کچھ بھید پانے کیلئے — بھیجا راون نے خبر انکو منگانے کیلئے
رام جی کو دیکھکر وہ چپ رہے خاموش تھے — وہ آئے تھے فوج کی گنتی لگانے کیلئے
مخبروں کا جب پتہ تھا بندروں کو لگا۔ آکے پکڑا کچھ سزا ان کو دلانے کیلئے
مخبروں نے ہاتھ جوڑے اور کی یہ التجا — ہم میں طاقت ہے کہاں صدمہ اٹھانے کیلئے
رام کے صدقے ہمیں تم مہر کرکے چھوڑ دو — آئینگے نہ پھر کبھی تمکو ستانے کیلئے
لکشمن نے دیکھ عاجز بندروں سے یہ کہا — چھوڑ دو اور دو اجازت انکو جانے کیلئے
تاکہ راون کو یہ جا کر حال سارا دیں بتا — اور آنے کی خبر بھی وہاں بتانے کیلئے

دوت پا کے تب خلاصی طرف انکا آگئے — ہوش آئی تب اکھیں پہلے تھے گھبرا گئے

راون مخبروں سے

کیسے ہیں وہ تپسی حال سارا دو بتا ۔ اور وبھیشن کو انہوں نے جانیے ہے کیا کیا
کیا کریں گے جنگ وہ یہ بھی کچھ سنا ہے ۔ فوج میموں کی سپاہ کو اکٹھا جو کیا

مخبروں کی التجا

ناتھ ہے یہ التجا نہ آپ غصہ کیجیئے ۔ حال سب ہمکو سنانے کا حکم بھی دیجیئے

راون

ہاں سناؤ حال سب وہ ٹھیک دیکھا جو وہاں ۔ جان بخشی میں کروں گا دور کرو شک گمان

مخبر

جب وبھیشن یہاں سے تھا تیار جانے کیلئے ۔ جا ملا وہ رام سے دیدار پانے کیلئے
پریم دیکھا اسقدر تو رام جی نے یہ کہا ۔ دیدیا اسکو تلک راجہ بنانے کیلئے
بندروں نے آکے پکڑا پھر رہے تھے جب وہاں ۔ ہو گئے تیار ہمکو وہ لے جانے کیلئے
لکشمن نے مہربانی سے دیا ہمکو چھڑا ۔ ورنہ وہ تیار تھے کچھ کاٹ کھانے کیلئے
آنے کو واپس ہوئے تو لکشمن نے یہ کہا ۔ دوں تمہیں پیغام راون کے سنانے کیلئے
یا تو آئے پاس لیکے جانکی کو رام کے ۔ ورنہ ہو تیار اپنی جان گنوانے کیلئے
فوج ہے جو بندروں کی ہو سکا نہ کچھ شمار ۔ سورما ہیں وہ بہادر جان لڑانے کیلئے
جس نے جلائی آکے لنکا اسکی گنتی ہے کیا ۔ اس سے بڑھکر سورما ہیں ان کھانے کیلئے
نیل نل انگد بہادر فوج کے سردار ہیں ۔ مستعد راکھشش ہونگے واں جلانے کیلئے
فوج کو پامال کر دیں وہ کئی تدبیر سے ۔ اٹھیگے دوڑیں راکھشسوں کو وہ تو کھانے کیلئے
کام آئے تو پتے لے سو نہیں ہتھیار سے ۔ ہوگا مشکل انسے دامن پھر چھڑانے کیلئے
آگئے ہیں رام اب تو اس سمندر کے کنار ۔ مانگتے ہیں راستہ وہ پار آنیکے لئے

راون کر اکر

وہ کہاں رکھتے عقل ہیں جنگ کرنے کیلئے — آگئے ہیں لے کے بندر ننگ کرنے کیلئے

چھوٹے ہیں کیا بات ہے وہ کیا نہیں ان جانتا — ڈھنگ لاکھوں یاد مجھکو جنگ کرنے کیلئے

آگ پانی اور بجلی ہیں سبھی بس میں مرے — اک اشارہ کافی ہے پھر جنگ کرنے کیلئے

ڈھنگ اور بندر ہے ایکدم کردوں سبکو فنا — بھنگ ڈالوں تنگ ہیں بد رنگ کرنے کیلئے

ایکدم ہی انکی ہستی کو کروں کافور میں — ہے نہ دل انمیں عقل نہ ڈھنگ کرنے کیلئے

وزیروں کا صلاح دینا

آپڑے جب سامنا پھر عیش نہ کچھ جائیگی — بیقراری اضطراری رنگ اپنا لائیگی

ہو علم بیسود سب بیکار ہوں ہتھیار بھی — بندروں کی وہ سپاہ اب راکھشوں کو کھائیگی

چھوٹے نے آکر یہاں پہ سب بگاڑا کام — جو بگاڑی یہ طبیعت نہ سنبھالی جائیگی

رام آدم زاد کو نہ ساتھ لائے سوچ — بندروں کی یہ سپاہ نہ بھید کچھ بتلائیگی

اور وبھیشن کی زبانی بھید انکو مل گیا — اسوجہ سے بھی یقیناً زک ہمکو آئیگی

راون

رام ہوگا جب مقابل ہوش اسکو آئیگی — ایکدم ہیں ہستی اونکی تب فنا ہو جائیگی

میں بہادر سورما ہوں دھاک میری ہر کہیں — ایسی ہستی کون ہے جو بالمقابل آئیگی

دیوتا بھی ڈر کے آکر کانپتے ہیں اب تلک — خاک اڑ کر اس فرش کی آسمان تک جائیگی

کیا بگاڑینگے میرا وہ تو تپسی چھوکرے — ہوں مقابل جب مرے پھر ہوش انکو آئیگی

راکھشس جیسے بہادر مار ڈالے جنگ میں — ستا لانے کی کہاں پھر انہوں میں آئیگی

رام چندر جی کا سمندر کے کنارے کھڑے ہونا

تب سمندر پاس آکر رام نے کی التجا — خواہش ہے کہ پار جاؤں وہ جلد ہمرا سیتا

بھر نے اس بات کا جب دیا نہ کچھ جواب — رام نے غصہ میں آکر لکشمن سے یوں کہا

رام چندر جی

لا مرا تیر و کمان میں خشک کر دوں اب سبھی اپنے — انکساری عاجزی کو کچھ نہیں ہے جانتا
لالچی کنجوس عزت نہ کرے اخلاق کی — ہو عقل دینا اکارت اسکو جو مغرور تھا
دیکھا ہے نہ بیج اگتا کبھی بھی شور میں — اور مغیلاں کے شجر سے پھل لگا نہ آم کا

بات سنکر رام کی لکھمن ہوئے کچھ شادمان — لے آئے وہ رام جی کا پھر وہاں تیر کمان
رام نے چلہ چڑھا کر جوں لگایا تیر کو — بحر کا پانی جلا مانند کوہ آتش فشاں
جانور جو بیچ پانی تھے سبھی جلنے لگے — مگرمچھ گھڑیال سارے اور جو تھیں مچھلیاں
بحر نے لاچار ہو کر بھیس برہمن کا بنا — لایا موتی رکھ طلائی طشت بیچ ہیرا پنا
آکے پھر کی عجز منت آکے چرنوں میں گرا — پھر کہا میری خطا کو دیں بخش اے مہرباں
آگ پانی اور پرتھوی اور اصل جڑ ہیں سبھی — آپ تو بھگوان ہیں ہر بات سمجھے ہیں ازل
آپ ہی جب دیں حکم میرا غدر ہے نہ بجا — اور بخشا آپ نے ہی سمجھ کر مہرباں
جو کیا میں نے تساہل تو لی مجھکو سزا — اس خطا سے آپ کی مجھکو شرم ہے بیگماں
آپ کر دینگے حکم جو ہو جاؤں ابھی — میں مقابل ہو سکوں تاب مجھکو ہے کہاں
رحم آیا رام کو تب بحر کی سن التجا — عاجزی کو دیکھ کر یہ پھر انہوں نے کہہ دیا
سوچ کر تدبیر ایسی اب مجھے تم دو بتا — پہنچے نہ تم کو زیاں اور پار ہو جائے سپاہ

سمندر برہمن کے بھیس میں رام چندر جی سے

ناتھ جو ہیں اس سپاہ میں نیل نل آئے ہوئے — لائق ہیں اس کام میں رشیوں کی انکو ہے دعا
گر وہ اپنے ہاتھ سے پتھر کو چھوئیں آپ کر — وہی پتھر پانی اوپر تیرنے لگ جائیگا
پل بنیگا پھر تو فوراً اس ذریعہ سے تمام — پار ہو گی پھر آسانی سے تمہاری سپاہ

رام چندر جی

یہ تیری تدبیر سن کے میں بڑا ہوں خوش ہوا — رکھ تسلی اب نہ ہوگا مجھ سے کچھ نقصان ترا

لنکا کانڈ

پل کو تعمیر کر کے سمندر سے رام چندر جی کا پار ہونا

رام چندر جی

طرز آتا ہے یاد

دیتا ہوں حکم میں اب دیر نہ لگاؤ ہو جسقدر بھی جلدی اس کام کو نبھاؤ
پل کو تیار کر دو یہ فوج کو سناؤ ہو لنک پہ چڑھائی جو ہی کہ پار جاؤ
اس کام میں تساہل کرنا نہیں مناسب
یہ کام اب مکمل پورا کریں ہے واجب

نل نیل کو بلا کر یہ تھا حکم سنایا سب بندروں نے مل کر اودھر دھیان لگایا
پتھر پہاڑ سر پہ سب نے تھا تب اٹھایا نل نیل نے چھوا پھر پانی پہ تھا لگایا
پتھر وہ پانی اوپر تب تیرنے لگے تھے
جوڑا انہیں اکر سب کام میں لگے تھے

حاجت پڑی نہ پتھر کو لیپ وہ کچھ سہارا بھگوان کی شکت سے وہ پل بنا تھا سارا
پربھو کے کھیل کا تھا یہ ایک چمتکارا کچھ اور ہی طرح کا تھا اسکا یہ نظارا
تعمیر ہو چکا جب پل تھا ہر طرح سے
دیکھا جو ہی مکمل پھر رام جی تھے بولے

پہلے بنا کے مندر شو کی کروں میں پوجا شو جی میرے گرو ہیں انکا ہی لوں سہارا
ہو شو کا جو درہی اور داس ہو ہمارا وہ خواب میں بھی مجھکو لگتا نہیں پیارا

اس واسطے میں پہلے پوجا یہاں کرونگا
اس کام سے ہو فارغ آگے کو پھر چلونگا

مندر رامیشور کا پہلے تیار ہوگا — لنکا کی یہ چڑھائی کی یادگار ہوگا
جو جان و مال و دل سے اپنے نثار ہوگا — درشن کرے گا آکر وہ بھو سے پار ہوگا

یہ رام کے بچن سن منیوں سب ہوئے اکٹھے
لے آئے آشرم سے رشی جو تھے گرد کے

پھر رام ساتھ مل کر یہ کی انہوں نے پوجا — وہ استتی تھے گاتے کچھ پریم ان کو آیا
یہ آپ کی شکتی ہے تو پل بنا ہے سارا — بن آپ کی شرن کے نہیں اور ہے سہارا

ہو بے مثل پربھو تم قدرت کا ہو خزانہ
نل نیل کی سعی کا ہے بیچ میں بہانہ

جب ہو چکی یہ پوجا بندر و ریچھ سارے — خوش ہو گئے پھر دلوں میں وہ چل پڑے اِسے
رام اور لچھمن جی تھے درمیان سبھوں کے — ابن صبا و انگد سگریو ساتھ آئے

وہ ساتھ ساتھ پل کے تھے آبی جانور بھی
یہ آرزو تھی دیکھیں صورت وہ رام جی کی

تھا جوش میں سمندر تڑپے ہوا کے جھونکے — پانی کی موج کو جو اوپر کو تھے اٹھاتے
اِلا یہ جانور تو اُس جا سے نہ ہلے تھے — صورت وہ رام جی کی تھے دیکھ ہوئے مست

اس پل کی دو طرف کو اتنا ہجوم آیا
دو راستے بنے تھے مجمع وہ آ ہوا تھا

کچھ پریم میں مگن ہو وہ جا رہے تھے سارے — پھر پار ہو گئے آئے تھے بحر کے کنارے
آنکھیں ہی پھر رہے تھے الفت کے کچھ اشارے — ڈیرا تھا پھر لگایا اس بحر کے کنارے

پھر رام نے کہا یہ بے خوف ہوکے جاؤ
باغوں میں پھل جو دیکھو وہ توڑ توڑ کھاؤ
بندر کی ذات چنچل مشہور ہے زمانے سن حکم لگے وہ تھے شور مچانے
وہ جا کے راکھشسوں کو تھے پھر لگے ستانے کسی کی ناک کاٹی بنا دئے کئی کانے
راون کو تنگ آکر انہوں نے جا سنایا
لشکر نے رام جی کے ہے شور آ مچایا
راون نے جب سنا تو پھر ہوش گنوایا۔ غافل پڑا تھا پہلے کچھ نہ خیال آیا
جب رام پل بنا کر لشکر کو پار لایا اسکے اوپر پڑا تھا خوف و خطر کا سایہ
بے چین ہو گیا وہ کچھ نہ قرار آیا
جب مخبروں نے ایسا تھا حال کہہ سنایا

باطن میں ڈر گیا وہ ظاہر میں مسکرایا نہ دل ہی ٹھکانے نہ ہوش کچھ بھی آیا
تھی مضطرب طبیعت کچھ دل بھی تلملایا ناچار اٹھ وہاں سے گھر کی طرف تھا آیا
سنا تھا رانیوں نے پہلے ہی یہ فسانہ
کرینگے رام جی تو اب ست کا نشانہ

مندوری راون سے

اے ناتھ! غور کیجے کرتی ہوں التجا یہ غلطی میں پھنس جانا ہرگز نہیں روا یہ
نہ آپ پہ ابھی تک ہے راز ہی کھلا یہ قدرت کا زور گو ہے قابو میں کر لیا یہ
بدھی پر اور عقل بھی ہے رام نے عطا کی
یہ رام تو پرتھوی میں نہیں بات ہے خطا کی
نرسنگھ روپ ہو کر ہرن کشپ کو مارا چھلنے کو راجہ بل کے بامن کا روپ دھارا

پھر پرشرام ہوکر سہسر باہو تھا مارا — بالی سے سورما کو اک تیر سے تھا مارا

ہیں رام تو پربھو یہ دل میں یقین لایا

جو دشمنی کروگے ہوگا نہ کہیں ٹھکانہ

یہ مان لیں عرض بھی چھوڑ دیں بھرم کو — سیتا کو لے تو تم سنبھالیں اس دھرم کو

نہ خیر باد کہہ دیں آئی ہوئی شرم کو — جو سچ پوچھتے ہو اس دل کے بھی مرم کو

جونہی شرن کہ لو گے وہ رحم میں بھی آئیں

اور چھوڑ دینگے سوامی نہ آپ تیج لائیں

جوبن شباب گذرا اور آگئی ہے پیری — دو راج یہ لیسر کو ہے وقت یہ آخیری

ایشور کو یاد کرلو اور چھوڑ دو امیری — ہو رام سے نہ الفت تو خاک ملک گیری

ہیں رام گھر میں آئے تم پریم کو بڑھاؤ

سایہ رہے تمہارا مجھ پہ یہ مان جاؤ

راون مندوری سے

اے پران پیاری آکر کس وہم میں پڑی ہے — رنج و الم میں کیونکر نیچے نظر گڑی ہے

یاور ہوا نصیبا قسمت میری چڑھی ہے — قدرت بھی ہاتھ باندھے یہ سامنے کھڑی ہے

اندر بھی کانپتا ہے یہ سن کے نام میرا

حیران ہوں تمہیں کیوں فکر نے آن گھیرا

یہ دیوتا و دانو سبھی تو خوف کھائیں — جونہی کہ نام میرا سن لیں یہ بھاگ جائیں

طاقت نہیں ہے ان میں رکھتے لڑنے سے جی چرائیں — بس بندروں کو فوراً شکست ہے مار کھائیں

مندوری نے سوچا بے سود ہیں بہانے

ہے موت اس کی آئی نہ ہوش بھی ٹھکانے

راون کا وزیروں سے مشورہ لبطرز چاندنی کی اجوشی

راون نے تھا ہر طور سے رانی کو سنایا۔ لیک اسکو نہ تسکین تھا اثبات پہ آیا
کچھ دے کے تسلی وہ جلد وہاں سے تھا آیا ۔ تب آکے وزیروں کو حکم آن سنایا

رام آئے سپاہ لیکے ہیں اور لڑنے کی خاطر
تدبیر بتاؤ مجھے ہوں حال سے مضطر

وزیروں کا جواب دینا

گھبراؤ نہیں رام بنے آکے جو دشمن ۔ اک دن کریں ہم نام ہمیں نیست دہی فن
ہر طرف صدا آئے گی یہ نالہ و شیون ۔ راکھشس ہیں بخوف کلیجے میں یہ آہن

نہ ہوگا کہیں انکی یہ ہستی کو سہارا
یہ فوج کریں چٹ ہو اک آن گذارا

وہ دو تو بسی تو کیا آن لگا ڑیں ۔ روندینگے انہیں خون بہاں انکو لتاڑیں
یہ مار سپاہ انکی وطن ان کا اجاڑیں ۔ چڑھ جائیں گے چھاتی پہ تو سینے کو بھی پھاڑیں

کہاں زور کہاں تاب کہاں انمیں چالاکی
ہم دیو ہیں خونخوار وہ انسان خاکی

یاں لاکھ قسم کے تو ہیں ہتھیار میسر ۔ سب قوی بہادر ہیں جو فوجوں کے ہیں افسر
گھمسان کریں ایسا کہ ہوں حال سے بدتر ۔ بھولینگے سبھی ور ہوں حیران و ششدر

عورت کی جدائی میں ہوا رام پریشان
اس رنج میں رہتا ہے شب و روز وہ غلطان

اس غم میں گھلا ہے کہاں اسمیں ہے طاقت ۔ اسکو تو سدا بھاتی ہے عورت کی نزاکت
کیسی برتے پہ کرتا ہے وہ یاں آکے حماقت ۔ یہاں اسکو قضا لائی ہے ہوا اسکی ہلاکت

کس قسم کی امداد کریں ریچھ یہ بندر

جب بانوں گے مقابل تو کریں بیت کے اندر

ہر قسم کے ہتھیار طوفان بچائیں   اگن بان جو تیار جسم ان کا جلائیں
اک تیر ہیں ایسے کہ جو سیلاب بہائیں   ہتھیار کئی ایسے انہیں اندھا بنائیں

اک توپ ہے ایسی کہ جو ہی آن چلائی
اک آن میں کرے گی وہ لاکھوں کا صفائی

نادان وبھیشن کی کہاں ہوش ٹھکانے   لڑنے کے بھید ہنر اسکی بلا نہ جانے
بندر ہیں کیا چیز یہ چنچل و دیوانے   اور رام بھی ستی سے کدھر کے ہیں سیانے

تسکین کریں آپ نہ کچھ خوف بھی کھائیں
ان سب کو وہ اک آن میں مار گرائیں

راون کو سنا باتیں یہ ڈھارس تھی بندھائی   سبھی رنج دور ہوا ہمت عود کے آئی
ثنا خوان وہ ہوا دل سے بنا آن شیدائی   اب آیا یقین اسکو یہ کردیں گے صفائی

یہ دیکھ وزیروں نے اسے پھر سے سنایا
سنو بات ہے دائم یہ آپ کا سایہ

بنا رام ہے دھرماتما دہر میں مشہور   اس دھرم کے پیچھے ہے بنا اتنا وہ مغرور
ہے دھرم کیا چیز یہ اک جگر کا ناسور   احمق کی تسلی کو بنا کھیل یہ مشہور

ہوئے اگلے زمانے میں جو پہلے تھے دانائی
یہ وید کہانی ہے انہوں کی ہی بنائی

دو چار ملے ایسے تو پھر ان کو سنایا   یہ دھرم ہے وہ پاپ ہے اس بید نے گایا
جو مورکھ منتی آئے انہیں بھرم لگایا   دی ہوش بھلا ان کی نشانہ وہم بنایا

یہ دھرم بنا آکے ہے خود غرضی کی اوزار
پھسلانے کو احمق کے بنی آکے یہ گفتار
جو مود صو عقل کے ہیں کیا جنگ کرینگے ہو جائینگے مجبور تو کیا ڈھنگ کریں گے
جب آئینگے لڑنے کو تو ہو تنگ مرینگے یہ ڈھنگ کریں انسے انہیں دنگ کرینگے
وہ فن ہیں یاد ہمکو نہیں جسکا ٹھکانا
اک آن میں کردیں گے عدم کو بھی روانا

برہسپت کا راون کو سمجھانا

اے ناتھ اسنیں آپ میرے علم کی کہانی رکھ و ناداں ہیں کہتے جو زبانی
ہیں رام پربھو جن کا نہیں دہر میں ثانی وہ صورت نور ہیں یہ ہیں شکل شیطانی
نہیں جانتے راکھشش کہ دھرم چیز کیا ہے
لڑنے کے سوا انکو اور آتا ہی کیا ہے
خوشامد سے تو ہوتا ہے نقصان سراسر یہ پاپی ادھرمی ہیں نہیں چلتے دھرم پر
یہ سوچیں کہ اک دوت جو آیا تھا یہاں پر دی لنک جلا اسنے گیا خاک اڑا کر
اسوقت یہ جلیان وہ ہتھیار کہاں تھے
بدبخت یہ راکھشش بھی تو اسوقت حیران تھے
نہیں کام خوشامد سے کبھی آن کے چلتے ہیں کرتے ظلم جو وہ نہیں پھولتے پھلتے
پہلے جو نہیں سوچتے اور نہ ہیں سنبھلتے روتے ہیں وہ پھر ہاتھ ہیں افسوس سے ملتے
بہتر ہے وہاں لے کے جلد جانکی جائیں
سچی ہے سنو بات دھیان ادھر لگائیں

راون پرہست سے

کچھ سوچ سمجھ دل میں تو اے ہوش کے اندھے   تیری جانے بلا دہر کے کیا ہوتے ہیں دھندے
کس ایسا علم دیا خیالات یہ گندے   پڑا اس کے سراسر تو ہے شیطان کے پھندے

ہٹ جا تو میرے سامنے سے تو جا ابھی دور
کر دوں گا ابھی ورنہ یہ جان جسم سے کافور

پرہست نے سمجھا کہ ہوا آن یہ مغرور   اس شیطے کو سمجھانے کا کب میرا مقدور
نہیں ہوش ٹھکانے ہے کیا سوتے مجبور   رہتا ہے شب و روز اسی واسطے مخمور

چپ چاپ اٹھا وہاں سے دھیان اور لگایا
اور ہو کے وہ لاچار محل بیچ تھا آیا

راون وزیروں سے

راون نے کہا جلد ہی گویوں کو منگانا   قرار آئے گا دل کو جو سنوں ان میں گانا
مطرب نے شروع کیا تھا وہاں ساز بجانا   گایا تھا وہیں غزل و ٹھمری و ترانہ

طبلوں پہ پڑی تھاپ سرور انکو جو آیا
صد آفریں کہ سب نے تھا سر اپنا ہلایا

بھگوان کی مایا

دیا رام نے تب چھوڑ سمندر کا کنارا   تب کوچ کیا فوج نے یہ پا کے اشارہ
کوہ ایک نظر آیا جہاں لب سہارا   تھا چوٹی پہ جسکی اک لطف نظارہ
محفوظ جگہ پا کے کیا رام ٹھکانہ   چڑھی فوج پسند آیا جو مسکن کا بنانا
اشجار کے پتے جو نرم بہت تھے بچھونا بڑے   باہم ملا انکو وہ لکشمن نے تھے جوڑے
مرگ چھال بنی پتوں کی بچھڑا رام تھے لیٹے   سگریو کی وہ گود میں سر دھر کے پڑے تھے

انگد و ہنومان دباتے تھے چرن کو لکھمن تھے کھڑے پیچھے حفاظت اس کو

طرز :- دیگر

رام جی نے طرف مشرق کی جو اپنی پھر نگاہ - چاند آیا تھا نظر تھی پر لطف جسکی ضیا
ساتھیوں کو کر اشارہ رام جی نے تب کہا پہاڑ کے درے کی مانند ہے یہ پورب کی دشا
دیکھو نکلا چاند ہے شیر کی مانند دلیر مست ہاتھی ہے اندھیرے کو ہے اگدم جسنے کھا
چاندنی ہے پر لطف اختر ہیں سب گوہر مثال رات سمجھو منہ جیسی تو سب زیور ہے بنا
داغ بھی آتا نظر کچھ ہے پڑا یہ چاند میں ہاں بتاؤ تو سہی یہ تم سمجھتے ہو کیا

انگد رام چندر جی سے

راہو نے پہنچایا ہے یہ چاند کو زخم شدید وہی آتا ہے نظر یہ داغ کالے رنگ کا

سگریو

ناتھ! ایسا یہ بتاتے ہیں جیوتش کا علم یہ عکس پڑتا زمین کا داغ ہے جو چاند کا

رام چندر جی

چاند اور یہ زہر دونو ساتھ پیدا تھے ہوئے جسوقت تھا بحر کو یہ دیوتاؤں نے مہتھا
چاند نے بھائی کی الفت کو ذرا نہ بھولکر - اسلئے ہے زہر کو چھاتی سے بھی چمٹا رکھا

ہنومان جی

ناتھ! ہے یہ چاند سیوک دل و جان سے آپکا ؛ آپ کی اس مورتی کو اسنے ہے دل میں رکھا
اور صورت سانولی کا جو عکس اسمیں پڑا ؛ وہی آتا ہے نظر یہ داغ کالے رنگ کا

رام چندر جی وبھیشن سے

دیکھو دکن کی طرف کیسی ہے کالی یہ گھٹا ؛ بیچ میں چمکے برق ہے یہ ابر جو گرجتا

وبھیشن

ناتھ! بجلی کوندتی نہ یہ ابر کی ہے گھٹا ⁂ پہاڑ کی چوٹی پہ راون کا محل ہے یہ بنا
ہو رہا ہے اسکی محفل میں ہے رقص و سرود ⁂ رنگ کا کالے چھتر ہے سر کے اوپر چھا رہا
ہیں رکھے ہیں یہ رانی نے کنڈل جو کانوں میں ⁂ وہ عکس پڑتا یہ چھتر پہ ہے جبھی وہ چمکتا
تال ہے مردنگ کی اور ساز ہیں جو بج رہے ⁂ اسکی ہے آواز یہ کانوں میں آتی جو صدا
تیر جوڑا رام نے لیکر کمان ہاتھ میں ⁂ اور پھینکا جب اسے نیچے مکٹ وہ گر پڑا
جو سبھا کے لوگ تھے وہ دیکھکر حیران تھے ⁂ سوچتے تھے رنگ میں یہ بھنگ کیونکر آ پڑا
آیا نہ طوفان آندھی اور نہ کوئی زلزلہ ⁂ نہ پڑا اشتر نظر کیسے مکٹ یہ گر پڑا
بدشگونی کے ہوا معلوم یہ آثار ہیں ⁂ دیکھ انکو مضطرب راون نے پھر ایسا کہا

راون

کاٹ اپنے سر چڑھائے شو کے اوپر لاکھ بار ⁂ بدشگونی کیا ہوئی جو گر مکٹ ہے گر پڑا
شب زیادہ ہو گئی گذرا ہے بہت سا ⁂ جاؤ جا کے سو رہو کیجو فکر نہ تم ذرا

مندودری کا راون سے کہنا

ہٹ دھرمی چھوڑ دیں اور لیں خبر اوسان کی ⁂ راجی ہیں برہمہ مورت ہیں شکل بھگوان کی
وہ جگت کے ہیں سوامی مالک ہیں برہمانڈ کے ⁂ وہ قدرتوں کے ہیں مالک گو شکل انسان کی
پاؤں ہیں پاتال ان کے اور مستک برہمہ لوک ⁂ اور بدل جاتا ہے ابرو کا شکل طوفان کی
آنکھ ان کی ہے یہ سورج میگھ منڈل ہیں جٹا ⁂ روز و شب جھپکی یہ سمجھو بات لیں عرفان کی
سانس انکی ہے ہوا اور وید بانی ہیں بنے ⁂ دانت ہیں جمراج صورت لیں خبر آن کی
ہونٹ لالچ مایا ہنسی بازو سمجھو ہیں دشا ⁂ آگ مکھ اور ورن جیبھ بات سن لیں گیان کی
پیشاب ان کا ہے سمندر بال بنے اشجار کل ⁂ رگ و ریشہ ہیں ندی کھٹا کریں آپ پران کی
اندریں پیدا ہے ہیں آکے دوزخ کی شکل ⁂ و رات سے یہ مورتی جو جگت ہے آن کی

سب کی ہستی میں ضیائیہ رام کی ہے بس رہی ؛؛ دور کرو دھرم سب اور بات جو گیان کی
رام کے چرنوں میں پریتی تم سدا پیدا کرو ؛؛ تار ہے ناگ میرا لے لو تم جان کی

راون

سوہ بڑا ہے سورما ہو کیا صفت بلوان کی ؛؛ شاعروں کی بات سچ ہے جو انہوں نے بیان کی
عورتیں ہوتی ہیں چنچل جھوٹ سختی سے بھری ؛؛ صورت ہوتی ہیں غلاظت خوف اور اگیان کی
میرے دشمن کی تعریف تونے کرلی بہت سی ؛؛ مجھ کو ہے نہ خوف کچھ پرواہ ہے نہ نادان کی
یہ تیری ایثار نفسی دیکھکر ہوں خوش ہوا ؛؛ تونے باتیں جو کہی ہیں بھید کی اور گیان کی
پر نہ دل پہ رانی کی باتوں کا ہوا کچھ اثر ؛؛ رہی شکل ویسے کی ویسی مورکھ اس نادان کی

صبح اٹھکر رام جب اشنان سے فارغ ہوئے ؛؛ یاد کئے منتری تو وہ بھی آ حاضر ہوئے

رام چندر جی

فوج لیکے اب تو لنکا میں بھی ہم ہیں آگئے ؛؛ اب ہے کرنا کیا مناسب ہے صلاح آپکی
کام کرنا چاہتا ہوں نہ دھرم کے جو برخلاف ؛؛ اسلئے تدبیر وہ بتلاؤ جو ہو صاف صاف

جاموَنت

ناقص میں کیا کہ سکوں یہ قدر دانی آپکی ؛؛ قابل تعریف ہے جادو بیانی آپکی
میری مانئے ہیں ہیر انگد کو بنا بھیجیں سفیر ؛؛ جا کہے اون کو وہ جو سب زبانی آپکی
ہے بہادر سورما لایق مری دانست میں ؛؛ کام دے انجام ہو جو مہربانی آپکی

رام چندر انگد سے

جاؤ بیٹا لنک میں تم کام پورا یہ کرو ۔ جا کے یہ پیغام میرا لجیہ اون سے کہو
جب ملے موقع تمہیں تو خوب کرنا بات چیت ۔ کیا بتاؤں اور تمکو ہر طرح سے لایق ہو

انگد رام چندر جی سے

لائق ہے وہ پرش جس پہ مہربانی آپکی ٭ پریم الفت سے بھری ہے سخندانی آپکی
جاؤں راون کی سبھا میں آپکا پیغام لے ٭ آپکی ہے مہر مجھ پہ نگہبانی آپکی

التجا یہ کر زبانی وہ جگہ سے تب اٹھا ٭ رام جی کو سر جھکا کر وہ روانہ تھا ہوا

انگد کی روانگی

جا رہا تھا جب کہ انگد خوف نہ تھا نام کو ٭ وہ سنانے جا رہا تھا رام کے پیغام کو
پسر راون کا ملا تو اس سے پوچھا راستہ ٭ اسنے کی یہ چھیڑ خانی سوچا نہ انجام کو

انگد پسر راون سے

رام نے بھیجا مجھے یاں ہے سفارت کیلئے ٭ خواہ مخواہ نہ چھیڑ تو اس اجنبی گمنام کو

انکساری کو نہ سمجھا تھا وہ بدتمیز ٭ نہ لگا وہ تھا عقل سے نہ خلق تھا نام کو
دیکھ انگد کی شکل کو وہ تھا آیا طیش میں ٭ بدتمیزی سے نکالا منہ سے تھا دشنام کو
تب پکڑ بازو گھمایا اسکو انگد نے وہاں ٭ پھینک ڈالا پھر زمیں پر جلد بد انجام کو
راکھشوں نے جب یہ دیکھا ڈر گئے وہ خوف سے ٭ بھول گئے تھے اکسبے سودائی سب کام کو
آ گیا ہے بندر وہی تھی لنکا جس نے کی بھسم ٭ غل مچا کے کہ رہے یہ بات خاص اور عام کو
پھر تو انگد کو بتایا راستہ دربار کا ٭ ڈر رہے تھے دیکھ صورت بھولے تھے آرام کو
آ گئے تھے چل کے انگد تب دربار کے ٭ دھیان چرنوں میں لگایا یاد کیا رام کو

انگد ایک راکھشش سے

رام کا ہے دوت آیا جا کے راون سے کہو ٭ جسطرح سے وہ کہے تم آکے پھر آگاہ کرو

راون کا آگاہی پانا اور منتریوں سے کہنا

وہ وقت آیا رام کا جو پیش کر دو اب اسے ؛ دیتا ہوں اسکو اجازت بات جو ہے وہ کہے

انگد آیا پھر تو جلدی تھا نظر کے سامنے ۔ دیکھا راون کو وہ بیٹھا کر دفرے سامنے
تھا جسم قوی توانا لمبا چوڑا ڈیل ڈول ؛ جیسے ہے اک کوہ سیاہ نظر کے سامنے
دیکھکر جلدی اٹھے جو حاضرین دربار تھے ؛ جب سبھا میں انگد آیا تھا نظر کے سامنے
راون ان کی دیکھ حالت کچھ رنجیدہ ہو گیا ؛ دیکھا انکو تھا بنظر طیش کر کے سامنے
سر جھکایا جا کے انگد نے ادب تعظیم سے ؛ بن سنور کے پھر وہ بیٹھا فتنہ گر کے سامنے

راون انگد سے

کون آیا کس غرض سے ہے نظر کے سامنے ؛ دے بتا جلدی مجھے اظہار کر کے سامنے

انگد جی

رام نے بھیجا مجھے میں چل کے آیا سامنے ؛ ان کا یہ پیغام تمکو ہے سنایا سامنے
چونکہ تیری دوستی تھی باپ میرے سے بڑی ؛ سو چلکر تیری بھلائی کو ہوں آیا سامنے
پولستیہ رشی کے گھر لئے ہیں لیا تو نے جنم ؛ زور بل بھی شو کی بھگتی سے ہے پایا سامنے
چھا گیا جو تیرے سر پر راج کا ہے یہ غرور ؛ لایا چوری جانکی کو نہ اٹھایا سامنے
تو نے کی غلطی سخت یہ اب تو بہتر ہے یہی ؛ دھیان تیری بہتری کا مجھکو آیا سامنے
اب تو لے کے جانکی کو رام جی کے پاس چل ؛ وہ دیا لو دیں بخش جبکہ تو آیا سامنے

راون

او بڑے گستاخ بندا کیوں چلائی یہ زبان ؛ کس دلیری سے ہے تو نے یہ سنایا سامنے
کون ہے تو نام کیا ہے اور کسکا ہے پسر ؛ کونسا رشتہ تیرا جو آج گایا سامنے
رعب میرا سب بھلایا اور تو بیخوف ہے ؛ بدزبانی سے مجھے ہے کیا سنایا سامنے

انگد

انگد ہے یہ نام میرا ہوں میں بالی کا پسر ∴ دیکھا تمکو کئی دفعہ تھا وانپد آیا سامنے
بالی سے کیا نہ ہوا تھا کچھ بھی تیرا رابطہ ∴ کہدیا کیا جھوٹ ہی جو کچھ سنایا سامنے

راون شرمسار ہوکر

جانتا ہوں بالی کو میں ہاں سبھی ٹھیک ہے ∴ لیک مجھکو دیکھ یہ افسوس آیا سامنے
کسطرح نالایق بیٹا اسکے ہاں پیدا ہوا ∴ غیر کی سیوا میں تو جو دل لگایا سامنے
اب بتا مجھکو جلد تو بالی گیا ہے کہاں ∴ ہو گئی مدت نہ اسکو دیکھ پایا سامنے

انگد مسکراکر

ہوگیا تیرا ختم یہ آب و دانہ سامنے ∴ پوچھ لینا خود ہی جا کے جب تو جانا سامنے
خود بتلائے گا تجھے یہ باپ میرا پھر وہاں ∴ غور سے سننا اُسے اور دھیان لگانا سامنے
رام کی اس دشمنی کا پھل جو اُسنے پالیا ∴ تو بھی ملنا ہاتھ سُنکے تلملانا سامنے
رام جی سے جو ہیں رکھتے یہ عناد و دشمنی ∴ سہنا پڑتا ہے انہیں کو یہ نشانہ سامنے
رام کی سیوا کے بدلے آپنا نالایق ہاں ∴ ہوش رکھنا اور پہلو اب بچانا سامنے
جس غرض سے آیا ہوں میں سُنا پیغام وہ ∴ اور بیٹھا لے نصیحت عالمانہ سامنے
رکھ نصیحت صحیح و سلامت بنا تو یہ اور کو ∴ مجھکو نہ الفت یہ درکار یرانہ سامنے
کیوں نہ تیرا یہ سخن کہتے کلیجہ پھٹ گیا ∴ رام کی سیوا کے بدلے یہ سُنانا سامنے

راون غضبناک ہوکر

بد زبانی کر رہا جو سہتا ہوں یہ اسلئے ∴ راج نیتی سے ہوں واقف و ان نہ سزا اسلئے
چونکہ آیا ہے سفارت رام کا تو ہے سفیر ∴ لینے پڑتے ورنہ تجھکو بد زبانی کے مزے

انگد

بیشک ہے قانون و ان اور دھرم و الا بڑا بھی ∴ اسلئے ہی جانکی کو پیچھے لایا تو چرا

غیر کی عورت چرانا کون ہے قانون یہ ؛؛ جبکہ اس کا شوہر بھی نہ اسجگہ موجود تھا
تیری اس ہمشیر کی تھی ناک جبکہ کٹ گئی ؛؛ نیتی کو ہی جانتے خاموش ہو بیٹھا رہا
ہے شکر دیدار ہو ایسے نیتی وان کا ؛؛ ڈوب مر پانی میں کیا آتی نہیں شرم و حیا

راون

ہے بڑا نادان مورکھ کیا کہا او پر خطا ؛؛ میری ہمت اور طاقت کو نہیں جانتا
کئی دفعہ کیلاش پربت کو اٹھایا ہاتھ سے ؛؛ دیکھ یہ پرتاپ میرا شو بڑا پرسن ہوا
رام کو ہے کہاں دلیری وہ مقابل ہو سکے ؛؛ وہ تو عورت کی جدائی میں ہراساں ہو گیا
دیکھ حالت رام کی ہے لکشمن بھی غمزدہ ؛؛ اور تم سگر لو دو لو کیا لگا رہو گے بھلا
بھائی میرا جو وبھیشن بزدل ڈرپوک وہ ؛؛ جاموںت جو شاہ خرساں وہ تو بوڑھا ہو گیا
ہاں سپاہ میں ایک بندر ہے بہادر سورما ؛؛ آتے ہی جس لنک میں تھی آگ اسکو دی لگا

انگد زور سے ہنس کر

کیا وہ بندر آگے ہیچ پیچ بے وفائی کر گیا ؛؛ اور لنکا کو جلا وہ کیا صفائی کر گیا
آپ کی یہ لنک اور بندر وہ آ غارت کرے ؛؛ ہے تعجب کس طرح اپنی بڑائی کر گیا
قاصد ہے سگر لو کا وہ اسمیں طاقت ہے کہاں ؛؛ حیرت ہے وہ کس طرح جرات نمائی کر گیا
اسکو بھیجا تھا خبر لانے ہو امعلوم اب ؛؛ جاتے جاتے اسجگہ کی بھی صفائی کر گیا
جب ہماری فوج میں ثانی نہیں کوئی آپ کا ؛؛ خواہ مخواہ کیوں آپ سے وہ ہاتھا پائی کر گیا

رام جی ہاریں تجھے ہو داغ انکی شان میں
لیک ہو کے کھشتری پیچھے ہیں نہ آن میں

راون

کیوں نہ ہو تو اپنے مالک کا بھی دل سے خیر خواہ ؛؛ ہیں قلندر بھی نچاتے ڈگڈگی اپنی بجا

ذات تیری کا سبھاؤ ہے ہمیشہ سے یہی ٭ جسکے قابو میں پڑو دیتے ہو اسکو سر جھکا
اس ہنر کے واسطے میں جان بخشوں تیری ٭ ہے نظر رہتی ہنر پہ عیب تو نہ دیکھتا

انگد

ایسا ہی گنوان کہتے تھے تمہیں اہل صفا ٭ سچ ہے نہ تم میں مطلق شرم ہے نہ ہے حیا
جل گئی لنکا تیری اور ایک لڑکا مرگیا ٭ پھر بھی آئی کچھ نہ غیرت اور عبرت بھی ذرا
جو سنا تھا میں نے کانوں سے آکے دیکھا آنکھ سے ٭ اب تیری اس بے حیائی کا یقین ہو گیا

راون

اس تیری دانائی پہ نہ شک مجھکو کچھ ہوا ٭ لایق تھا تو جب ہی اپنے باپ کو بھی کھا لیا

انگد

کھا کے اپنے باپ کو میں تمکو بھی لیتا ڈکار ٭ پر تو میرے باپ کی زندہ بنا ہے یادگار
میں سمجھ تجھکو نشانی اسلیے ہوں چھوڑتا ٭ باہر کر دیتا میں ورنہ تیرے سر کا سب خمار
ہاں بتائیں آپ مجھکو کون راون آپ ہیں ٭ ہو رہا ہوں دل سے خواہاں اور اس کا طلبگار
ایک راون تھا گیا جب راجہ بل کے دوار پر ٭ اسکے لڑکوں نے تھا باندھا ہو کے دانا ہوشیار
رحم کھا کے اسکو راجہ بل نے تھا چھڑوا دیا ٭ آیا تھا وہ واں سے ہو گئے کچھ خفت و شرمسار
ایک راون سہسر باہو سے تھا لڑنے کو گیا ٭ باندھکر اُسنے دیا بچوں کو کھیلیں نہار
ایک راون برس آدھا در بغل بالی رہا ٭ ایک دن آیا نکل وہ کرکے منت بار بار
جو بتائے میں نے تینوں انمیں سے تم کون ہو ٭ طیش کی نہ بات یہ میری عرض ہے بار بار

راون

میں ہوں راون وہ کہ جسکے رعب کا نہ کچھ شمار ٭ کاٹ کے یہ سر چڑھائے شِو کے اوپر بار بار
میں اٹھا لیتا ہوں ہاتھوں سے کوہ کیلاش کو ٭ جانتے ہیں شیو جی جیسا ہوں عالی وقار
پاؤں رکھتا ہوں میں پر وہ کانپے اسطرح ٭ جیسے ہلتی ناؤ ہے جب مست ہاتھی ہو سوار

گر نہیں سمجھا مجھے تو اب مجھے پہچان لے ٭ رام کی نہ کر بڑائی اب یہاں نہ ڈینگ مار

انگد

تو رام کو بشر ہی سمجھے تو تجھ میں عقل نہیں ہے ٭ پڑا لگا دوزخ میں وقت آخر نہ چھوڑے
گنگا ندی کو ندی سمجھنا کلس کو تیجری جانے ٭ جو رام وبھیشن کو حیوان بتاتا تو فہم تجھ میں ذرا نہیں ہے
گرڑ کو گر تو پرند ہی جانے اور شیش کو جو تو سانپ مانے ٭ وکنٹھ کو جو تو لوک مانے تو سمجھوں تجھ میں جیا نہیں ہے
جو دوت آیا تھا طرف لنکا جلا شہر کو بھسم کیا تھا ٭ قتل وہ نیر اطفل کیا تھا جو طیش آیا ملا نہیں ہے
غرور تیرے یہ سر پہ چھایا خیال تجھکو ذرا نہ آیا ٭ یہ وہم الٹا مجھے لگایا جو رام سے تو ڈرا نہیں ہے
تو رام کا جو ہے گا دشمن تو پاپ بھر لگا دامن ٭ اٹھے محل سے صدائے شیون تو ایک تنکا بچا نہیں ہے

راون

انگد یہ کہتا کیا ہے منہ سے خیال تجھکو ذرا نہیں ہے ٭ یہ کنبھ کرن جو بھائی میرا کہ جس کا ثانی ہوا نہیں ہے
یہ میگھناد ہے جرار بیٹا مدد سے انکی جگت کو جیتا ٭ اندر کو بھی ہے مطیع بنایا وہ پھر مقابل چلا نہیں ہے
سپاہ جو بندر کی رام لایا بحر پہ ہے یہ پل بنایا ٭ یہ کام کب ہے بہادری کا پتہ کچھ اسکو لگا نہیں ہے
ہیں ہاتھ میرے اتھاہ سمندر ہزاروں ڈوبی خلق ہے انمیں ٭ نہ پار پایا کسی نے آکر سوا مقابل بچا نہیں ہے
اگر تھی انمیں یہ زور و طاقت کیوں بھیجا تمکو آئی نہ غیرت ٭ پیغام کی تھی نہ کچھ ضرورت اگر جو انکی مری صلح نہیں ہے
ہے کون دنیا میں بیر ایسا کہ جسکے سر کو کیا نہ نیچا ٭ غضب قضا کا ہے تیر میرا لگا ہے جسکو بچا نہیں ہے
بشر کے ہاتھوں ہے موت میری بتایا برہما تو آئی نہ غشی ٭ مقابل ہو کے کرے لڑائی جگت میں پیدا ہوا نہیں ہے

انگد

شبہ تو اسمیں ذرا نہیں ہے شرم سے بیشک بھرا ہوا ہے ٭ بڑائی کرتا ہے خود وہی کہتا یہ کاٹ سر کو دیا ہوا ہے
یہ بازیگر ہیں تماشہ کرتے ہزاروں کرتب ہیں دکھاتے ٭ وہ نہ انپہ بہادر ہیں وہ کہلاتے پھر یہ تجھکو پڑا ہوا ہے
کیسی ہے بھائی پہ ناز کرتا کبھی ہے کہتا جان بیٹا ٭ تو انکے نادان پن کیا ہے کہتا ناحق مورکھ بنا ہوا ہے
زیادہ باتیں سنا نہ مجھکو عقل نہ کچھ بھی شعور تجھکو ٭ خوشامدی تو سمجھ نہ مجھکو تو وہم کس میں پڑا ہوا ہے

شغال کو گر عدم پہنچایا تو شیر کا نہ بڑا ہے پایہ ؛؛ میں ہوش تجھکو دلانے آیا خمار یہ جو چڑھا ہوا ہے
نہ رام نے دی مجھے اجازت میں گر گیا ورنہ تجھے کیا بتاتا ؛؛ غائب نکال دیتا سبھی شرارت غرور جتنا بھرا ہوا ہے
جو رام جی کا نہ پاس ہوتا تو زور اپنا تجھے دکھاتا ؛؛ بنا کے مردہ تجھے سلاتا و ایک تو تو مرا ہوا ہے
شرابی لوبھی کنگال زانی ہو ہوے غیبت کی رائی ؛؛ دھرم نہ جانے نہ وید بانی ہاں جسکو جسکا پڑا ہوا ہے
مریض ہمیشہ دم بنا جو رہتا یا جسمیں کینہ بھرا ہے ستانا کرے جو چغلی سبھی ہیں وہ کو نام ندر ہا ہے
یہ سمجھ کرتا ہیں نہیں تو زعد تو ابھی ہوے اب ؛؛ نہ آجانہ چھیڑ مجھکو ستا زیادہ اسی میں سب کچھ بھرا ہوا ہے

راون

رام کی تعریف کرتا کیا ہے منہ سے بار بار ؛؛ جسکو تو نے نکالا گھر سے پکڑ لیے اختیار
پھرتا ہے اب ملک وہ خاک چھانے دشت کی ؛؛ اور عورت کی جدائی میں ہوا ہے وہ لاچار
ہا سوا اسباب کے ہے خوف میرا رات دن ؛؛ جیتہ کیا ہے رام اسکو راکھشش دینگے مار

رام کی نندا یہ جب راون ناکارہ ہو گیا ؛؛ سنکے انگد طیش سے مانند انگارا ہو گیا
ہاتھ اپنے دونو مارے تھے زمیں پہ زور سے ؛؛ بھاگ نکلے سب وہاں سے خوف بھارا ہو گیا
تب زمین بھی کانپ اٹھی اور زلزلہ سا آگیا ؛؛ تاج شاہی گر پڑا راون کا نظارہ ہو گیا
ہوش اور اوسان راون کے رہے نہ برقرار ؛؛ یہ دھماکا سینہ میں مانند انگارا ہو گیا
کچھ مکٹ جو گر پڑے انگد نے جھٹ انکو اٹھا ؛؛ رام کی طرف پھینکا وہاں شرارہ ہو گیا
ڈالے وہ بجرنگ نے پھر رام جی کے چرن میں ؛؛ دی انہوں نے جب اجازت اور اشارہ ہو گیا

طرز:- آتا ہے یاد مجھکو، راون گھبرا کر

راکھشش میرے بہادر اب دیر نہ لگاؤ ؛؛ بندر پکڑ کے جلدی میرے نزدیک لاؤ
دونو جو ہیں تپسی زندہ پکڑ کے لاؤ ؛؛ دیکھو اور بندر سب مار کھاؤ
انہوں نے آکے کیا ہے مجھے اب ستایا

یہ خوف عجب ہرا نپہ ذرا نہ چھایا

انگد

بے حیا تو ہو را نہ کچھ شرم بھی آئی ٭ شہوت پرست ہو کر یہ عقل گنوائی
آیا نہ گیان تجھکو بنتا ہے بال گیانی ٭ اب دیر نہ ذرا بھی ہے موت تیری آئی
آ جائے گی ہوش تجھکو راکشش سبھی جب بچینگے
بندر وہ آ کے تجھکو پامال جب کرینگے

آنکھوں سے تو ہے اندھا گو سب علم پڑھا ہے ٭ یہ بہوت کا شکاری سر پہ تیرے چڑھا ہے
ہو رام کا دروہی وہ نرک میں پڑا ہے ٭ پربھو ہیں رام جنسے یہ کال ڈر رہا ہے
یہ تیر رام کے اب تیرا لہو پئیں گے
بچینگے کسطرح سے اور کب تلک جئینگے

نہیں رام کا حکم یہ ورنہ تجھے بتاتا ٭ یہ توڑ دیتا سر کو یہ لنک کو ڈبوتا
پتا تلک نہ اسکا پھر تجھکو ہاتھ آتا ٭ ندیاں میں راکششوں کے اس خون کی بہاتا
جو رام کو کہے ہیں کلمے یہ ناروا ہیں
کی نہ شرم ہے بطلق خالی سے تو حیا ہے

دیکھوں میں زور طاقت یہ اک شرط لگاؤں ٭ کھڑا میں ہو سبھا میں پاؤں کو اب جماؤں
تینے جو دھیان لگا کر تو بات آ سناؤں ٭ ہٹوں نہیں دھرم سے نہ بات کو پھراؤں
میرا جو پاؤں تیرے یہ سورما ہٹائیں
تو رام چھوڑ سیتا واپس چلے وہ جائیں

راون

یہ تو احسان نسخہ میرے ہے ہاتھ آیا انگد نے آ کے شیخی میں جو مجھے سنایا

یہ جان بوجھکر ہی پھندے میں میرے آ پڑا بن رام کے ہی پوچھے شرط کو ہے لگایا

یہ راکھشوں کو جلدی میرا حکم سنادو
بندر کا پاؤں آکر فوراً پرے ہٹادو

پھر رام کا دھیان کر انگد نے پاؤں جمایا ۔ راکھش سبھی تھے آئے پاؤں کو کچھ ہلایا
ہمت تو کی بہتیری اور زور بھی لگایا ۔ مگر پاؤں ہلا نہ ہٹنے سے بھی ہٹایا

ہوئے وہ پانی پانی شرم سے سر جھکائے
اپنی جگہ تھے بیٹھے اور گئی دھیان سے آئے

جب ایک نے بھی آکر پاؤں کو نہ ہلایا ۔ تو دل ہلا تھا راون کا اسکو خوف چھایا
یہ وہم اور تکبر سبھی وہ ٹک چھلایا ۔ لعنت ہے ور دل کو پاؤں جو نہ ہلایا

دیکھا کہ پست ہمت بیٹھے ہزار ہو کر
اٹھا تھا خود وہ راون کچھ شرمسار ہو کر

انگد

راجہ تو ہو کے میرے پاؤں پہ کیوں ہے آ پڑا ۔ میں دوت رام کا ہوں پھر کیا سلطے کیا
کیا لاج نیتی کو بھی تونے ہے اب بھلایا ۔ کیوں رام کے چرن پہ تو ہاتھ نہیں لگایا

ملتی ہو تجھکو حاصل گر منہ ادھر کو موڑے
کیوں ہاتھ مجھ بندر کے آگے ہیں آکے جوڑے

صورت اداس راون نے اسوقت بنالی ۔ گردن شرم سے اپنی نیچے کو تھی جھکالی
ہوا زرد تھا چہرہ اور اڑ گئی تھی لالی ۔ پیچھے ہٹا وہ فوراً جب ہوش کچھ سنبھالی

ہوا خفت وہاں پر گھٹا وہ دلمیں آکر
کچھ مصلحت سمجھکر بیٹھا تخت پہ جاکر

لنکا کو پھر جلا کر تھا خاک سا بنایا ؛ اسکو بھی روکنے کا تمکو دھیان نہ آیا

پھر خواہش ہے لڑائی یہ رام جی سے چھیڑیں

ناحق جو جیت پائی اس زعم میں اکھیڑیں

انگد نے آ کے کیسی تقریر ہے سنائی ؛ ہٹ یہ آپ کی سب تھا میں اس لڑائی

کیوں خواہ مخواہ کی آفت گلے سے خود لگائی ؛ نادم ہوئے ہو خود بھی عزت سبھی گنوائی

کیوں چھیڑ خانی کی یہ سیتا کو لے گئے چرانے

اب آ پڑے گلے میں جھگڑے نئے پرانے

یہ تیر جس لگا کر ماریچ کو اڑا یا ؛ بالی سے سورما کو عدم میں ہے پہنچایا

یہ پل تیار کر کے ہے بحر پار آیا ؛ وہ رام تو پربھو ہیں ایسی ہے انکی مایا

پھر آپ کو نصیحت کرنیکو دوت بھیجا

قانون راج نیتی بھولے ہیں نہیں ذرا سا

اپنے جو زور بل پہ اتنا ہو ناز کرتے ؛ پاؤں پکڑ انگد کا اسکو ہلا ہی دیتے

جب ہو چکی شرط تھی پھر کیوں رہے ہو ڈرتے ؛ یہ شرط جیت والیس یوں رام کو ہی کرتے

تو مان التجا کو بگڑی کو اب بنا لو

جا رام کی شرن لو اور زعم کو نکالو

راون ؛

چاہتا نہیں ہیں آنکھوں سے دیکھ زہر پینا ؛ اسمیں بری ہے بھلائی میں کیوں بنوں کمینہ

جو جا کروں خوشامد تو خاک ہے یہ جینا ؛ بزدل نہیں ہوں ایسا نہ آنکھوں سے نابینا

کیوں خواہ مخواہ ہے میرا آ کر مغز کھپایا

احمق مجھے ہے سمجھا الّو مجھے بنایا

رام چندر جی سے انگد کی گفتگو

انگد کو رام جی نے یہ حکم تھا سنایا ؛ وہ حال تم بتاؤ جو دیکھنے میں آیا
انگد نے آکے پہلے چرنوں میں سر جھکایا ؛ پھر حال جو تھا دیکھا وہ سر تا پا سنایا

پھر رام کو کہا یہ مکٹ جو میں نے پھینکے
نہ تھے مکٹ وہ لیکن راجہ کے چار گن تھے

شام اور دام دو نو مع نند بھید سمجھے ؛ واں سے اڑا کے چاروں میں نے ادھر کو پھینکے
وہ آپ کے چرن میں فوراً ہی آپڑے تھے ؛ اب مستحق جو دیکھیں ان کے کریں حوالے

راون تو ہر طرح سے ہوا ہے دھرم ہینا
ہے اسکی موت آئی مشکل ہوا ہے جینا

سنا تھا رام جی نے تو وہ تھے مسکرائے ؛ اور منتری جو سارے فوراً وہاں بلائے
تب جامونت وبھیشن سگریو سنکے آئے ؛ تینوں نے ساتھ مل کر دی رام کو یہ رائے

حصے بنائیں چاروں اس فوج اور سپاہ کے
وہ گھیر لیں یہ راکھشش کوئی بھاگنے نہ پائے

تدبیر رام کو یہ بہت ہی پسند آئی ؛ کر کے انہیں اکٹھا پھر بات یہ بتائی
بنا کے چاروں حصے کردو شروع لڑائی ؛ پھر سب کو ساتھ لیکر لنکا پہ کی چڑھائی

جے رام لکشمن کی چاروں طرف تھی گونجی
لنکا پہ بدحواسی کچھ آکے چھا گئی تھی

راون ہنسکر

ان بندروں کو دیکھو جرات دکھا رہے ہیں ؛ کیسے یہ موت کے منہ میں آ رہے ہیں

برہما سامان کھانے کا خود ہی لا رہے ہیں ٭ ناحق شور و غوغا یہ آ مچا رہے ہیں
اے راکھشسو سنو اب جلدی یہاں سے جاؤ
ان بندروں کو مارو اب دیر نہ لگاؤ

آغاز جنگ

سنا حکم تو راکھشس نکلے ہاتھوں میں پکڑ کے ہتھیار ٭ کسی نے پکڑا تیر اور کسی نے پکڑی تیغ کٹار
برچھی نیزہ اور یہ بھالے خنجر پکڑے کسی نے تلوار ٭ جھپٹے گیدڑ طرح وہ آ کر جیسے دیکھ پڑا مردار
چار طرف پھر پھیلے آ کر شہر پناہ پہ کھڑے ہوئے
کئی توپچے منہ کھولے تھے کئی برج پر چڑھے ہوئے
جنگی باجے لگے بجانے ڈھول نفیری شہنائی ٭ جھانجھ مجیرا ڈھولک کی یہ صدا انکے کانوں میں آئی
سنے جو بزدل کانوں سے تو اسکو ہمت تھی آئی ٭ راکھشس تو تھے سبھی مسلح جرأت دانہ دکھلائی
ادھر تو کہتے رام کی جے ہو ادھر تھے کہتے راون کی
زور سے گولی چلانے لگے بارش ہو جوں ساون کی
بندر تھے بیخوف سبھی تو بے وہ کچھ ڈرتے تھے ٭ کود کے وہ برجوں پر آئے شور بڑا وہ کرتے تھے
راکھشسوں کو یہ جھپٹ کے انکو پکڑ زمیں پر دیتے تھے ٭ دانتوں سے تھے کھال نوچتے زخمی انکو کرتے تھے
سپاہ وہ راون کی گھبرائی اور انہوں کے اکھڑ گئے دم
آفت لیل سر پہ ناحق لوگ شہر کے کہتے تھے
بھاگ گئے دیکھا راون نے تو انہیں حکم یہ سنایا ٭ مار دو گولی ان پاجی کو خوف جو ہے تمہیں مارا
راج میں ہے آرام لیا اور کھاتے رہے ہیں نمک ہمارا ٭ وقت پڑے سے شرم دکھائی اڑے نہیں کیسے بیشرم تھا
راکھشس واں سے پھر لوٹے جب سنا حکم یہ راون کا
آن کے گولی لگے چلانے جنگ انہوں نے شروع کیا

زور سے آکر لگے وہ لڑنے تیر انہوں نے برسائے ۔۔ جرات انکی دیکھ دلیری بندر سب تھے گھبرائے
آگ برستی توپ کے منہ سے تاب وہ اسکی نہ لائے ۔۔ ڈھارس دی پھر فوج کو آکر ہنومان جی جب آئے

مغربی دروازے پر فوراً ہنومان جی آپہنچے
راکھشش تھے لیکر میگھ ناد وہاں پر رکھوالی کرتے تھے

انہوں نے پھینکا پہاڑ اٹھا جب وہ دشمن پر برسا اور روندے گیا ۔۔ طیش میں آکر دیا وہ گھونسہ میگھناد بیہوش ہوا
کوچوان بھی مرا وہاں پر رتھ تھا چکنا چور ہوا ۔۔ راکھشش لیکے میگھناد کو ڈالکے رتھ میں پیچھے بھاگا

توڑ کے در بھیڑ ہوئے وہ داخل قلعے کے اندر آکر
بندر بھی سب ساتھ ہوئے جب حوصلے ان کے آن بڑھے

انگد نے جب سنا کہ در کو ابن صبا نے توڑ دیا ۔۔ آن ملے وہ کود کے انکو جوش کچھ ایسا انمیں چڑھا
ملے یہ دونو خوشی میں آکر قلعے کو فوراً اتر گیا ۔۔ محل پہ راون کے کودے وہ اور کھمبوں کو توڑ دیا

شہر میں ایک شور رہا جب لوگوں کو بدحال کیا
مغربی حصہ ان دونوں نے طیش میں آ پامال کیا

راکھشش تھک کر جو ہوئے اور شام کا آکر وقت ہوا ۔۔ اتی کائے نے رچی یہ مایا جبھی اندھیرا گھپ ہوا
بھید جونہی یہ رام نے جانا بان اگنی وہ دیا چلا ۔۔ سبھی طرف سے اڑا اندھیرا اور وہ پیدا نور ہوا

بہت سے راکھشش مرے وہاں پر اور زخمی کئی آن ہوئے
ختم ہوا پھر جنگ وہاں پر دونو لوٹے سپاہ کو لے

۔۔ راون کا وزیروں سے مشورہ کرنا ۔۔

شام ہوتے ہی راون نے سب وزیروں کو بلا ۔۔ پہلے دن کی اس لڑائی کا نتیجہ کہہ دیا
ہوئی لنکا میں بے چینی حال ابتر ہے ہوا ۔۔ سنکے اسکی بات کو تھا مالونت نے یوں کہا

جسطرح ممکن صلح ہو رام سے کر لیجئے

تب میگھناد سے جھگڑا جا کی سمجھے

راون بالونت سے

سن تو اے ڈرپوک بزدل جب تو لوٹ رہا ہوا ❊ کھو گئی تیری عقل سب نہیں ہے کچھ حیا
وقت لڑنے کا جو آیا ہو سکے کیسے صلح ❊ کیا بتائی تدبیر تو نے سمجھ کچھ تو شرم کھا

تو لنکا کے یہ سیاہی منہ پہ خود ہی دور ہو
ورنہ بگڑے کام سارا اور اک ناسور ہو

تو ہے لوٹ رہا اس لئے دیتا نہیں تجھکو سزا ❊ ہے یہ بہتر اسوقت اپنی شکل تو نہ دکھا
بالونت یہ دیکھ حالت پھر وہاں سے چل دیا ❊ اس کے جاتے ہی لپسر راون نے منہ سے یہ کہا

آج کا جو جنگ ہوا کچھ اسمیں غفلت سے ہوئی
کل لڑوں گا پورے دل سے ہوش انکو آئینگی

وہ کروں میں شور جا کر ایک آفت دل پہ مچا ❊ ہو پریشاں دل سے بھاگے رام کی جو ہے سپاہ
دیکھ بیٹے کی یہ جرأت تب وہ دلمیں خوش ہوا ❊ بیٹھ ٹھونکی پیٹھ پھر مسرت سے کہا اے جیا

ہو چکا جب فیصلہ اور معاملہ یہ طے ہوا
سوچکر سامان جنگ کا تب سبھا وہ دی ہٹا

دوسری لڑائی

دوسرے دن جبکہ نکلا شاہ خاور پر ضیا ❊ خواب غفلت میں پڑی تھی ابتک راون کی سپاہ
اور اشارہ اب تلک نہ جنگ کرنیکا ہوا ❊ جبکہ بندر آ گئے تھے لنک میں کچھ جوش کھا

وہ چڑھے لنکا پہ فوراً شور و غل کرنے لگے
پتھروں کی پھر وہ بارش سب طرف کرنے لگے

راکھشس آئے پھر ادھر سے اور ان کا جنگ ہوا ❊ گولہ باری کی شروع یہ لڑنے کا تھا ڈھنگ ہوا

سر پھٹے تھے پتھروں سے اور پاؤں سے لنگ ہوا ۔ میگھناد آیا تھا لڑنے دیکھ کر وہ دنگ ہوا

اُس نے آتے ہی سبھا میں یہ گرج کر کہہ دیا

آج سب کی جان ماروں رام سمجھا ہے کیا

ہیں کدھر وہ رام لچھمن آئیں میرے روبرو ۔ ہیں کدھر نل نیل انگد ہوں جو مجھ سے دو بدو

ہے کدھر وہ بزدل وبھیشن بن گیا سب کا عدو ۔ سر اڑا دوں اس کمینے کا وہ گر آئے روبرو

اس قدر وہ بات کہہ کر ہاتھ لے تیر و کمان

تیر پھینکے اس طرح سے دھند ہوا وہ آسمان

تیروں سے اک آسمان پہ چھا گئی کالی گھٹا ۔ موت کی مانند لڑنے خاطر آ کے وہ ڈٹا

دیکھ کر ان کی دلیری بندروں کا دل پھٹا ۔ لڑنے آیا سورما وہ آ گیا یہ چھل بٹا

ڈالے بندر تھے فرش پہ نیم جاں تھے سب گئے

دیکھا یہ بجرنگ نے تو وہ اٹھا وہ آ گئے

جب وہ پھینکا کوہ گراں تو پیڑ اوں چھپ گیا ۔ وہ نہ آیا سامنے بجرنگ کو تھا جانتا

یہ بڑے ہیں سورما نہ کوئی مقابل ہے ہوا ۔ فوج اپنی چھوڑ ساری رام جی کے نزد آ

تیر پھینکے آ کے اس نے اور لگا للکارنے

رام نے وہ تیر کاٹے جو لگا وہ مارنے

آسماں پہ چھا گیا تھا آ کے وہ گرد و غبار ۔ کھیل کر تب اس دکھایا چھل کپٹ سے اس غدار

تھی برستی آگ گردوں سے پڑے تھے وہ انگار ۔ دیکھ کر حیران ہوئے بندر سبھی تھے بیقرار

لکشمن نے تب کہا پربھو اجازت دیجئے

لینے خاطر اب خبر اس کی روانہ کیجئے

لے اجازت لکشمن جی آ کے پھر لڑنے لگے ۔ ہر طرف انبار تیروں کے وہ پٹنے لگ گئے

وہ لڑائی آ ہوئی کہ خون کے نالے بہے — دیوتے آکاش میں تھے یہ تماشہ دیکھتے

لکشمن نے بان اگنی آ کے پھینکے وہیں

جنکے شعلوں سے وہ راکھش ایک دم جلنے لگے

پسر راون نے یہ سوچا مر گیا ہے کو جوان ÷ اور راکھش بھی ہوئے مر آ کے سارے بیجان

بان شکتی تب اٹھایا جب کہ تھا یہ دھیان ÷ لکشمن کی طرف پھینکا وہ گرے بیہوش واں

پسر راون کی تھی خواہش انکو واں سے لے اٹھا

کی بھی اس نے بہت ہمت پر وہ تھا ناکام رہا

تب وہ کچھ لاچار ہو اپنا قدم آگے بڑھا — شرم کے مارے وہ لنکا کو روانہ ہو گیا

زخمی اور بے ہوش لکھمن کو اٹھا ابن صبا — رام جی کے پاس اونکو ہو پریشاں آ گیا

بھائی کو بے ہوش دیکھا تو ہوئے لاچار وہ

رام جی کو دکھ ہوا اور ہو گئے بیزار وہ

دیکھ کر بیزار انکو شاہ خرشاں نے کہا — وید اک سکھین نامی شہر لنکا میں بڑا

بھیج دیں کوئی دست اپنا وید لانے کو ذرا — دے وہ آ کر اوشدھی تو لکشمن کو ہو شفا

جب سنا ابن صبا نے وہ گئے لنکا میں

اور لیکے وید کو وہ جھٹ پٹ آ گئے

سر جھکایا تھا چرن میں وید نے تجویز کیا — دونا گری پربت پہ ہے تھیں مرض اسکی دوا

سنجیونی ہے نام اسکا روز و شب جلتی رہے — گر منگا لیں آپ اسکو لکشمن کو ہو شفا

رات ہونے — بات ہونے سے ہی وہ بوٹی آجاوے یہاں

[illegible]

ہاتھ باندھے منتظر تھے واں کھڑے ابن صبا ٭ رام نے جانے کا انکو تھا اشارہ کردیا
وہ اڑے جوں کرکے ہمت جوں اڑے باد صبا ٭ دونا گریہ پونچنے کا تھا ارادہ کر لیا
مخبروں نے دی خبر راون کو جا اس بات کی
کال نیمی پاس جاکر اس نے ملاقات کی

راون کال نیمی سے

آپ آیا ہوں میں تم کو یہ سنانے کیلئے ۔ لایق ہے تو کام اسکو بھی بنانے کیلئے
دوناگر یہ بوٹی لانیکو گیا ابن صبا ۔ اسلئے تیار ہو تو واں پہ جانے کے لئے
بیٹھکر تو راستہ میں کچھ رکاوٹ ڈالدے ۔ تا ملے اسکو وقت نہ واں پہ جانے کیلئے

کال نیمی

مجھکو کب انکار ہے ابان لوں یہ بات تو ٭ ہے مگر مجھ میں نہ طاقت کچھ ہٹانے کیلئے
رام کے اس دوت کو میں کب مزاحم ہوسکوں ٭ کیا کروں تدبیر میں پھر واں پہ جانے کیلئے
ہے نہیں مناسب رام سے رکھنا عداوت آپکو ٭ دوستی کر لیجئے یہ جان بچانے کیلئے

راون

کیا کہا بدذات تو نے ہوش تیرے دل بھلا ٭ ہو گیا تیار مجھکو یہ سنانے کے لئے
میری ہو کے تو رعیت گر کرے انکار تو ٭ ہو جاؤں تیار تیری جان گنوانے کیلئے
خوف میرا سب بھلا یا بیشرم و بے حیا ٭ دیتا ہے الٹی نصیحت رنج لانے کیلئے

کال نیمی خود بخود

سخت مشکل میں پڑا ہوں سنکے اس تقریر کو ٭ ہے مناسب ٹان لینا جان بچانے کیلئے
وہ اٹھا واں سے جلد پھر ہو کے کچھ بجھو سا ٭ بھیس کر کے راہ میں بیٹھا تھا بھلانے کیلئے

باد کی مانند اڑ کر آرہے ابن صبا ۔ جا رہے تھے وہ دوا پربت سے لانے کیلئے
راہ میں دیکھا آشرم اور اک منی بیٹھا ہاں ؛ رام کی جس نے رٹ لگائی تھی سنانیکے لیئے
کوئی بھگت اسکو سمجھ کے جھک گئے ابن صبا ؛ آگئے تھے اسجگہ دیدار پانے کے لئے

کال نیمی ہنومان جی سے

کیسے اچھے بھاگ میرے آگئے جو رنگ لال ؛ سے قصد کیا کہاں کا آپ جانے کیلئے
اسوقت تو رام جی لنکا میں تو دیں لڑ رہے ؛ کیوں ہوئے مجبور ان کو چھوڑ آنے کے لیئے
دیکھتا ہوں حال وہاں کا گیان شکتی سے یہاں ؛ کر رہا ہوں انکا سمرن مکت پانے کیلئے

ہنومان

ہاں شکتی آلگا ہے لکشمن کو اے منی ؛ جا رہا ہوں اسلیئے بوٹی کو لانے کیلئے
راستہ میں پیاس مجھکو لگی ہے بہت ؛ دیجیئے پانی رکھا ہے گر پلانے کے لیئے

کال نیمی

دیکھیئے وہ سامنے تالاب پانی سے بھرا ؛ جائیے وہاں پیاس اپنی کو بجھانے کیلئے
واپس آئیں اسجگہ تو میں بتاؤں ڈھنگ وہ ؛ جسمیں ہوگی کچھ سہولت بوٹی لانے کیلئے

سنکے اسکی بات کو وہ آگئے تالاب پر ؛ پیاس اپنی کو وہ جلدی ال بجھانے کیلئے
لیک جونہی پاؤں اپنا آکے پانی میں رکھا ؛ مگرمچھ نے آکے پکڑا ان کو کھانے کیلئے
ایک جھٹکا دیدیا تو مگرمچھ مردہ ہوا ؛ آتما اسکی اڑی پرلوک جانے کیلئے
لینا سمجھ نہ یہ منی تھا اس نے چلتے وقت کہا ؛ کال نیمی ہے یہ بیٹھا یاں بھلانے کیلئے
آگیا ابن صبا کو طیش سنکر تب وہاں ؛ آگئے وہ پھر منی کی جان گنوانے کیلئے
آتے ہی اک لات ماری زور سے بدذات کو ؛ مار پھینکا فرش پہ اسکو مٹانے کے لیئے
آپ آئے کوہ کے اوپر تب لے جائیں وہ دوا ؛ پر نہ تھی پہچان انکو وہ لانے کیلئے

اس لئے وہ کوہ ہی سارا رکھ لیا تھا ہاتھ پر ؛ لیکے راہ رود ھ کی وہ پہنچانے کے لئے

ہنومان جی کا بھرت جی سے ملنا

کوہ وہ لے بجرنگ جی جبکہ چلے تھے آرز ؛ اشجار ان کے زور سے تھے راہ میں چکر کھا رہے
بھرت نے دیکھا انہیں تو دیکھ دلمیں وہ ڈر گئے ؛ راکشس نہ ہوں کہیں یہ خوف جو میں آ رہے
جھٹ نشانہ تھا بنایا ہاتھ لے تیر و کمان ؛ کھا زخم بے سدھ ہو کر وہ زمیں پر گر پڑے

گرتے ہی یہ رام ہائے رام تھا منہ سے کہا ؛ جب سنا تھا یہ بھرت آزردہ خاطر وہ ہوئے
رام کا سیوک ہے یہ تو پھر خیال آیا انہیں ؛ ہو گئے حیران دیکھا جب وہ غش میں آ رہے
بھرت نے انکو اٹھایا پر وہ نہ تھے اٹھ سکے ؛ ہو کے تب لاچار رو کر بھرت جی تھے کہہ رہے

بھرت خود بخود کہتے ہیں

رام سے بے لکھ ہو کر میں ناکارہ ہو گیا ؛ دوسرے مجھ سے ظلم یہ اور بھارا ہو گیا
کس غرض سے آیا ہے یہ کسکو تھا معلوم یاں ؛ تیر کھا کے اب مرا زخمی بے چارہ ہو گیا
رام کا ہوں گر میں سیوک تو یہ جلدی اٹھے ؛ یوں سمجھ یہ ورمیرا پاپ سارا ہو گیا
بھرت نے ایسا کہا تو رام کہتے یہ اٹھے ؛ پھر تو سینے سے لگایا تو سہارا ہو گیا

بھرت جی ہنومان سے

رام لکھمن اور سیتا کی خیریت دو بتا ؛ کس غرض سے اسجگہ درشن تمہارا ہو گیا

ہنومان جی

کیا سناؤں حال واں کا آپ کو میں بھرت جی ؛ غم سے ہے یہ چاک سینہ اور بیارا ہو گیا
راجہ راون نے چرایا جانکی کو جا وہاں ؛ جو ظلم اُسنے کیا وہ آشکارا ہو گیا
رام جی ہیں ساتھ راون کے وہاں پر لڑ رہے ؛ لکھمن میں غل مچا اور کچھ غبارا دہ ہو گیا

ان شکتی آن لگا ہے لکشمن کو جنگ میں ؛ نیم بسمل وہ ہوا تو خوف بھارا ہو گیا
نہ پہنچا میں صبح سے پہلے لیکر یہ دوا ؛ پھر تو سمجھو موت کا وار سر پہ آ کے چل گیا

جب بھرت نے یہ سنا تو ایک پیدا غم ہوا ؛ کہہ دیا گر اسقدر غم سے ہیں بے دم ہوا
رام کا تو کام مجھ سے ایک بھی نہ ہو سکا ؛ پاپی مجھ سا دہر میں پیدا ہوا تو کم ہوا
لیک اب تو سوچنے کا بھی وقت جاتا رہا ؛ دوت کے بھی رکتے کا اک نیا وہ غم ہوا

بھرت جی ہنومان جی سے

ہو رہی ہے دیر تم کو اے برادر اب یہاں ؛ رات گذری بہت سی اور ہے وقت کم ہوا
گر نہ پہنچا اسوقت تو یہ دوا لیکر وہاں ؛ تو یقیناً لکشمن کا دم اخیری دم ہوا
اسلئے تو پہاڑ لے کر تیر پر اب بیٹھ جا ؛ ایک لحظہ میں وہاں بھیجوں جبکہ تا نہ کم ہوا

ہنومان جی

آپ کے اس زور و بل کا دل و جان سے قائل ہوا ؛ پہنچ جاؤں گا میں خود ہی کس لئے یہ غم ہوا
ایکدم میں پہنچ جاؤں گا میں لنکا میں ابھی ؛ دیر نہ ہوگی ذرا ایسا نہیں بے دم ہوا
لے اجازت تب بھرت سے وہ روانہ ہو گئے ؛ لے اڑے وہ پہاڑ جسدم دو سارا غم ہوا

شری رام چندر جی کا لکشمن کو دیکھکر آہ و زاری کرنا

لکشمن اب دیکھ تجھ کو بیقراری ہو گئی ؛ کسطرح سے غش کی حالت تم پہ طاری ہو گئی
چھا گئی چہرے پہ زردی کسطرح بیدم ہوا ؛ کسطرح ظالم کی تجھ پہ ستمگاری ہو گئی
گود میں یہ سر ترا اب لیکے بیٹھا ہوں یہاں ؛ چشم پر آب میری لب پہ زاری ہو گئی
روتے روتے آنسوؤں کا تار بھی اب کم ہوا ؛ ہوش بھی جاتا رہا یہ بیقراری ہو گئی
کسطرح کی نیند گہری حیف تم کو آ گئی ؛ بات کرنے سے بھی اب پرہیزگاری ہو گئی

دیگر

چھوڑا تم نے لکشمن یہ دکھ دکھلانے کیلئے ؛ رہ گیا باقی یہاں صدمے اٹھانے کیلئے
کیا یہی تھا قول تیرا جبکہ چھوڑا تھا وطن ؛ کیا بھلایا ہے وہ سارا پیار بھلانے کیلئے
اب تو سایۂ عاطفت نہ باپ کا سر پہ رہا ؛ یہ چرخ نے دکھ دئے اب آ ستانے کیلئے
خویش بھی سب آ چھپے اور چھٹ گیا سارا وطن ؛ رہ گیا تنہا یہاں یہ خاک اڑانے کیلئے
اب کسے میں جا کہوں امداد میری یاں گئے ؛ ہے یہاں پہ کون محسن جاں بچانے کے لئے
بول اب لکھمن برادر دیکھ حالت زار یہ ؛ ساتھ آیا تھا مری کیا خاک اڑانے کیلئے
اب تلک نہ تو نے ٹالا جو کیا تجھکو حکم ؛ اب ہوا ہے کیوں آمادہ جی چرانے کیلئے

دیگر

لکشمن ! اس غم میں تیرے میں نہ خبر اوسان کی ؛ سدھ نہیں میری ٹھکانے نہ خبر اوسان کی
آئے نہ بجرنگ بھی اور رات آدھی ہو گئی ؛ کسطرح سے ہو تسلی اس دل نادان کی
وہ تیزی اور پھرتی میں بڑے مشہور تھے ؛ نہیں خبر کس راستہ میں وگ انکو آن کی
لکشمن یہ دیکھ حالت نہ رہا دل کو قرار ؛ دل میں پیدا غم ہوا جو تاب نہ ہے بیان کی
ساتھ کی صحرا نوردی چھوڑا تھا ماں باپ کو ؛ تو نے سوچی میری خاطر کچھ نہ سود و زیان کی
خاطر آرام میرے کئی اٹھائی سختیاں ؛ آج جو مشکل پڑی وہ کیوں نہ آسان کی
تڑپ رہا ہوں مثل ماہی آب الفت کے بغیر ؛ زور بازو اب اٹھو یہ کیوں شکل حیران کی

ـــــ :: دیگر :: ـــــ

مجھکو نہ معلوم تھا کہ آکے ہو گئے نیم جان ؛ اور دو گے غم جدائی اسطرح سے اب یہاں
مانتا فرمان میں نہ باپ کا گر جانتا ؛ اب ہوا ہوں دیکھ تجھکو میں بحال زار یاں
ڈھونڈے سے تو مل سکیں یار خویش اور سب بھی
پر حقیقی بھائی ملنا مشکل ہے نایاب بھی

بے پروں کا طائر کیسے آسمان پر اڑ سکا ؛ فیل بن خرطوم کے ہے بدشکل اور بدنما
بن تیرے اے لکشمن جینا مرا مشکل ہوا ؛ اب اودھ میں جا کسی کو منہ یہ کیا دکھلاؤنگا

لوگ سب تیار رہوں گے یہ سنانے کیلئے
کھو دیا بھائی سگا عورت کو لانے کیلئے

کھو گئی گر جانکی تو اس کا اتنا غم نہیں ؛ لیک صدمہ یہ سہوں تو موت سے یہ کم نہیں
بن تیرے ہے موت آئی سینہ میں دم نہیں ؛ جی اٹھو تم جان میری گر جائے تو غم نہیں

پوچھینگی ماتا میری تو کیا انہیں بتلاؤنگا
کسطرح میں خالی ہاتھوں اب وطن کو جاؤنگا

میں مروں گا ساتھ تیرے اسجگہ یہ ٹھن گئی ؛ مردنی کیوں چھا گئی اور بند ہوا ہے یہ دہن
ہو نہیں سکتا قصد اب بن تیرے سوئے وطن ؛ کیوں ہوئے خاموش ایسے اے مرے غنچہ دہن

میں اڑا دوں خاک دشمن کی اگر تو جی اٹھے
پھر چھڑاؤں جانکی کو کرکے حیلہ جتن سے

اب اٹھو اے بیر میرے انتظاری چھوڑ دو ؛ دو مجھے تسکین اب تو بیقراری چھوڑ دو
کھول دو یہ آنکھ اور غفلت شعاری چھوڑ دو ؛ بے وفائی کج روی اور یہ خواری چھوڑ دو

ہو رہا تھا حال مضطر اسطرح جب رام کا
کوہ گراں لے آ گئے واں اسوقت ابن صبا

لاتے ہی وہ پہاڑ آ کر سامنے رکھ دیا ؛ وید نے پہچان کر دی لکشمن کو وہ دوا
وہ اٹھے پھر از سر نو جب ہوئی انکو شفا ؛ رام جی نے پیار سے تب گود میں بٹھائے لیا

چھوڑ آئے وید کو پھر جا کے گھر ابن صبا
فوج نے نعرہ لگایا رام کی جے کار کا

تیسری بار جنگ ہمراہ کنبھ کرن

جب سنا راون نے یہ کہ لکشمن ہیں جی اٹھے ؛ وہ لگا افسوس سے تھا اپنے سر کو پیٹنے
کنبھ کرن کے پاس آیا بحال زار سے ؛ سو رہا جب خواب غفلت میں پڑا وہ چین سے

تب جگایا تھا اُسے کہ سینکڑوں تدبیر سے
اس نے پوچھا کیوں بھائی ہو تم ہوئے دلگیر جو

راون

رام نے ہے کی لڑائی اسجگہ پہ آ شروع خاک اس نے ہے اڑا دی آکے میری کو بکو
سورما ہیں اُسنے مارے بنگیا میرا عدو نیز اس کا موت سمجھو ایسا ہے وہ جنگجو

بان شکتی لکشمن کو تھا لڑائی میں لگا
ہوگیا بے ہوش پہلے پر آب جی اٹھا

کنبھ کرن راون سے

کیا کیا نادان تو نے ہو کے دانا ہوشمند کیوں چرایا جانکی کو ہو چانہ پست و بلند
اب جگایا کیوں مجھے یہ کام تیرا ناپسند ؛ اور کیوں تم نے لگایا یہ ڈالکر پہلے کمند

اب بھی لے کچھ ہوش تو اور یاد کر بھگوان کو
رام کا ہو دل سے سیوک یا تیرا کلیان ہو

سورما بجرنگ ہیں جب رام کے پیغامبر ؛ ہو مقابل رام کے پھر کون ایسا ہے بشر
کیوں نہ پہلے ہی جگایا جب ہوا یہ شور و شر ؛ آنے دیتا نہ یہ نوبت خاندان پہ سر بسر

ہونے دیتا نہ تنازعہ روک دیتا جنگ میں
اسکو پہلے ہی مٹاتا کر کے حیلہ ڈھنگ میں

رام ہیں بھگوان درت یہ کہا نارد نے کہا ؛ ہمیشہ گاتے استتی یہ شیش بھی اور شارد

یہ بتانے کا مجھے نہ ہاتھ آیا موقعہ ٭ خیر جو کچھ ہونا تھا یاں ہو اب ہے ہو چکا

اب جاؤ تم میں لڑائی میں ہو کے ہشیار
رام کا درشن کروں گا آنکھ بھر کے ایک بار

طرز آتا ہے یاد مجھکو

راون نے اسکی خاطر شراب بھر منگایا ٭ پیا تو کنبھ کرن کو سرور بھی تھا آیا
کھانے کو بہت سا کچھ کباب بھی منگایا ٭ کھا کر ہوا آسودہ تو کچھ نشہ بھی آیا

لڑنے کیواسطے وہ میدان میں پھر آیا
تب آ ملا وبھیشن چرنوں میں سر جھکایا

بھائی کو کنبھ کرن نے جونہی تھا دیکھ پایا ٭ اٹھا کے اسکو چھاتی سے بھی جلد لگایا
بولا تھا پھر وبھیشن اسنے یہ کہ سنایا ٭ ملنے کے واسطے میں راون کے جب تھا آیا

مجھکو ذلیل کر کے اسنے تھا تب نکالا
یہ آبرو گنوا دی عزت میں فرق ڈالا

غصے میں آ کے مجھکو دشنام بھی سنا دی ٭ اس بد زبانی نے تھی چھاتی میری جلا دی
معجون سم آلودہ گویا تھی یہ کھلا دی ٭ بھری سبھا میں میری عزت سب گنوا دی

لاچار ہو وہاں سے میں رام پاس آیا
انہوں نے دی تسلی یہ حوصلہ بڑھایا

سنا یہ کنبھ کرن نے تو اسنے کہ سنایا ٭ ہے آفریں تجھے جو دل رام سے لگایا
چھوڑا جو چھل کپٹ کو جیون سپھل بنایا ٭ تو لکھشوں کی کان میں جوہر ہے ہو کے آیا

راون کی ہوش تو ہے نہ اسوقت ٹھکانے
اسکو ہے آ کے گھیرا اس موت او رقضا نے

پھر لے کے وہ اجازت تھا رام پاس آیا ؛ آنے کا کنبھ کرن کے پھر حال تھا سنایا
تب بندروں نے سنکر اک شور تھا مچایا ؛ دوڑے وہ لیکے پتھر گھمسان اک مچایا

کسی چلایا پتھر کسی چٹان پھینکی
تھا وہ پہاڑ مانند پرواہ نہ اس قدر اکی

بجرنگ نے پھر آکر مقابلہ کیا تھا پر کنبھ کرن نے انکو زمین پہ تھا پھینکا
نل اور نیل انگد بے ہوش ہو پڑا تھا ؛ اس آتے ہی بلا نے سب کو بیحس کیا تھا

کمار کیسری کو پھر کچھ تھا ہوش آیا
انگد نے آنکھ کھولی نل نیل کو ہلایا

جلدی سے وہ اٹھے پھر اک شور تھا مچایا ؛ سنا جو کنبھ کرن نے تو اسنے بھی غل مچایا
پھر رام جی نے آکر جو تیر اک چلایا ؛ اسکی یہ ناک کاٹی تھا کان کو اڑایا

اس سے تھا خون نکلا مانند ندی وہ بہا
یہ حال دیکھ اپنا غصہ میں آگیا وہ

غصے میں آکے اس نے تھا بندروں کو کھایا ؛ جس کے تھے بھاگ اچھے کانوں سے باہر آیا
جب رام نے سپاہ کو کچھ بیقرار پایا ؛ تیر و کمان لیکر نشانہ پھر بنایا

راکھشس میرے ہزاروں جنکا شمار نہ تھا
گری سسکتے فرش پر جنکو قرار نہ تھا

وہ راکھشوں کے سر جو تیروں سے کٹ گئے تھے ؛ وہ سر یہ تیر لے کے ہوا میں پھر رہے تھے
لاکھوں کے ہاتھ پاؤں بھی تیر سے اڑے تھے ؛ وہ واقعی تماشہ قابل تھا دیکھنے کے

پھر کنبھ کرن نے غوغا تھا زور سے مچایا
اپنی زمین جسنے تھا عرش کو ہلایا

پھر رام کی سپاہ پر لیکر پہاڑ پھینکا جس سے تھا بندروں کو نیچے مثل ہی ڈالا

پھر رام جی نے اپنا تیر و کمان نکالا تیروں سے خون اس کا جسم سے پھر نکالا
وہ خون اسطرح سے بہتا تھا واں نظارہ
جیسے کہ کوہ سیاہ سے نکلی ہو رنگ ہے ہار
آنکھیں وہ خون آلودہ چہرے کو لال کرکے چنگھاڑ کر وہ آیا زبان نکال کرکے
بندر جو ہاتھ آئے انکو بے حال کرگئے گھمسان آمچایا جی پر ملال کرکے
یہ دیکھکر وہ بندر بھی غل مچا رہے تھے
اور رام کی دہائی منہ سے سنا رہے تھے
جب رام نے سنا یہ پھر تیر آ چلایا کاٹے وہ دونو بازو تھا ٹھنڈ سا بنا پایا
دوڑا وہ منہ پھیلا کر تب رام نے ہٹایا تیروں سے بھر دیا منہ وہ دیکھ تلملایا
پھر رام جی نے اس کے سر کو تھا کاٹ ڈالا
مردہ بنا کے اسکو فرش زمین پہ ڈالا
وہ سر اڑ کے واں سے راون کے پاس بھیجا جسکو وہ دیکھتے بے چین ہو گیا تھا
گرا وہ جب زمین پہ اندر سے نور نکلا وہ نور رام کے منہ میں آسما گیا تھا
دیکھا جو دیوتوں نے خوشی میں نہ سمائے
کی استتی انہوں نے یہ گن پڑھے گا

چوتھی جنگ ہمراہ میگھناد

کنبھ کرن کے نے ور بازو یہ بڑا تھا حوصلہ ہو گیا حیران راون جب سنا وہ مر گیا
رانیوں نے شور ماتم کا محل میں تھا کیا اک مچا کہرام آکر شور محشر تھا بپا
یاد کرتے تھے وہ اس کے زور اور پرتاپ کو
روک سکتے تھے نہ رونا اور دل بیتاب کو

میگھناد

دل کو دو تسکین کچھ اور بیقراری چھوڑ دو ٭ میں کروں سبکو فنا ہے آہ و زاری چھوڑ دو
دیکھ لینا ہاتھ میرے انتظاری چھوڑ دو ٭ میں کروں برباد دشمن غمگساری چھوڑ دو

کل میرے ہاتھوں سے کوئی بھی نہ جینے پائیگا
جو ملا ہے بر مجھے بے سود نہ وہ جائے گا

دوسرے دن لڑنے خاطر آگئے بلکے جوان ٭ تیغ اور تلوار نیزے ہاتھ لے تیر و کمان
ساتھ لڑنے کے لئے تھا میگھناد آیا وہاں ٭ راکھشس تھے سب مسلح آنکھیں جنکی خونفشاں

تیروں کی بوچھاڑ سے یہ دھند ہوا تھا آسمان
یہ صدا آئی کہ مارو زندہ چھوڑو نہ یہاں

سن رہے تھے گو وہ شور پر وہ نہ آیا نظر ٭ چھپ رہا تھا آسمان پر اور دیتا تھا ضرر
سب کھڑے حیران ہو کر دیکھتے ادہر ادہر ٭ سوچتے تھے کس جگہ ہے چھپ رہا بیدادگر

دم کے دم میں ایک گولہ آسمان سے آگیا
کئی ہوئے پھر نیم مردہ خوف سب پر چھا گیا

پھر چلائے فتنہ گر نے ہاتھ لے جو ناگ بان ٭ سانپ لیکر آ وہ لپٹے کر دئے سب نیم جان
لکشمن سگریو انگد نیل نل اور ہنومان ٭ ساتھ ہی یہ رام بھی تھے بندھ گئے رستم زمان

جب سبھی بے بس ہوئے تو میگھناد آیا وہاں
اور کچھ ناگفت باتیں آ کے اس نے کی بیاں

جاموونت جو شاہ خرساں وہ ابھی آزاد تھا ٭ سنکے یہ دشنام اسکی تب جھپٹ اسکو کہا
اب تو جاتا ہے کہاں موں رکھ کمینے ٹھیر جا ٭ تجھکو ایسی بدکلامی کا چکھاتا ہوں مزا

میگھناد جامونت سے

چھوڑا تجھکو اسلئے کہ اب تو بوڑھا سا ہوا ۔ لیک لیتا ہوں خبر تیری ذرا تو ٹھیر جا

اسقدر وہ کہکے لے ترشول اسپر چڑھا ۔ لیک ترشول شاہ خرساں نے تھا لیا
اور اس کے سینے میں تھی لات ماری زور سے ۔ جس سے وہ آدھم گرا اور ہو گیا بیہوش سا
پھر پکڑ کے ٹانگ اسکی اسکو پھینکا لنکا میں ۔ اور وہ اک برج لنکا کے اوپر تھا جا پڑا

حال دیکھا جب یہ نارد نے سپاہ رام کا ۔ اس نے بھیجا وان گرڑ کو ایک دم خود آ گیا
اسکے آتے ہی وہ بندھن کاٹ ڈالے تھے وہاں ۔ ایک لحظہ میں وہ سارے سانپ جنگل کو گیا
ہوگئے آزاد جب وہ سب کے سب آکر وہاں ۔ اٹھ کے دوڑے راکھشوں پہ پہاڑ پتھر کو اٹھا
کئی تو آکر نوچ ڈالے کئی کچل پھینکے وہاں ۔ باقی راکھشس جو بچے وے وہ لنکا کو بھاگا

میگھناد کا سادھن کرنا

جب میگھناد کو تھا ذرا سا ہوش آیا ۔ راون کے پاس خود کو پڑا ہوا تھا پایا
یہ دیکھ حال اپنا دلمیں وہ شرم کھایا ۔ اٹھ کے وہ جلد وہاں سے پہاڑ پہ تھا آیا
بیٹھا وہ اسجگہ پر گھاٹی کے نزد آکر
سادھن لگا وہ کرنے دل سے دھیان لگاکر

وبھیشن کا رام چندر جی سے اسبات کی نسبت کہنا

یہ ڈھنگ راکھشوں کے تھے جانتے وبھیشن ۔ وہ جانتے تھے ان کے کرتب اور سبھی فن
پھر رام سے کہا یہ سن لیں اے میرے بھگوان ۔ ہے میگھناد کرنے یہ اب گیا ہے سادھن
اگر ہوا مکمل یہ یگیہ اور پوجا

تو جیتنا پھر اس کا مشکل بڑا ہی ہوگا
اب یہ سپاہ ہیموں کچھ اسجگہ پہ بھیجیں ÷ جو اس کے یگیہ کو فوراً جا کے خراب کردیں
سنا یہ رام جی نے بولے وہ لکشمن سے ÷ اس کام کے لئے اب سپاہ یہ ساتھ لے لیں
تم آج فتنہ گر کو کر کے ختم ہی آنا
رکھنا دھیان اس کا اسکو نہ بھول جانا

نل نیل اور انگد سگریوں کے سارے ÷ لکھمن و شاہ خوشاں بجرنگ شور مچاریے
سن رام کے حکم کو تھے خوش ہوئے وہ سارے ÷ سب نے تھے پھر لگائے جے رامجی کے نعرے
جونہی حکم سنا یہ انکار پھر کیا نہ
لکھمن نے پھر کہا تب ہونے کو تھے روانہ

لکشمن جی

گر آج میں عدو کو نہ مار کر جو آؤں ÷ تو رام جی کا سیوک کبھی نہ میں کہلاؤں
مردہ بناؤں اسکو میں خاک پر سلاؤں ÷ فناہ کروں میں فوراً دوزخ اسے پہنچاؤں
گر شیو بھی آپ آکر اسکی مدد کرے گا
تو پھر بھی میرے ہاتھوں زندہ نہ وہ رہیگا
اتنا کہا زبان سے پھر ہو گئے روانہ ÷ کیا تھا عہد دل سے دشمن کو ہے مٹانا
ختم کریں گے اس کا دنیا سے آب و دانہ ÷ بنائیں گے اسے اب یہ تیر کا نشانہ
دیکھا کہ پسر راون خاموش بیٹھ رہا ہے
اور آگ میں آہوتی بھینسوں کی دے رہا ہے
یہ دیکھکر وہ سارے اسکو چمٹ گئے تھے کسی نے چڑھکے اوپر تھے بال اسکے نوچے
دانتوں سے اسکو کاٹا بندر تھے شور کرتے مگر ہلا ذرا نہ بیٹھا تھا وہ ضبط سے

بگڑا نہ حوصلہ بھی نہ کی تھی بیقراری
آخر لاچار ہو کر انہوں نے لات ماری

اسکو کیا نہ فازخمی سامان بھی بکھیرا ∴ کیا خوار اسکو گرد و غبار گھیرا
آنکھوں کے سامنے تھا اک آگیا اندھیرا ∴ اٹھا وہ تیغ لے کر غصے نے جبکہ گھیرا

دوڑا وہ طیش میں جب وہ سب تھے بھاگ نکلے
پیچھے پڑا یہ ان کے مردہ کئی گئے تھے

سپاہ رام نے پھر پتھر پہاڑ پھینکا ۔ یہ شور کر اٹھا پھر تھا وہاں سے باہر نکلا
یہ دیکھ لکشمن نے تیر و کمان جوڑا ۔ مگر وہ دیکھتے ہی واں غائب ہو گیا تھا

کرنے لگا لڑائی صورت کہیں چھپا کر
دھوکا فریب کی یہ جنگ شروع تھی آکر

کبھی وہ ظاہر ہوتا شکل کو بھی دکھا کر ∴ کبھی تھا غائب ہوتا اک تیر کو چلا کر
کبھی وہ ظاہر ہوتا تھا آسمان پہ جا کر ∴ کبھی وہ شور کرتا نیچے کی طرف آکر

آخر کو لکشمن نے چھاتی میں بان مارا
گرا وہ تب زمین پر عدم کو پھر سدھارا

بوقت مرگ اس نے یہ چھل کپٹ بسارا ∴ اور منہ سے نام لکشمن اور رام کا پکارا
یہ نام لیتے ہی وہ پرلوک کو سدھارا ∴ اور موت اپنی کا بھولا وہ رنج سارا

بجرنگ اسے اٹھا کر لنکا کے پاس لائے
رکھا نزد شہر کے در پہ وہ چھوڑ آئے

سنا جو دیوتوں نے پھولے وہ نہ سماتے ∴ گندھرب ان چڑھ کے تھے آسمان پہ آئے
جے کار رام جی کے نعرے تھے پھر لگائے ∴ باجے وہ دندلی بھی انہوں نے آبجائے

سپاہ کو لچھمن نے چلنے کو تب بتایا
پھر رام پاس آئے چرنوں میں سر جھکایا

جب رام نے تھا دیکھا خوشی سے کہ سنایا :: شاباش جو عدو کو عدم کو ہے پہنچایا
لچھمن کو آ خوشی میں چھاتی سے تھا لگایا :: الفت کا ہاتھ پھیرا یہ پریم تب جتایا

وہ میگھناد کا سر اپنے تھے ساتھ لائے
رکھا پربھو کے آگے خوشی میں جھک کے آئے

یہ دیکھ رام جی نے سگریو کو بلایا :: آیا وہ ہاتھ جوڑے تو اس کو یہ سنایا
رکھو یہ باحفاظت سر راکھشس جو آیا :: لیکن جو بھید اسمیں تھا وہ نہیں بتایا

سگریو نے رکھا پھر یہ سر جو راکھشس کا
زیر حفاظت اپنے نہ اور کو دیا تھا

بھجا بھی راکھشش کی اک تیر سے اڑی تھی :: جو جا محل سلوچن کے صحن میں پڑی تھی
سکھی تھی اک وہ اپنی اس کی نظر پڑی تھی :: جو دیکھ اس بھجا کو حیران ہو کھڑی تھی

سینے میں دم رکا جب ڈرنے یہ جی لگایا
حیران ہو سلوچن کے پاس آ سنایا

سکھی کا سلوچن کو آگاہ کرنا

دیکھا جو حال میں نے میں کیا کہوں زباں سے :: بھجا پڑی صحن میں گری جو آسمان سے
کیسے میں کہ سناؤں لاؤں میں دل کہاں سے :: آنسو ہیں میرے جاری اس چشم خونفشاں سے

جب سے گری بھجا وہ میں دیکھ کر ہوں آئی
سدھ بھی نہیں ٹھکانے سب ہوش ہے گنوائی

سکھی کی بات یونہی کانوں میں سن وہ پائی :: اسے وہ ساتھ لیکر تھی صحن میں پھر آئی

آگے بھبھی جو دیکھی تو سوچ یہ لگائی ۔ راون و رام جی کی شروع بھی ہے لڑائی

میرے جو ہیں سوامی لڑنے کو وہ گئے ہیں

معلوم نہ وہاں پہ کیسے وہ لڑ مرے ہیں

ان سے تو دیوتا بھی سدا ہیں یہ ڈرتے ؛ وہ دیکھ تیغ ان کی سدا ہیں خوف کرتے

جو سورما مقابل ہوا وہ سدا ہیں مرتے ۔ خدشہ رہے یہ لڑنے کا دھیان نہیں کیا دھرتے

پر بھید اس پربھو کا کسی نے نہ ہے پایا

یہ کال کرم بدھ سب اس کا ہے بنایا

یہ دیکھکر بھبھی بھی اسکو یقین ہوا نہ ؛ اسکو یہ یقین تھا پتی مرا موا نہ

یہ بینڈ چھوڑ بھوجن عورت کو جس چھٹنہ ؛ بارہ برس تک ایسا البتہ تو کوئی ہوا نہ

گر میں پتی برتا ہوں تو ہاتھ لکھ دکھاوے

مجھکو جو شک پڑا ہے اسکو جلد مٹاوے

سامان تب وہ لکھنے کا اسجگہ منگایا ؛ وہ لیکے سامنے پھر اس ہاتھ کے لکھایا

بھبھا نے اٹھ جلد پھر قلم کو تھا اٹھایا ؛ لکھنا شروع کیا تب یوں حال تھا بتایا

سامرتھ وہ پرش ہیں مجھے جنہوں نے مارا

کیسے کروں لڑائی عاجز ہوں میں بیچارا

مالک جو ہے جگت کا اس خلق کو بنایا ؛ روزی رساں ہے ہر اک کا رازق جو خود کہلایا

برہما مہیش وشنو تینوں نے جسکو گایا ؛ اس ویدنے بھی گا کر پتہ نہ جن کا پایا

یہ استتی ہیں گاتے شیش و مہیش سارے

ایسا وہ بے مثل ہے جو مورت کو بھی پالے

جسکے گنوں کی ہما شری بھی لکھ کر ہار ؛ چلتے ہی جسکی طاقت سے مہر و ماہ سیار

بھگتوں کے واسطے جو اوتار بن کے آیا ؛ گن اسکے کیا پرانی یہ کہ سکیں بچارے
ایسا ہے نام مُنہ پہ جو ایک بار ہوگا
وہ نام لینے والا اس بھو سے پار ہوگا
وہ سر مرا یہاں سے پربھو کے ہاں گیا ہے ؛ تیرے یقین خاطر یہ ہاتھ آ پڑا ہے
اس پہ یقین کرنا جو میں نے یاں لکھا ہے ؛ تقدیر کا لکھا یہ پورا اب آ ہوا ہے
تحریر دیکھکر وہ بے ہوش ہوگئی تھی
سینہ بھی ہل اٹھا تھا کچھ ہوش نہ رہی تھی
یہ دیکھ حال اس کا سکھیوں نے پھر اٹھایا ؛ پاؤں کو کچھ ملا بھی اور نخلخہ سنگھایا
جس سے سلوچنا کو پھر سے تھا ہوش آیا ؛ گھیرا تھا رنج و غم نے اس سوز نے جلایا
آنسو ٹپک رہے تھے اس چشم خونفشاں سے
کرتی تھی آہ و فغاں وہ کہتی تھی یوں زباں سے

سلوچنا کی بیقراری

کیا کہوں میرے سوامی حال میرا جو ہُوا ؛ کون دیگا اب تسلی دل پریشان یہ ہُوا
کانپتے تھے آپ سے تو اندر آدی دیوتا ؛ کہاں گئی وہ تیغ براں اور ہے وہ کیا ہُوا
کیا ضرورت تھی پڑی لڑنے کی جا کے بیریاں
تھے سمجھتے جبکہ قالب میں نہیں تاب و تواں
اب تو آگھنا آپ کا ہے ہو گیا دشوار سا ؛ چھوڑنا تھا گر اکیلی کیوں یہ ڈالا پیار تھا
اب تو غم کے کر دیا مجبور اور لاچار سا ؛ دل نہیں اب تو ٹھکانے ہو گیا بیزار سا
راون اور مندودری بھی آ گئے ہو بیقرار
شور شیون تھا ہُوا سب رو رہے غمگسار

روہے تھے سب وہاں پر شور ماتم کا ہوا ؛ آہ فغاں کی آہی تھی محل راون سے صدا
رو رہے تھے خویش سارے اور جو تھے اقربا ؛ لنک میں اک شور محشر اک سرے سے آ ہوا
بند کیا رونا سلوچن نے کہا المہاریہ
رام جی تو مان لینگے جب سنیں گفتار یہ
سر جو مانگوں شوہر کا تو کچھ انہیں انکار ؛ ساتھ لیکر چل مروں تا کہ ہو آزار یہ
وہ دیالو ہیں پر یہ سوا اور کام وہ دشوار نہ ؛ اس میں اب کچھ حیل حجت نہ مجھے زنکار
جب سنا راون نے ایسا تو سلوچن کو کہا
جا نہ ہے واں تو مناسب سوچ لیجیو تم ذرا

سلوچنا راون سے

آپ کی اس ہٹھ دھرمی نے کیا آگے خوار ؛ مارے گئے وہ سورما شجاع لیر نامدار
اور راکھشش بھی سب نہ ہو سکے جن کا شمار ؛ آپ کی یہ سوچ پھر تو آ کرے پھر سے خوار
اسلئے ہر حال میں میں رام کے ہاں جاؤنگی
کر کے منت سمجھ کے میں سر شوہر لاؤنگی
ہو کے پھر تیار واں سے رام جی کے پاس آ ؛ سر وہ مانگا اپنے پتی کا آ کے کی جو التجا
سنکے اسکی بات کو تب رام نے یوں کہا ؛ لا دو وہ سگریو جی جو سر وہاں پہ ہے پڑا
تب وہ سر سگریو نے لا کے سلوچن کو دیا
شک ہوا جو ہاتھ لکھنے کا تو اس نے یوں کہا

سگریو سلوچنا سے

مان لوں گا بات وہ بھی گر ہنسے یہ سر کٹا ؛ تب سلوچن کے ہنسنے کو تھا سر کو کہدیا
ہاں پتی کے سیس ہنسو ہوں اگر ہیں پتی برتا ؛ سن سخن اس کا جبھی وہ سر تھا ہنسا کھلکھلا

سر جھکایا رام جی کو لے اجازت وہ چلی
بہنچ واں جلنے کی خاطر اک چتا تیار کی
اگرچہ ندن دھوپ سے غش سب اکٹھا واں کیا ٭ پھر سلوچن ہاتھ جوڑے سر کو گودی میں لیا
بیٹھ گئی وہ پھر چتا پہ دھیان سوامی کا لیا ٭ یوگیوں کے طور اپنے دھیان یکسو پھر کیا
ایسی حالت میں وہ آ کے اس چتا پہ جل گئی
پھر وہ جا پر لوک پہنچی جس جگہ پیاں ہی ستی

پانچویں جنگ ہمراہ راون

سنا راون نے جب مرنا پسر کا تو اوسان نکلے ٭ ہوا وہ مضطرب غم سے کہ آنسو خون بن کر نکلے
یہ ہمت پھر دکھلائی نہ چھوڑا حوصلے کو بھی ٭ بلا کے پھر کہا ور وہ جو پہلے تھے میدان نکلے
جیسی وہ آ گئے سارے نہیں یہ کہ سنایا پھر ٭ کہ دشمن ہے بڑا جنگی ٭ اہمیں شک گماں نکلے
اسی سے سوچ کر پہلے تمہیں یہ کہ سنا تا ہوں ٭ کہ جس بھاگ جانا ہو وہ پہلے ہی یہاں نکلے
جو لڑنے پہ ہو آمادہ کرے نہ خیال پھرنے کا ٭ وہ بیشک آئے میدان میں کہ جسکا یہ دھیان نکلے
خریدی دشمنی میں نے یہ خود ہی اپنے ہاتھوں سے ٭ جواب اس کا جسے پوچھو تو میرے منہ سے آہ نکلے
یقیں دل میں یہ رکھتا ہوں کہ دشمن کو میں ماروں گا ٭ پڑے جو واسطہ مجھ سے تو زندہ بچ کر کہاں نکلے

سنا ارشاد راون کا تو سب نے پھر تیاری کی ٭ کیا آراستہ رتھ کو تو راون نے سواری کی
ہوئے تیار بھی راکھشس بھی لے ہتھیار ہاتھوں میں ٭ سبھی تیار ہو نکلے نہ کچھ غفلت شعاری کی
سپاہ راون کی نکلی جب تو یوں معلوم ہوتی تھی ٭ چڑھی جو بادل کی آندھی کہ جس کے چھائی تاریکی
نقارہ ڈھول باجے بھی بجاتے تھے وہ خوش ہو کر ٭ دکھیا سوتے ان کو جو اپنے ہوشیاری کی
چلے وہ آرہے راہ میں ہوئی یہ بد شگونی بھی ٭ گدھے رینکے کیا عمل پڑی غفلت جو اہی کی

بگھاڑے فیل نہ آگے قدم پیچھے کو دھرتے تھے ؛ گرے وہ سورما رہ میں جنھوں نے تھی سواری کی
نسے تھے گیدھ سر پہ آ وہ گیدڑ شور کرتے تھے ؛ مگر راون نے کچھ پروا نہ اسکی غمگساری کی

راون در میدان جنگ

آگیا وہ معرکہ میں جبکہ راون پُرستم ؛ کہہ دیا تھا فوج اپنی کو سنا یہ حکم
[illegible] جو ملیں سب کے سر کاٹ دو ؛ مارو بھوت ہو نہ نہیں کچھ بھی [illegible] الم
چھوڑ کے دونو تپسی میں اڑا دوں تیغ سے ؛ مارونگا بھوت ہو یہ جیتک ہے دم میں دم
میں مٹا دوں اس کی ہستی کا نشان اس ہر گھڑی ؛ ہاں بڑھاؤ لڑنے خاطر تم دلیری سے قدم
تب وہ راکھشس بندروں کے بالمقابل آ گئے ؛ ہاتھ میں ہتھیار لے کے آپڑے وہ ایک ہم
بندروں نے لے کے پتھر آ کے پھینکے زور سے ؛ گر پڑے تھے راکھشوں نے خوف چھوڑا اور الم
پھر رام اور لکشمن نے ہاتھ لے تیر و کمان ؛ آگئے لڑنے کی خاطر جہاں کھڑا تھا پُرستم

وبھیشن رام چندر جی سے

زرہ بکتر کو لگائے راون آیا ہے جرار ؛ آپ تو ہیں پا پیادہ وہ ہے رتھ اور سوار
آپ کا تیر و کمان یہ محض لڑنے کا مدار ؛ اور ہے سامان جنگ پاس راون کے تیار
آپ کیجے مہربانی مجھکو دیجے یہ بتا ؛ دور کیجے وہم میرا اور جو شک آپڑا

رام چندر جی وبھیشن سے

رتھ تو وہ ہے اور جس سے فتح ہوتی ہے نصیب ؛ ان رتھوں سے کامیابی ہے ناممکن اے حبیب
میں سناؤں اب تمہیں اس رتھ کی جو ہیں خوبیاں ؛ جرات اور ایثار نفسی دونو پہیے بے گمان
راستی سنتوش دونو اس کا جھنڈا ہے نشان ؛ جھولتا ہے رتھ کے اوپر روز و شب بے گمان
زور طاقت ہونے پر بھی روکنا جذبات کو ؛ دانشمندی یہ لینا غیر کی آفات کو
زور اور [illegible] دونوں ہوں مکمل یہ تمام ؛ رتھ اسی کے چاروں گھوڑے تو سمجھ لے لا کلام

رحم اور الطاف سب کو دیکھنا یکساں نظر ؛ پڑ رہے ہیں یہ چرن سے باندھا ہوا تھے سریر
سمجھ نِ الشیو رہے سمجھو سے عقلمند کو پیدا ان ؛ ڈال ہے ویراگ اور سنتوش سے تیغ بَرَان
شکتی عقل ہے اور بخشش ہے تبر جو تیز دھار ؛ تو سمجھ سنجم و نیم تیر ہے اک نوک دار
دل کا یکسو صاف رکھنا اسکو ترکش جان ہے ؛ گیان ہے یہ دشمن صورت الیا میں مان
برہمنوں کی چرن پوجا زرہ بکتر ہے بنا ؛ رتھ ہے جسکے پاس الیا وہ بہادر سورما

اسطرح کا رتھ تو میرے پاس یہ موجود ہے
پھر فکر افسوس کرنا سرتا پا بے سود ہے

وبھیشن رام چندر جی سے

آپ کے چرنوں میں میرا صدق دل سے نمسکار ؛ یہ کیا اپدیش مجھکو گیان کے تم ہو بھنڈار

آگئے دونوں تھے لشکر بالمقابل سامنے ؛ سورما آئے تھے لڑنے کر تحمل سامنے
مار و مار کی صدا آنے لگی تھی کانمیں ؛ شجاع بہادر لڑ رہے بلا تامل سامنے
ایکدم میں لگ گئے تھے وانر کشتوں کے انبار ؛ مار ڈالے راکھشش جو قوی ہیکل سامنے
ناخنوں سے پیٹ پھاڑا اندروں کے جوش تھا ؛ تھے تڑپتے واں عدو جو نیم بسمل سامنے
دیکھا راون نے کہ راکھشش پست ہمت ہو گئے ؛ جوش سے بھاگ دیا واں کر تحمل سامنے
وقت ہے یہ اب دلیری کا ہمت نہ ہارنا ؛ گر گئے رہنا اسجگہ تم ہو کے شامل سامنے
راکھشوں نے جب سنا تو ہو گئے وہ کچھ دلیر ؛ حوصلہ کرکے بڑھے پھر ہوئے داخل سامنے

مار پتھر زور سے ڈالے کچل تھے راکھشس ؛ جاں بچانا ہو گیا تھا ان کو مشکل سامنے
پھر تو راون بان اگنی آ کے پھینکنے لگا ؛ گئے جھلس وہ سب تھے بندر ہوئے گھائل سامنے

لکشمن نے حال دیکھا جو نظر کے سامنے ∴ آ گئے وہ لے اجازت فتنہ گر کے سامنے
کہدیا تیرے لئے تو دیر سے تھا منتظر ∴ دیکھ لے یہ تیغ میری تیرے سر کے سامنے
آج تجھکو قتل کر دل کا نکالوں گا غبار ∴ کیا دکھاتا جوش گر کے بندروں کو سامنے

آ گیا راون کو غصہ وہ بڑھا پھر طیش سے ∴ تیر پھینکے زور سے تھے ہنر ور کے سامنے
بان اس کے کاٹ ڈالے لکشمن نے تیر سے ∴ رتھ کو اس کے توڑ ڈالا جوش کر کے سامنے
کوچواں بھی مر گیا خود گر ا بے ہوش ہو ∴ پھر اٹھا لے بان شکتی ہوش کر کے سامنے
بان شکتی کو نکالا وہ کا پھر بھی لکشمن گر پڑے ∴ ہو گئے بیہوش سدھ کو چھوڑ کر کے سامنے
کی سعی راون نے انکو بھی اٹھانیکی بہت ∴ لیک مشکل تھا دکھانا ایسا کر کے سامنے
لات ماری اس کے سینے پر اچھل بجرنگ نے ∴ تلملا کر وہ گرا تھا جھٹ نظر کے سامنے
ہوش میں آیا تو ماری زور سے کشتی مشٹکا ∴ گر پڑے بجرنگ بھی اس فتنہ گر کے سامنے
لیک فوراً اٹھ کھڑے اور گھونسہ مارا زور سے ∴ کر دیا بیہوش اسکو پھر نظر کے سامنے
دیر تھوڑی بعد جبکہ آ گیا وہ ہوش میں ∴ کی ثنا بجرنگ کی کچھ بن سنور کے سامنے
بجرنگ نے یہ سن کہا لعنت ہے میرے زور کو ∴ دیکھتا ہوں تمکو زندہ جو نظر کے سامنے
پھر اٹھا کے لکشمن کو لے گئے بجرنگ جی ∴ دیکھا راون نے تھا حیرت کی نظر کے سامنے
روکنے کیواسطے نہ اسکو جرات کچھ ہوئی
بلکہ دل پہ خوف کی حالت تھی طاری ہو گئی

رام چندر جی لکشمن سے

لکشمن بے ہوش کیوں ہے حال ایسا کیوں ہوا ∴ دیوتوں کی رکھشا خاطر یہ جنم تیرا ہوا
اب اٹھو یہ بیکلی اور بدحواسی چھوڑ دو ∴ لکشمن جی نے اٹھے جونہی کہ کانوں سے سنا
آ کے پھر راون کے آگے تیر برسانے لگے ∴ مار ڈالا کوچیاں کو رتھ بھی توڑا دوسرا

رام نے پھر تیر پھینکے پر جفا کے سامنے ؛ رکھدیا تھا خون اون کا سُکھا کے سامنے

راون

آگیا ہوں طیش میں اب رام کہتا ہوں تجھے ؛ بے سمجھ اب آگیا ہے تو قضا کے سامنے
مار ڈالے جو بہادر چل گیا داؤ تیرا ؛ سامنا اب آپڑا تجھکو بلا کے سامنے
میں ہوں راون سو رہا یہ خوف کھاتے تھے تو ؛ لڑ نہیں سکتے وہ ہرگز مجھسے آکے سامنے
کھر و دوشن سر کٹے ہیں گو تیرے اس ہاتھ سے ؛ ہاتھ ہوں گے شل تیرے اب اس بلا کے سامنے
تونے بالی کو تھا مارا دے کے دھوکا کچھ فریب ؛ ہو سکا نہ در رہا سے خوف کھا کے سامنے
مار ڈالے میگھناد و کنبھ کرن سے سو رہا ؛ پھر بھی تو ہے آکھڑا آتش لگا کے سامنے
اس عوض میں جان تیری آج کردوں گا فنا ؛ آگیا ہے بن سنور جو تیر جفا کے سامنے

رام چندر

شیخیاں یہ چھوڑ اپنی قدردانی چھوڑ دے ؛ مار نہ یہ ڈینگ منہ سے بدزبانی چھوڑ دے
اس تیری تاب و تواں پہ گر ہے تجھکو اعتماد ؛ آکے لڑ لے سامنے سحر بیانی چھوڑ دے
دیکھنے کو اب شجاعت یہ تیری تیار ہوں ؛ آدکھا جوہر مجھے یہ بدگمانی چھوڑ دے
پاپیوں کو مار دینے سے نہیں میں چوکتا ؛ گر ہے تجھکو خوف تو یہ ستمرانی چھوڑ دے
یونہی باتوں کے بنانے سے نہ کچھ ہے فائدہ ؛ ہے مناسب لاف و شیخی سب بلانی چھوڑ دے

راون

گیان کی باتیں مجھے تو اب سنانا چھوڑ دے ؛ چھوڑ دے یہ پند اور آکاش بانی چھوڑ دے
کیوں نہیں ہے خوف چھایا دیکھ میری تیغ کو ؛ ہوکے دشمن تو میرا یہ سب کہانی چھوڑ دے
خواہ نخواہ کی چھیڑ ٹھانی پہلے تونے آیہاں ؛ کسطرح راون بہادر جانفشانی چھوڑ دے
خواہ مخواہ نہ آکے باتیں بیٹھ مجھکو تو سنا ؛ تیغ میری سے امید زندگانی چھوڑ دے

اِستقدر جب کہ چکا تو تیر پھینکے طیش سے ؛ رام جی نے بان اگنی تب چلایا دیکھ کے
جسکے لگنے سے وہ سارے تیر اِکدم جل اٹھے ؛ بان شکتی لے کے راون نے چلایا ہاتھ سے
رام جی نے بان شکتی کو اڑایا تیر سے ؛ پھر چلائے تیر اُس نے جو اکارت ہوئے سب

رام کے پھر تیر سے تھا کوچوان بھی مر گیا ؛ اور رتھ بھی ٹوٹ کے تھا ریزہ ریزہ ہو گیا
لیک وہ اک اور رتھ کو جھٹ مقابل ہو گیا ؛ اور تیروں سے نشانہ آ کے پھر کرنے لگا

وہ لگا تھا بندروں و ریچھوں کو بھی مارنے
طیش میں وہ رام جی کو تب لگا للکارنے

رام نے پھر تیر کے وار اِتنے تھے کئے ؛ آ کٹے تھے ہاتھ اس کے ہو علیحدہ جا پڑے
لیک اس کے ہاتھ پیدا اتنے ہوتے تھے نکلتے ؛ ہاتھ پہلے جو کٹے وہ آسمان پہ اڑ رہے

ہر طرح سے پر وہ راون صحیح و سالم بنا تھا
اور اپنے معجزہ پہ اُسکو بڑھ کر ناز تھا

پھر وبھیشن بھی تھا اس کے سامنے ہی آ گیا ؛ وہ لگا تھا مارنے یہ بان شکتی کو اٹھا
یہ چھپا تھا دیکھ کے وہ رام کو تھا آ لگا ؛ وہ ہوئے بیہوش تو حیران ہوئے تھے دیوتا

تب وبھیشن نے لپکا گرز ہاتھوں میں لیا
اسکی چھاتی پہ جو مارا تو دھماکا تھا ہوا

گرز لگتے ہی وہ راون تھا زمین پہ جا پڑا ؛ لیک وہ جلدی سنبھل کے پھر تھا لڑنے آ گیا
اتنے میں واں راون تھے جوش سے ابن صبا ؛ لات ماری آ کے راون کو وہ دھم سے گر پڑا

پھر اٹھا تھا لڑنے خاطر آ کے راون جوش سے
بجرنگ کا پیچھا کیا وہ جب فلک کو تھے اٹھے

دونو پھر آکاش میں آپس میں تھے لڑنے لگے ؛ مارتے بجرنگ تھے وہ مُکا بھی زور سے

نہ ہوا جو کچھ اثر تو دیکھ یہ حیران ہوئے ؛ تب کیا تھا رام جی کو یاد پورے دھیان سے
رام نے اپنی سپاہ کو پھر اشارہ کر دیا
وہ گئے جب سامنے تو غائب راون ہو گیا
پھر دکھایا ایک جادو اسجگہ یہ کپٹ سے ؛ سینکڑوں راون وہاں پہ ایک پل میں ہو گئے
دیکھ یہ بجرنگ مایا سوچتے باہر کھڑے ؛ کون سے راون کو ماریں یاں ہزاروں دکھتے
تب چلایا رام نے تھا تیر ایسا اسجگہ
جس سے باقی سب چھپے اور ایک راون رہ گیا

وبھیشن رام چندر جی سے

ناتھ اس کے نابھی چکر میں جو امرت ہے بھرا ؛ اس وجہ سے اب تلک نہ آپ سے یہ مر سکا
رام کو تو پہلے ہی یہ بھید سب معلوم تھے ؛ سوچ یہ پھر مارنے کا تب ارادہ کر لیا
تا کوئی نہ بھید ایسا اور یاں سے پا سکے
اسلیئے راون کے سر کو دمبدم تھے کاٹتے
جب دھیان سر کی حفاظت کا اسے تھا آگیا ؛ رام جی کا تیر اسدم نابھی چکر پہ لگا
لگتے ہی وہ تیر کے تھا دھم زمیں پہ گر پڑا ؛ مرتے دم اک نور نکلا اس کے منہ سے چمکتا
رام جی کے منہ میں وہ پھر نور جلدی آ پڑا
جب مرا وہ آکے راون خوش ہوئے تھے دیوتا

مندودری کی آہ و زاری بر لاش راون

سنی مندودری نے جب خبر راون کے مرنیکی ؛ یہ آنسو کی جھڑی جاری ہوئی پھر اسکی چشم تر نے کی
ہوا رنج و محن اسکو کیا اس نے فغان نالہ ؛ گھڑی آئی مصیبت کی تھی اسکے سر گذرنیکی

کیا رونا شروع اس نے جگر پہ جب جلا آکر :: پڑی دیکھی مصیبت آتما یہ کی نیت تھی مرنگی
وہ آئی ساتھ سکھیوں کے جہاں تھی لاش اوسکی :: سنا یا دردِ دل آکر فغاں یہ سیم برنے کی

مندودری کی آہ وزاری لاش راون

کسطرح سے ناتھ! یہ حالت تمہاری ہوگئی :: کیا زمانے میں رسم الٹی یہ جاری ہوگئی
آپ تو منہ موڑ کے سوئے عدم کو چل دئے :: زندگی میں غم کی بارہ یہ خواری ہوگئی
آپ سے تو خوف کھاتے تھے سبھی دیوتا :: اب کہاں طاقت گئی جو یہ لاچاری ہوگئی
دیوتا اور ناگ کنر سب تھے ڈرتے آپ سے :: بے بسی کی کیسے حالت اب تمہاری ہوگئی
کانپتے تھے والیو وراون تھے اندر آدمی دیوتا :: کسطرح سے چھوڑ انکو یہ تیاری ہوگئی
رام سے بے مکھ ہوئے تو پھل ملا یہ آپ کو :: موت نے جب آ کے گھیرا بیقراری ہوگئی
بھول گئے ہو کسطرح سے پیا میرے پریم کو :: ساتھ چھوڑا کسطرح پرہیزگاری ہوگئی

فغان دیگر

ناتھ کیسے یاں ہونگی دکھ اٹھانے کیلئے :: آپ تو تیار ہو پرلوک جانے کیلئے
آپ کو تھے سر جھکاتے دیوتا تعظیم سے :: آئے اب تو سگ و گدھ لاش کھانے کیلئے
موت کے بس میں پڑے نہ مانتے تھے بات کو :: جب کیا میں نے ارادہ کچھ بتانے کیلئے
مانتے جو بات میری کیوں پھر ہوتے یاں خوار :: لوٹتے اب خاک میں ہیں دم گنوانے کیلئے
میں نے سمجھایا تمہیں کہ رام تو بھگوان میں :: پر نہ سمجھے اس لئے ہاں ہستی مٹانے کے لئے
خاندان میں اب تو کوئی نام لیوا نہ رہا :: ہو گئے تیار خود بھی چھوڑ جانے کے لئے
آپ کے اس چاند مکھ کو ترستی ہے چشم تر :: کر لیا کیسے قصد یہ منہ چھپانے کیلئے
آس کی کھیتی پہ اب تو غم کے اولے آپڑے :: ہو گئے مثل گدا اب مانگ کھانے کیلئے
بادِ غم سے ہائے بجھا میری مسرت کا چراغ :: رہ گئے باقی محل یہ اب ڈرانے کیلئے

سنی یہ آہ فغان مندودری کی تو اوسان نکلے
سنی دلسوز یہ آہیں تو آنسو خونفشاں نکلے
کیا نالہ فغان سب نے جو سکھیاں ساتھ آئی تھیں
رکا نہ آنسوؤں کا تار جاری ہو رواں نکلے
سنی یہ آہ زاری جب وبھیشن نے بھی کانوں سے
تھمے آنسو نہ روکے سے ہو آنکھوں میں عیاں نکلے
یہ دیکھی رام نے حالت وبھیشن کو تھا سمجھایا
کرم جب مٹ نہیں سکتا تو پھر کیوں یہ فغاں نکلے
صبر کرنا مناسب ہے نہ چارہ ہو مقدر سے
نفع حاصل نہ رونے سے نہ اس سے جو فغان نکلے

راون کا انتشٹی سنسکار

یہ حالت زار دیکھی رام نے انکو سنایا یہ ٭ جلادو لاش راون کی یہ غم ان کا مٹایا پھر
سنا یہ جب وبھیشن نے منگایا تھا اگر چندن ٭ اکٹھا کر لیا سامان تو مردے کو جلایا پھر
ہوئے اس کام سے فارغ تو لکھمن کو بتایا یہ ٭ بٹھادو تخت لنکا پہ وبھیشن کو اٹھایا پھر

وبھیشن رام چندر جی سے

چلیں تشریف لیکے خود یہ مانیں التجا میری ٭ جو مجھ عاجز پہ دست رحم کا ہے یہ لگایا پھر

رام چندر جی وبھیشن سے

میں بستی میں نہیں جاؤں حکم یہ باپ کا مجھکو ٭ رہوں پورا عقیدے پہ قدم ہے نہ اٹھایا پھر
یہ رسم راجتلک کی سب ادا کر دینگے لکھمن جی ٭ اسے سمجھوں یہاں اپنے فرق نہ دیکھ پایا پھر

حکم یہ لکشمن نے جب سنا تو شہر میں آئے ٭ یوں رسم تاجپوشی کو وہاں آکر منایا پھر
حکم میں دیا تھا رام جی نے لکشمن کو ہاں ٭ تلک دے کے وبھیشن کو سنگھاسن پہ بٹھایا پھر
ہوئی تھی شہر لنکا میں خوشی ہر ایک کے دل کو ٭ ہوئے وہ شادماں دل سے باجوں کو بجایا پھر
ہوئی یہ جب رسم پوری تو لکشمن جی چلے آئے ٭ حکم یہ رام نے ابن صبا کو تھا سنایا پھر
خبر سیتا کی جلدی سے مجھے لا کے سنا دو تم ٭ سنا ابن صبا نے جب قدم اپنا اٹھایا پھر
یہ آئے پاس سیتا کے تھا دیکھا منتظر اسکو ٭ ادب سے جا کے چرنوں میں سر اپنا جھکایا پھر
لیا پہچان سیتا نے جونہی یہ سامنے آئے ٭ دعا دی ہاتھ اٹھا ان کو یہ کہہ کے تھا سنایا پھر

سیتا جی ہنومان جی سے

پیارے رام لکشمن کی کشل ساری بتا دو تم ٭ ہوں داسی ان چرن کی جب سے مجھے کیوں بھلایا پھر

ہنومان جی

پربھو دلشاد ہیں واں پر فکر نہ آپ کچھ کیجے ٭ دھیان جب آپ کا آیا مجھے یہ کہہ سنایا پھر
کہ سیتا کی خبر لاؤ وہاں پہنچ کر فوراً ٭ سنا یہ جب حکم ان کا تو خدمت میں یہاں آیا پھر
فنا کر ڈالا راون کو پربھو نے تیروں سے ٭ وبھیشن کو تخت لنکا پہ راون کے بٹھایا پھر

جانکی جی

سنائی خوش خبر جو یہ ہوئی ہوں شکر مان لیسے ٭ عوض اس کے کیا دوں اب یہاں یہ آیا مجھکو پھر

ہنومان جی

جو دیکھا ان چرن کو تو تمنا ہو گئی پوری ٭ ہوا جیون سپھل میرا جو درشن دیکھ پایا پھر

جانکی جی

ملے یہ رام کی بھگتی دعا تمکو یہ دوں دل سے ٭ جو میرے درد دل کو آ کے ہے مٹایا پھر
کرو تدبیر اب فوراً کروں میں رام کا درشن ٭ تمنا ہے یہی دل کی جو تمکو کہہ سنایا پھر

اجازت لیکے سیتا کی چلے آئے جلد وال سے ؛ پیغام جانکی وہ رام جی کو آ سنایا پھر

رام چندر جی وبھیشن سے

وبھیشن جی اجلد جاؤ لاؤ تم جانکی کو یاں ؛ یہ ہوں بجرنگ بھی ہمراہ جو میں نے بنایا پھر

سنا ارشاد جب ان کا چلے یہ بانکا آئے ؛ کیا پرنام سیتا کو ادب سے سر جھکایا پھر
کیا اشنان سیتا نے لباس پہنا لیا اچھا ؛ منگائی پالکی عمدہ تو اسمیں تھا بٹھایا پھر
سنا جب بندروں نے سہ کہ سیتا جی تو آئی ہیں ؛ پئے درشن کی خاطر دھیان اپنا لگایا پھر

رام چندر جی وبھیشن سے

کہو یہ جاکے سیتا سے کہ آئے پاپیادہ وہ ؛ یہ دیکھیں بندروں نے جو دھیان اپنا جمایا ہے
اسی کے واسطے یہ جانفشانی سے لڑے آکر ؛ مناسب ہے کہ دیکھیں جو خیال اتنا جو آیا پھر

حکم یہ رام کا فوراً سیا کو جا سنایا پھر ؛ اتر آئی وہاں سے وہ قدم اپنا اٹھایا پھر
کیا پرنام سیتا نے پربھو کو جب وہاں آئی ؛ بٹھایا رام نے اسکو حکم یہ تھا سنایا پھر
کرو پرویش آتش میں میری تسکین کی خاطر ؛ کہ تا نہ شک رہے کوئی دھیان مجھکو یہ آیا پھر

جانکی جی

جب سوامی نے کہا یہ دیکھ پانے کیلئے ؛ لکشمن تیار ہو چتا بنانے کے لئے
رام کے چرنوں کی داسی گر رہی ہوں میں سدا ؛ عزم نہ آتش نہ کرے مجھکو جلانے کیلئے

دیکھ یہ غمگین حالت سب ہراساں ہو گئے ؛ سب ہوئے تیار آنسو واں بہانے کے لئے
پر نہ جرأت ہو سکی سیتا کی حامی کچھ بھریں ؛ مستعد لکشمن ہوا چتا بنانے کیلئے

جب وہ شعلے آگ کے پورے نظر آنے لگے ۞ ہوگئی تیار سیتا یہ سنانے کیلئے
آ رہی ہوں رام کی داسی ہیں دل اور جان سے ۞ تو قصد کر نا نہ آتش تو جلانے کے لئے
اسقدر جب کہہ چکی وہ آگ میں داخل ہوئی ۞ آگ کے شعلے ہوئے عاجز جلانے کیلئے
بجھ گئے وہ ایک پل سارے ایک لحظہ میں وہاں ۞ ہوگئی سیتا عیاں صورت دکھانے کے لئے
بے لوث ہے بے داغ ہے یہ جانکی سب نے کہا ۞ پرسے عاجز وہ سارے راز پانے کیلئے
دیکھکر پھر رام جی کو باہر آ ئی جانکی ۞ رام نے پھر کہدیا تھا بیٹھ جلنے کے لئے
دیوتا بھی پاس آکر استتی کرنے لگے ۞ پھول برسائے خوشی کو وہ سنانے کیلئے

اندر کا رام جی سے مخاطب ہوکر کہنا

ناتھ ! ہے یہ التجا آیا سنانے کیلئے ۞ خواہش تھی یہ آپ کا درشن بھی پانے کیلئے
دکھ دیا تھا دیوتوں کو راجہ راون نے بہت ۞ آپ آئے اسکی ہستی کو مٹانے کیلئے
مار ڈالا وہ نشاچر کر دیا کلیان سب ۞ اب ہا نہ کوئی راکھشش یاں ستانے کے لئے
میں کروں تعمیل اسکی آپ دیں گے جو حکم ۞ مستعد ہوں دل سے اسکو میں نباہنے کیلئے

رام چندر جی راجہ اندر سے

برکھا امرت کی کرو تو ریچھ بندر جی اٹھیں ۞ مر گئے جو معرکہ میں جاں لڑانے کیلئے
اور راکھشش جو مرے وہ اسجگہ مردہ رہیں ۞ وہ اٹھیں نہ اسجگہ غوغا مچانے کے لئے

سنکے اندر نے وہاں امرت کو لا برسا دیا ۞ ریچھ بندر جی اٹھے نعرہ لگانے کے لئے
اٹھتے ہی وہ رام کی جے کار واں کرنے لگے ۞ اور تھے تیار استت وہ سنانے کیلئے

وبھیشن رام چندر جی سے

مہر کی جو کی نظر ہے مہربانی آپ کی ۞ ہے ملک یہ آپ کا اور راجدھانی آپ کی

راج بخشا جو مجھے کردوں نچھاور آپ پر ؛ اور خدمت میں رہوں تا زندگانی آپکی
آپکے چرنوں سے تو ساری یہ لنکا تر گئی ؛ قابل تعریف ہے جادو بیانی آپ کی
آپ مجھپہ کردیا اب اسجگہ ہی ٹھہرئیے ؛ ہر طرح سے میں کرونگا پاسبانی آپکی

رام چندر جی

بھول سکتا میں نہیں جو یہ محبت آپکی ؛ ہو رہی مجھکو فکر ہے اب بھرت کے پران کی
برس چودہ سے یہاں گر ایک دن بھی گیا ؛ وہ نہیں زندہ رہیں پرواہ کریں جان کی
چھوڑ دینگے پران اپنے جب انھیں ہوگا الم ؛ ہوش نہ مجھکو فکر ہے نہ حیرا وسان کی
اب یہاں بیخوف ہوکر راج لنکا کا کرو ؛ اب نہیں خدشہ رہا نہ بات کچھ نقصان کی
اک کلپ کے بعد مجھکو دھام میرے میں ملو ؛ انصاف سے کرنا حکومت یہ صفت ہے ایمان کی

تب بھبھیشن لے اجازت پھر روانہ ہو گیا ؛ اور لا پشپک بماں تھا رام جی کو دیدیا

رام چندر جی سپاہ سے مخاطب ہوکر

اس تمہارے زور سے ہے یدھ پورا ہی ہوا ؛ یہ جو ہے احسان تمہارا میں نہ بھولونگا ذرا
اب تو میرا کام سارا یہ مکمل ہوگیا ؛ اب چلد جاؤ گھروں کو خیال رکھنا تم مرا

رام جی کی بات سنکر سب ہی رو پڑے ؛ پریت دیکھی رام نے تو وہ بھی گرویدہ ہوئے
ساتھ لے پشپک بماں میں نہ چڑھایا تھا انہیں ؛ سیتا لچھمن کو لئے ہمراہ روانہ ہو پڑے

رام چندر جی کی وطن ایودھیا کو روانگی

سب ہوئے اسوار جب پشپک بماں پھر لے اڑا ؛ رام دیتے راستہ میں جانکی کو سب پتا
میگھناد جو لیجا ترا تن لکشمن تھے یہاں پڑا ؛ لچھمن نے اسکو مارا تھا لے تیر قضا

اسجگہ پر ہی نے مارا تھا بہادر کنبھ کرن

اسجگہ راون مرا تھا پر غضب و فتنہ لین

انگد و بجرنگ اور سگریو نے اسجگہ ؛ اسقدر راکھش تھے مارے گنتا مشکل تھا ہوا

یہ سمندر کی سطح پر جو نظر آتی لکیر ؛ پل بنایا نیل نل نے ہے مددیہ اسجگہ

یہ بنایا شو کا مندر اور کی تھی استتی

دیکھ اب بھی سر جھکایا رام لکھمن جانکی

آگیا تھا بن ڈنڈک میں یہاں اڑتا ہوا ؛ اگست جی کے آشرم پر رام اترے برملا

سر جھکایا پریم سے پھر رام جی نے یہ کہا ؛ کیجئے رخصت ہمیں یہ وقت تھوڑا سا رہا

چترکوٹ آتے ہوئے پریاگ پر پھر آگئے

جانکی نے ہاتھ جوڑے گنگا جی کو دیکھ کے

جہاں ملیں تھیں تین ندیاں رام اترے اسجگہ ؛ سب نہائے تھے وہاں پر یہ سمجھ تیرتھ بڑا

اور دانپہ برہمنوں کو دان اتنا تھا دیا ؛ جس سے انکی مفلسی کا نام باقی نہ رہا

تب بلا کے رام نے ابن صبا کو یہ کہا

بھرت کو جا دو خبر کہ میں ہوں واپس آرہا

وہ تو اپنا پا حکم فوراً اودھ کو چل دیئے ؛ اور سب یہ آشرم پہ آئے بھاردواج کے

پھر وہاں سے ہو روانہ گوہ ملاح کو آملے ؛ دیکھ جس نے سر جھکایا رام کو تعظیم کر

پریم دیکھا رام نے تو لیا چھاتی سے لگا

اور دی پھر پریم بھگتی مہربانی کر دیا
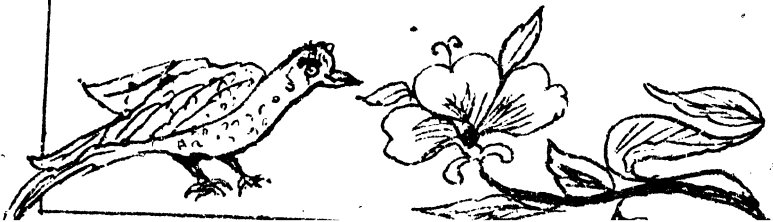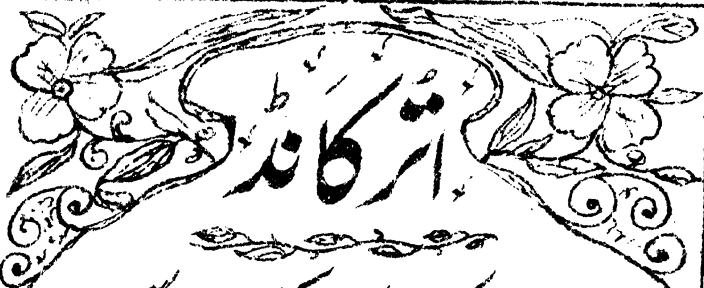
اُتر کانڈ

بھرت جی کا رام چندر جی کی انتظاری میں جینا

یہ گذرے چودہ برس بھی آکر کسی نے آکے پتا دیا نہ ؛ اب ایک دن ہی رہا ہے باقی فکر یہ مجھکو لگا دیا ہے

یہ رام جی کی خبر نہ آئی تڑپ رہا ہوں میں شکل ماہی ؛ یہ آفت زمانے کی کچھ ادا ہی جو رام نے یوں بھلا دیا ہے

سمجھکے پاپی مجھے بھلایا اسی سے میرا نہ ساتھ بھایا ؛ فراق غم نے مجھے رلایا جسم بھی جسنے جلا دیا ہے

نصیب لکھمن کا کیا ہے کہنا کہ پا خدمت خوشی سے ہے رہنا ؛ ادھر مصیبت رنج رہنا یہ بھاگ میرا بنا دیا ہے

ادھر تو یوں ہی سہل کرتے وہ ہر مصیبت کے دن بتا کالوں ؛ اسی نرک کے تھا لائق میں بھی نہ پایا ستم نہ لگا دیا ہے

اعمال میرے جو رام دیکھیں تو کیا جہنم کا عذاب دیں ؛ کرم یہ الٹے کئے ہیں میں نے اسی نے مجھکو رلا دیا ہے

یہ چار دن کی جو زندگانی یہ رام جی کے طفیل پانی ؛ ہمیشہ کرتے وہ مہربانی خطا کو میری بھلا دیا ہے

جو رام جی نے مجھے بسارا نہ آئیں وہ اور رہوں میں زندہ ؛ تو مجھ سا پاپی بھی کون ہوگا یہ تیر گردش چلا دیا ہے

بھرت جی غم میں جو مبتلا تھے یہ غم جدائی کا سہ رہے تھے ؛ یہ منہ سے وہ کہہ رہے تھے یہ غم نے دلکو ہلا دیا ہے

بدل برہمن کا بھیس پل میں ہنومان پہنچے ہیں ایکدم میں ؛ بھرت کو دیکھا پڑے ہیں غم میں سنو دل کا سناتے ہیں

وہ بیٹھے دل میں رام جپتے اور آنسوان کے بہے ہیں جاتے ؛ کریں وہ سمرن پربھو کا دل سے گن انہوں کے گا رہے ہیں

ہنومان جی کا بھرت جی سے کہنا

یہ تم نے جس کی فکر لگائی ہے جن میں جسکے ہر دم سنوائی ؛ یہ نام جسکی ہے رٹ لگائی فراق جنکا ستا رہا ہے

یہ نام جس کا رہے زباں پہ وہ رام دشمن کو مار کرکے ؛ لکھمن سیا کو وہ ساتھ لیکے چلے ادھر کو وہ آ رہے ہیں

بھرت کا حیران ہوکر کہنا

بتایا یہ کس نے ہے آسرا ہمارا سنا کے سیر اس دل ابھارا ۔ وہ آئیں آنکھ دل کے سامنے بھی خبر جو مجھ کو سنا رہے ہیں

ہنومان جی بھرت سے

میں رام جی کا ہوں سیوک چیلا پون پتر ہے یہ نام میرا ۔ ہے رام جی نے یہاں پہ بھیجا فکر کیوں اتنا لگا رہے ہیں

یہ سب سچ تجھ کو دیکھ پایا یہ سچ دل کا ہے سنبھلایا ۔ تیری شکل میں جو رام دیکھا مٹایا دل کا غبار آکر

یہ خوش خبر جو سنائی تم نے کیا دوں تجھکو عوض میں اس کے ۔ یہ نام تجھکے کیا ہوا ہے میں ایسے غم کو اتار آکر

وہ حق یہ تیرا رہے گا سر پہ دکھ درد جو گنوایا تو نے ۔ پھر آج میرا ستایا تو نے بچا جو تو نے دیدار آکر

سناؤ اب یہ پتا ہے رام کیسے ہیں مجھ ادھم کو بھی یاد کرتے ۔ زار زار کیسے کیسے ہوا ہوں غم سے لاچار آکر

ہنومان جی

جیوں روح جسم کے اندر ہے تم بھی ان کے دل کی شکل تمہاری ۔ یہ یاد ان کو رہے تمہاری کرے گے پورا اقرار آکر

یہ کام اپنے سے پا فراغت تو دل سے کر اٹھے تھی مانگی رخصت ۔ بھرت دل سے تھی جی کی اجازت لینا کہ تجھ کو دیدار آکر

بھرت جی سے رامچندر جی کا ملاپ

بھرت بہت خوش ہال سے اودھ میں آنے لگے ۔ وششٹ جی کو سمجھایا پھر وہ بتلانے لگے

ہو مبارک آپ کو اب رام جی ہیں آرہے ۔ دیکے خوشخبری انہیں وہ محل میں آنے لگے

رام لکھمن آرہے ہیں ساتھ رگھو کے جانکی ۔ بن سے واپس آگئے خوش ہوکے بتلانے لگے

ماتاؤں نے جب سنا تو وہ خوشی سے سب اٹھیں ۔ شہر والے بھی سبھی خوش ہوکے ساتھ آنے لگے

مرد عورت بچے بوڑھے سب چلے پیر و جوان ۔ رام جی کی پیشوائی کو ہو خوش جانے لگے

عورتیں اونچی منزل کو چڑھی ہیں دیکھنے ۔ یہ خیال دیدان کے دل میں جو آنے لگے

اک انوکھا خلق کا تھا وال نظارہ سامنے ۔ رام جی کی وہ مبارک بھجن گانے لگے

رام نے دیکھا اودھ کا جب نظارا سامنے ؛ ساتھیوں کو تب دکھایا کر اشارہ سامنے
جاموونت انگد وبھیشن ساتھ مل سگریو بھی ؛ دیکھتے تھے وہ خوشی سے یہ نظارا سامنے
بڑھ کے ہے ویکنٹھ سے میرا اودھ جو یہ وطن ؛ اس وطن سے وہ بھی مجھکو نہیں پیارا سامنے
یہ میرا پیارا وطن ہیں جسجگہ پیدا ہوا ؛ کھیل کھیلا بال لیلا کا یہاں سارا سامنے
اسجگہ کے رہنے والے بھی مجھے جان سے عزیز ؛ ان کی الفت کی جدائی نہیں گوارا سامنے
یہ ہی اتر کی سمت شاہ ہے سرجو کی ندی ؛ دیکھتے ہو وہ جو اس کا ہے کنارا سامنے
پوری شردھا پریم سے اشنان جو اسمیں کرے ؛ اسکو دل اپنے میں دیتا ہوں سہارا سامنے

رام نے دیکھی جو خلقت تھی نظر کے سامنے ؛ جھٹ بماں سے آگئے نیچے اتر کے سامنے
لینے میں وہ لوگ بھی تھے لے بھرت کو آگئے ؛ رام بھی پیدل چلے یہ دیکھ کر کے سامنے
رام سے ہو کر جدا یہ حال ہوا بھرت کا ؛ وہ بنے تھے کانٹا سا وال سوکھ کر کے سامنے
رام نے دیکھا گرو کو رکھ دیا تیر و کمان ؛ اور ان کو سر جھکایا لیٹ کر کے سامنے
وششٹ جی نے دیکھکر یہ لیے انکو دی دعا ؛ آپ کی یہ پریم بھگتی رہے نظر کے سامنے

ل رشی منی برہمن کو ملے پھر بھرت سے ؛ دیکھتے ہی رام کو یہ بھرت چرنوں پہ گرے
رام ان کو ہیں اٹھاتے یہ نہیں ہلتے ذرا ؛ تب اٹھایا رام نے تھا ان کو پورے پریم سے
دیکھتے تھے دو نو آپس میں نگاہ پریم سے ؛ اور آنسو پریم کے آنکھوں سے جاری ہو رہے
تھی بھرت کی حالت ایسی گویا منہ میں نہ زبان ؛ رام ان سے پوچھتے ہیں یہ نہیں کچھ کہہ سکے
دیکھتے تھے دو نو آپسمیں نگاہ پریم سے ؛ اور آنسو پریم کے آنکھوں سے جاری ہو رہے
آخرش تھے بھرت بولے اور کھولی تھی زبان ؛ یہ کہا کہ ڈوبتے کو ہے بچایا آپ نے
شترگھن کو تب ملے تھے بعد ملنے کے بھرت ؛ اس کو سینہ سے لگایا دکھ سبھی غم کھا گئے

بھرت شتروہن نے پھر سیا جانکی کو دیکھکر ؛ پریم میں کچھ محو ہو کر وہ تھے چرنوں میں جھکے
شہر کے لوگوں میں سے ہر ایک کو پھر ملے ؛ لوگ بھولے رنج اپنا رامجی کو دیکھ کے
رام کو دیکھا تو جانا بے بہا دولت ملی ؛ اور وہ مانند غنچہ آخوشی میں کھل گئے

مائیں بھی ملنے خاطر ہو رہی تھیں بیقرار ؛ گود میں لیں رام کو ہم پیار سے ہاں ایکبار
ماتاؤں کو سر جھکایا جونہی دیکھا رام نے ؛ تب تھمے آنسو نہ ان کے ہوگئیں بے اختیار
رام جی کو کیکئی نے صدق دل سے دی دعا ؛ جب کہ وہ ان کے چرن پہ آجھکے تھے بار بار
جانکی نے ساسوؤں کو سر جھکایا پریم سے ؛ تب دعائیں دی انہوں نے صدق دل سے صد ہزار
پھر اودھ کی عورتوں نے مل اتاری آرتی ؛ اور اپنا سیم و زر تھا کر دیا ان پہ نثار
دیکھتی کوشلیا بھی واں لگا پریم سے ؛ اور دلمیں سوچتی تھی بات یہ وہ باربار
لکشمن اور رام جی تو ہیں بڑے نازک بدن ؛ اور راون تو لڑائی میں بڑا تھا ہوشیار
وہ بڑا قوی بہادر تھا جرار و سورما ؛ کسطرح لڑنے میں اسکو کر دیا بے اختیار
کسطرح بھیجا عدم کو اپنے نازک ہاتھ سے ؛ راکھشوں کو جو کہ ہوتے ہیں بڑے قوی جرار
الغرض تھا رام کا ملنا وہاں حیرت فزا ؛ ہو رہے تھے مست بیخود دیکھ انکو بار بار
نیل نل انگد وبھیشن اور کمار کیسری ؛ ساتھ مل سگریو کے تھے کہ رہے یہ بار بار
اس اودھ کے لوگ بھی اخلاق میں بیمثل ہیں ؛ کر رہے ہیں جان تلک بھی رام کے اوپر نثار
یہ نظارہ واقعی ہے بےنظیر اور بےمثل ؛ رام جی کو دیکھ کر ہیں جھومتے یہ بار بار
رام نے اپنی سپاہ کو تب بلا کر یہ کہا ؛ وسشٹ جی میرے گرو ہیں ہر میں غلق وقار
ہر علم میں ہے علم اور ان کے ہی پرتاپ سے ؛ کی فتح راون پہ حاصل لنکا کا جو تاجدار
وسشٹ جی کو پھر بتایا یہ میرے غمخوار ہیں ؛ کی میری امداد وانپہ ہو کے دل سے ہوشیار
کی فتح لنکا وہاں ان دوستوں کے زور سے ؛ بھرت کی مانند ان سے پریم میرا آشکار

شہر میں رام چندر کی تشریف آوری

رام سب سے مل چکے تو شہر میں آنے لگے ٭ جو کھڑے اس منتظر دیدار وہ پانے لگے
شہر کے بازار کوچے تھے سبھی آراستہ ٭ جابجا جھنڈے گڑے ہوئے نظر آنے لگے
مست ہو کر چل رہی باد صبا تھی جھوم کر ٭ جھنڈوں پر تھے جو پھریرے وہ بھی لہرانے لگے
جابجا تھیں محفلیں ہونے لگا رقص و سرور ٭ مطربوں نے ساز چھیڑا مست ہو گانے لگے
گھر سبھی مانند نوعروس تھے آراستہ ٭ ہر طرف جلسے خوشی کے واں نظر آنے لگے
عورتیں بالائی منزل پہ کھڑی تھیں دیکھتیں ٭ یہ نظارہ دیکھکر انکو خیال آنے لگے
آج کا دن ہے مبارک رام کی دیکھی شکل ٭ جو دلوں کی آرزو تھی آ کے بر لانے لگے
ایک عالم بیخودی کا اُنپہ طاری تھا ہوا ٭ رام جی کو دیکھکر وہ پھول برسانے لگے
آرتی کی رام کی اور زر کیا اُنپہ نثار ٭ رام کی نصرت فتح کے گیت وہ گانے لگے

رام چندر کی محل میں آمد اور گدی نشینی کی ساری تیاریاں

خوشی کے نعرے ہر طرف تھے سنائی کانمیں ٭ رام کو دیکھا تو ان کی جان آئی جان میں
یہ نظارہ پُر لطف دکھا دہاں اک آن میں ٭ مست سارے ہو رہے تھے رامجی کے دھیان میں
آخر ش تھے رام جی اپنے محل داخل ہوئے ٭ وسشٹ جی نے تب کہا یہ بات آئی دھیان میں
تب بلایا برہمنوں کو اور دی انکو صلاح ٭ رام جی بیٹھیں تخت تو دل ہو اطمینان میں
آج کی ساعت مبارک ہے وقت بھی نیک ہے ٭ آج ہی تخت و دھ لیں رام یاں اک آن میں
پھر بلا سومنت کو اس حال سے آگاہ کیا ٭ وہ ہوا آسودہ خاطر جب سنا یہ کان میں
سب فراہم واں کیا سامان جو درکار تھا ٭ اور چیزیں کی اکٹھی سب وہاں اک آن میں

رام جی کا حکم وزیروں کو

حکم یہ رام نے دیا وزیروں کو محبت سے ٭ کہ میرے تم رفیقوں کو نہلاؤ شان و شوکت سے

لباس فاخرہ سو انکو نہانے سے ہوئے فارغ جو ؛ کرو آراستہ انکو نرالی زیب و زینت سے
فراغت جب ملی رام کو اس کام سے تو پھر ؛ بلایا تب بھرت کو پھر چلے آئے اطاعت سے
کہا بھرت کو تم لکشمن کی یہ جٹا کھولو ؛ یہ سن ارشاد کی تعمیل انہوں نے لی بڑی عزت سے
کرایا رام کو اشنان جل کے تینوں بھائیوں نے ؛ تھا پہنایا پھر لباس قیمتی کچھ شان و شوکت سے
لیا پھر ساتھ سیتا کو وہ بیٹھے آن گھاٹ پہ ؛ ہوئی آراستہ وہ اجدھانی ان کی زینت سے
یہ بیٹھے جب تخت پہ تو برہمن وید کے منتر ؛ کچھ ہو مسرور گاتے تھے سنائے آکے الفت سے
یہ نصرت کی صدا سے سب در و دیوار تھی گونج ؛ یہ نعرے جب لگے آکے کچھ جوش مسرت سے
ہوئے تھے دیوتا بھی شادماں آج دیکھکر منظر ؛ یہ کی تھی پھول کی بارش انہوں نے آکے کثرت سے
رشی وسشٹ نے پہلے رسم یہ تاجپوشی کی ؛ ادا کی اپنے ہاتھوں سے کمل کی تھی بڑی عزت سے
اتاری آرتی ماتاؤں نے اس کام کے پیچھے ؛ وہ جامے میں سماتی تھیں نہ پھولیں کچھ مسرت سے
دیا تھا برہمنوں کو دان اتنا رام نے وانپر ؛ کیا بھرپور رحمت سے کچھ اپنی مال و دولت سے
غریبوں کی غریبی دور کردی آپکے بخشش نے ؛ کیا خوشحال ہر اک کو یہ اپنے دست شفقت سے

سیاہِ خرش و میموں کی واپسی از اجودھیا

سبھی تھے شاداں کچھ رام کی مہربانی سے ؛ کیا تھا فیض حاصل ان کی اس فیض رسانی سے
خوشی سے دن گذرتا تھا شب آرام وہ آتی ؛ مسرت آ رہی تھی رخ پہ ان کے شادمانی سے
سیاہِ خرش و میموں نے لطف تھا کیا حاصل ؛ وہ بھولے یاد گھر کی سب انہوں کی قدردانی سے
یہ گذرے چھ مہینے جب انہیں اس حال میں رہتے ؛ کہا پھر رام نے ان کو لطف اور مہربانی سے
تمہاری یہ ثنا تعریف منہ پہ نامناسب ہے ؛ کیا ہے سب مکمل کام میرا شادمانی سے
عزیز و اقربا چھوڑے یہ چھوڑا گھر مری خاطر ؛ دیا انجام کاموں کو میرے کچھ جانفشانی سے
نے خادم میرے آکر کیا احسان یہ مجھ پر ؛ ہو محسن تم پیارے بھی مجھے ہو زندگانی سے

یہ اب ہے آرزو میری گھروں کو لوٹ جاؤ سب ۔ یہ دن آرام سے کاٹو رہو واں شادمانی سے
نہ بھولیں یاد میری کو صرف اتنا دھیان رکھنا ۔ مجھے دل میں جگہ دینا کچھ اپنی مہربانی سے
سنا یہ جب انہوں نے تو رہا نہ ہوش کچھ باقی ۔ لگے وہ دیکھنے پھر رام کے منہ کو حیرانی سے
بنے تصویر حیرت وہ وہاں خاموش بیٹھے تھے ۔ ہوئے مجبور سے وہ کچھ امید زندگانی سے
یہ الفت دیکھ ان کی رام نے پھر انکو سمجھایا ۔ ہوئے مسرور وہ کچھ رام کی شیوہ بیانی سے
وبھیشن نل سگریو کو خلعت بھی پہنایا ۔ دیا تھا شاہ خرساں کو سرو پا مہربانی سے
ہوئے سب شادماں دل میں جھکایا سر چرن پر ان کے ۔ وہاں سے سب ہوئے رخصت نہایت شادمانی سے
یہ رخصت ہو چکے سارے تو انگد نے زباں کھولی ۔ وہ بولا ناتھ اب سن لیں کچھ اپنی مہربانی سے
حوالے آپ کے مجھکو کیا بالی نے مرتے دم ۔ جو چھوڑوں آپ کا دامن اٹھوں پھر [illegible]
گورو ماں باپ بھی ہو آپ میرے ہو گسائیں بھی ۔ بچا لینا مجھے اب آپ مرگ ناگہانی سے
مجھے خادم سمجھ لیں کچھ غم فرقت نہ اب دیجے ۔ جو چرنوں میں رہوں تو کچھ لطف ہو زندگانی سے
سنی جب بات انگد کی لگایا اسکو چھاتی سے ۔ کیا واقف اسے پورا کچھ اسرار نہانی سے
گلے میں رام نے مالا جو اپنے پہن رکھی تھی ۔ وہ انگد کے گلے میں ڈال دی [illegible]
کیا رخصت اسے واں سے اٹھا پھر ہاتھ شفقت کا ۔ کیا تھا شادماں اسکو کچھ اپنی شیریں بیانی سے

ہنومان جی سگریو سے

یہ کہئے ناتھ کچھ مہلت مجھے اب مہربانی سے ۔ اٹھاؤں کچھ لطف تا رام کی شیوہ بیانی سے

سگریو ہنومان جی سے

کہاں تک میں کروں دل اظہار اس بیداربختی کا ۔ ملا ہے خوش نصیبی سے جو موقع حق پرستی کا
تمہاری خوش نصیبی ہے کرو جو رام کی سیوا ۔ یہ دیتا ہوں اجازت اب لطف لو جا کے ہستی کا
پر ہو سکے التجا کرتا نہ بھولیں یاد میری کو ۔ رکھیں وہ مہر کا سایہ کچھ اپنی حق پرستی کا

کشٹ کیسری پھر مانگ کر رخصت چلے آئے ۞ ہوئے تھے شادماں دل میں تھا عالم اپنی ہستی کا
سنایا رام جی کو حال سب کا سب ہاں آکر ۞ وہ عالم بیخودی کا تھا لطف آیا تھا ہستی کا

رامچندر جی کا عہدِ حکومت

پربھو یہ رام جب سے راج ہو دلشاد کرتے ہیں ۞ رعایا کو ہیں دیتے سکھ نہ کچھ بیداد کرتے ہیں
برہمن کھشتری اور ویش شودر سب محبت سے ۞ وفا کے ساتھ ہر اک کی سدا امداد کرتے ہیں
نہ رکھتے ہیں خصومت یہ سدا الفت سے رہتے ہیں ۞ نباہتے ہیں دھرم اپنا دلوں کو شاد کرتے ہیں
گرہستی بان پرستی بھی دھرم کا خیال رکھتے ہیں ۞ برہمچاری و سنیاسی نہ کچھ افتاد کرتے ہیں
شنید و گفت کو پڑھنے نہیں دیتے لبوں تک ہے ۞ سدا بندش میں رکھتے ہیں دھرم کو یاد کرتے ہیں
دھرم کو جانتے ہیں سب اثر یہ ہے حکومت کا ۞ فرض اپنا نباہتے ہیں نہ کچھ فریاد کرتے ہیں
نہ شودر کو تمنا ہے دھرم کو ترک کرنے کی ۞ نہ بگڑیں وہ اصولوں سے نہ کچھ بیداد کرتے ہیں
سبھی جو دہر عالم میں نظر آتے ہیں فن ۞ ہیں کرتے رام کی بھگتی سدا دھنباد کرتے ہیں
نہ ڈر ہے کچھ مفلسی کا زمانے کے پلٹنے سے ۞ رقابت کے خطرے سے دل سدا آزاد کرتے ہیں
بغض کا نہ خطرہ ہے کچھ نہ خدشہ ہے الم کا بھی ۞ ظلم سے نہ تعلق نہ ستم ایجاد کرتے ہیں
جہالت نام کو نہ ہے علم کا نور ہونے سے ۞ سب روشن دماغی سے نئی ایجاد کرتے ہیں
خودی اور لوبھ لالچ کا رہا نہ کچھ نشان باقی ۞ دھرم کا دور چلنے سے نہ کچھ بیداد کرتے ہیں
کریں تعریف کیا اس رام جی کے راج کی منصد یہ ہمیشہ سار دہی سدا دھنباد کرتے ہیں

سیر و تفریح

آک دفعہ کا ہے ذکر یہ رکھ دھیان سنئے ذری ۞ تینوں بھائی رام کے اور وہ کمار کیسری
آ کے بیٹھے ساتھ ول ہ رام کے اک باغ میں ۞ آ گئے واں اتفاقاً سنک سنکادک رشی

جونہی دیکھا رام نے پرنام جھک انکو کیا ٭ اور آسن دیدیا تو اسپہ بیٹھے آ رشی
رام بولے اس نصیبے کی یہی ہے یاوری ٭ خاطر دیدار میری کی جو آ جلوہ گری
ہوگیا محظوظ میں آپ کے اس دیدار سے ٭ آپ کے آنے سے مجھکو کچھ ہوش نہ رہی

سنکادک رشی

آپ کی اس پریم بھگتی کی کیا تعریف ہو ٭ آپ کی ہی دہر میں یہ ہو رہی جلوہ گری
آپ کی قدرت سے ہے سنسار سب پیدا ہوا ٭ آپکی نورانی صورت ہے دلوں میں بس رہی
آپ کیجے مہربانی دان بھگتی دیجئے ٭ آپ کی اس ذات سے ہر دم رہے یہ لو لگی

جب سنا یہ رام نے تو دان بھگتی کا دیا ٭ تب رشی تھے چل دیئے یہ گا کے انکی استتی

نیک و بد لوگوں کا طرز معاشرت

جب رشی وہ چلدیئے تینوں بھائی جو رام کے ٭ دیکھتے تھے اسطرف کو جہاں کمار کھڑی
جب ہوا معلوم سارا حال آ بجرنگ کو ٭ تب نگاہ پریم سے دیکھا لگا کے ٹکٹکی
اک اشارہ میں کیا معلوم سارا راز وہ ٭ رام جی سے یوں کہا تھا تب کمار کیسری
ناتھ! سن لیں غور سے میری جو ہے یہ التجا ٭ آپ کچھ پوچھنا چاہتے یہاں ہیں بھرت جی
لیک ہے کچھ پاس خاطر اسلئے نہیں پوچھتے ٭ آگی منہ پہ ادب سے ان کے مہر خامشی

رام چندر جی ہنومان جی سے

میرے میں اور بھرت میں نہ کچھ تفاوت سمجھئے ٭ انکی تو تصویر ہے یہ دل میرے میں بس رہی
پوچھنا چاہیں جو مجھسے آ کے پوچھیں بیدریغ ٭ وہ تو ہیں بھائی میرے ہے شرم کس بات کی

بھرت جی رام چندر جی سے

ناتھ! میری آپ سے ہے دست بستہ بنتی ٭ اب ہا نہ شک ذرا نہ بات ہے کچھ وہم کی

سادھوؤں کے ہیں جو الگشن وہ سنائیں مجھے ؛ میں سنوں گا غور سے یہ آرزو ہے اب مجھے

بطرز قوالی

رام چندر جی بولے

سنتوں کے گن بیشمار ہیں لکھا نہیں ان کو لئے ؛ سنت ہیں ہوتے شیتل سبھاؤ چندن کا جوں گن شجر
دھرم میں جو ہیں بڑا کہلاتے سمجھ لو وہاں سے تبر یہ کاٹتے ہیں وہ چندن کو اسمجھ پیر سے تو وا انشور

ادھر تبر وہ چندن کو یہ منہ کی ضرب لگاتا ہے
ادھر یہ چندن تبر کے منہ کو خوشبودار بناتا ہے

جس نے اپنا آپ مٹایا وہی دھرم سے پار ہوا ؛ جسے خودی نے آن دبایا اسے ہی دردارا ہو
بدن گھسا جب چندن کا تو دیوتاؤں سے پیار ہوا ؛ انہوں نے جب الفت کھلائی تبھی کا شنگار ہوا

آتش سے منہ لال تبر کا ہر دم چوٹیں کھاتا ہے
برے کئے اعمال جو اس نے جبھی سزا یہ پایا ہے

سنت ہیں ہوتے سرل سبھا کبھی نہ کہتے برا سخن ؛ نہ وہ کسی کا دوست جانیں نہ وہ سمجھتے ہیں دشمن
کبر تکبر ذرا نہ رکھتے نہ الفت کی انہیں لگن ؛ کومل چیت ہو سچن کرم سے نام میرے کا کریں سمرن

سنت یہ سوا ہو کر بھی اوروں کی عزت جتاتا ہے
کرتا ہے جو نام کا سمرن وہی میرا ہو جاتا ہے

سب سے محبت کرتے ہیں وہ جانتے ہیں سبھی دھرم ؛ برے سخن نہ کبھی نکالیں کبھی نہ کرتے برے کرم
واسطہ ہے نماں سے انکو نندا کا نہ ذرا بھرم ؛ طیش نہ کچھ رکھیں لگا خوف نہ ہے کچھ ذرا الم

میرے چرن کا دھیان جو رکھتے پریم انہیں آ جاتا ہے
نیکوں کے آثار یہی ہیں دھرم یہی بتلاتا ہے

بڑے لوگوں کے سبھاؤ

بڑے لشکر کی سدا طبیعت نشہ خودی میں چور رہے ؛ بھول کے انکی کرنے سنگت ہر دم ان سے دور رہے

بپت پڑے اور پڑے الم اک جلن رہے ناسور سے عزت اور توقیر غیر کی ان کو نہیں منظور ہے

کیلا کاٹے کو برچھی سے جیسے رنج و الم ہوا
ایسے بشر برے کی سنگت سے نیکوں کو غم ہوا

اوروں کی یہ دیکھ بڑائی اپنا آپ جلاتے ہیں ٭ خبر تباہی کی سننے سے بڑے خوشی ہو جاتے ہیں
چغلی و نندا انہیں غیر کی بغلیں خوب بجاتے ہیں ٭ کام کرودھ موہ لوبھ کبر میں سدا الجھ جاتے ہیں

جھوٹ کپٹ اور دغا تکبر سے ہیں سدا یہ بھرے ہوئے
ہوتے ہیں جلاد یہی اور رحم عدل سے پرے ہوئے

بن مطلب کے رکھیں عداوت ناحق کرتے شور و فغاں ٭ دکھ دیں کرودھ تم سدا بھلائی تمہیں ضرر دیں کریں زیاں
لین دین سب کریں کذب کا جھوٹ کا انہیں پڑے نشان ٭ دور ہیں یہ نیک کام سے اس کا یہ لکھتے ہیں وہم و گمان

مور کی مانند سدا دہن سے بات کریں میٹھی گفتار
لیک دلوں کے سخت بڑے ہیں بنا کٹھا ہیں بدکردار

زن غیر سے کریں محبت سدا بدی پہ رکھیں نظر ٭ پڑیں پیٹ کے لالچ میں تو موت کا نہ ہے ذرا خطر
جیسی برائی سنیں کسی کی تو ہا الم سے سوز جگر ٭ جبھی بپت میں کسی کو دیکھیں کریں یہ لاکھ سدا شکر

دھن دولت سے لوٹ غیر کی جو خوب اڑاتے ہیں
نیچ پاپ سے بھرے ہوئے چنڈال روپ دکھلاتے ہیں

مات پتا اور گرو نہ مانیں برہمن کا کرتے اپمان ٭ علم گیان کا بھید نہ جانیں مانیں نہ وید پران
بڑے ہیں لوبھی بڑے کرودھی کریں حسد جان قربان ٭ آپ بھی ڈوبیں غیر ڈبا دیں عقل کے اندھے ہیں نادان

غیر تو رہے سب درکنار یہ بیر قبیلہ سے کرتے
پاپ کرم سے رکھیں انس یہ اجل موت سے نہیں ڈرتے

مہاتماؤں کی کریں نہ سنگت نہ کبھی ہری کتھا ٭ پاپ ظلم سے بھرے ہوئے ہیں دل میں ہی نہ شرم حیا
عیب پاپ کے نے سمندر بھری دل میں کبر حرص ہوا ٭ مندمتی پاکھنڈ کریں اور بھیکھ کریں سادھو کا

ست یگ تریتا گذر جائیں تو دواپر میں ہو کچھ آثار
کلجگ میں یہ سب ہوں اتنے جنکا ہو نہ سکے شمار

دینا رنج آزار کسی کو یہی بڑا ہے پاپ کرم ؛ خدمت کرنا غیر کی جا کر اسے سمجھو بڑا دھرم
نیک وہی ہیں جا ندا یہ کبھی کریں بھول ظلم ؛ برے وہی ہیں بشر دہر میں ندا یہ کریں ستم
احمق بن نادان کرم حیوان بشر کہلاتے ہیں
دکھ اٹھاتے یہی دہر میں غیر جو آن ستاتے ہیں
برے لوگ سب جھوٹے بھرم میں سدا ہیں کہتے برے سخن ؛ خودی غرض سے بھرے پڑے ہیں کرم کریں ناگن
انہی کی خاطر کال روپ میں بنا ہوں میں کشٹ دہن ؛ برے کرم کا برا نتیجہ ہے ملتا ہر اک کو جلتن
بھلے پرش دکھ اسے سمجھکر برے کرم کا کریں یتن
سبھی ہیں میرا نور سمجھکر سدا وہ بولیں پریم سخن
جنھیں ہوا یہ علم گیان وہ سمجھتے ہیں دنیا فانی ؛ پاپ کرم سے رکھیں الگ جو انہیں ہیں کہتے گیانی
شبھ اشبھ جو کرم کرے وہ ترک کریں وہ انا گیانی ؛ نام میرے کا کریں رٹن بھر کریں نہ ہرگز من مانی
رکھیں پریم وہ میرا دلوں میں اک پل انہیں بسراتے ہیں
انت سماں جب آتا ہے وہ پرم گتی پھر پاتے ہیں

رام چندر جی کا اجلاس عام میں دھرم اپدیش

سنو تم غور سے جو ہم دھیان اپنا جما بیٹھے ؛ ذکر ہے رام کا جنتہ یہ تصویر یہ لگا بیٹھے
میرے جو اس تصویر کو بنظر غور دیکھیں گے ؛ یقین جانو جنم اپنا سپھل ہیں وہ بنا بیٹھے
ذکر ہے رام جی کا وہ سبھا اک دن لگا بیٹھے ؛ نگر کے لوگ جتنے تھے سبھی وہ یاں بلا بیٹھے
برہمن کھشتری اور ویش شودر جو وہاں بستے تھے ؛ سبھی پہنچے حکم پا کر سبھا کے بیچ آ بیٹھے

جمع جب ہو چکے سارے نہ باقی اب رہا کوئی ؛ سبھی بیٹھے جگہ اپنی دھیان پورا لگا بیٹھے
جو دیکھا رام نے یہ کہ سبھی ہیں آ گئے یا نیر ؛ انہیں وہ کچھ سمجھانے کو زباں تھے لیے ہلا بیٹھے
سنو تم حاضرین جلسہ میری باتیں دھیان دیکر ؛ تمہاری بہتری کو یہ سبھا ہیں ہم لگا بیٹھے
سبھا یہ عام لوگوں کی لگائی میں نے اس خاطر ؛ کہ واقف ہوں دھرم سے وہ جو اسکو ہیں بھلا بیٹھے
خیال ہے نہ حکومت کا نہ سختی کا ذکر ہے یہ ؛ دھیان ہے بہتری کا یاں نہ دیئے من لبھا بیٹھے
سخن جو نامناسب ہو وہ سن کے ناروا کہدو ؛ رکھو نہ کچھ شرم اسمیں یہ پہلے ہیں سنا بیٹھے
سمجھ لو بات اچھی جو اسی پہ تم عمل کرنا ؛ سنو اب وہ دھیان دیکر کہ جس خاطر ہوا آ بیٹھے

رام چندر جی کی تقریر

بشر یہ جامہ انسانی اصل میں کیمیا سمجھے ؛ اسے ظل ہما سمجھے اسے دار الشفا سمجھے
یہ سادھن کا بنا خانہ یہ مکتی کا ہے دروازہ ؛ اسے آب بقا سمجھے یہ گوہر بے بہا سمجھے
در نایاب ہے یہ اک ملے ہے خوش نصیبی سے ؛ اسے بخشش عطا جانے اسے بخت رسا سمجھے
ملے یہ جس بشر کو وہ رکھے نہ گر خیال اس کا ؛ بگاڑے کام اپنا وہ یہ بخت نارسا سمجھے
وہ آخر کو دکھی ہو کر کف افسوس ملتا ہے ؛ معانی کو نہ سوچے جو نہ اس کا مدعا سمجھے
پڑے ہے جب مصیبت تو لگاتا عیب ایزد کو ؛ کرم کو دوش دینے میں ابھی نہ دلیل را سمجھے
ملا نہ ہے جسم یہ بس نفس کا حظ اٹھانے کو ؛ نہ اس سے سورگ کا لینا ہی مدعا سمجھے
یہ فردوس بریں بھی ہے جگہ نہ دل لگانے کی ؛ کرم کا بھوگ لینے کی جگہ اسکو بنا سمجھے
بشر نے سمجھ کرم جو ہیں کیے سب بھوگ لیتا ہے ؛ تو پھر اس دہر فانی میں خود آیا ہوا سمجھے
پھنستا ہے حظوظ نفس میں جو یہاں بشر آ کر ؛ وہ اس زہر ہلاہل کو بنا آب بقا سمجھے
جو پاپی چھوڑ چھڑ اوس سے الفت لگاتا ہے ؛ وہ پاگل ہے یا سودائی زیاں اپنا کیا سمجھے
بھرمتا ہے جو یونی یہاں لاکھوں ہی آتا ہے ؛ نفع اور یہ زیاں اپنا پھر اسکی اب بلا سمجھے

پڑا وہ موت کی زد میں ہزاروں شکلیں بدلتا ہے ؛ یہ بھگتی کے مقاصد کو نہ پھر عقل رسا سمجھے

ہر ایک جب جنم ہر کرتا ہے تو دیتا ہے منش صورت ؛ یہ واجب ہے ایشر کو پھر جسم کیمیا سمجھے

جسم انسان کا ہے بہار پر سرفانی ہیا ؛ کرے یہ پار بھوساگر یہ دوست باوفا سمجھے

یہ میری مہربانی ہی ایشر کو پار کرتی ہے ؛ ہوا جانے دیا دیا میری گورو کو خدا سمجھے

جو پایا تو یہ کہنے سے پرے ہے وہ گورو کامل ؛ یہ بڑا پاپ لگے پر گورو کی ہی دیا سمجھے

یہ سامان ضروری جس ایشر کے ہاتھ آیا ہو ؛ گنوا دے یوں تو اپنی جان کو عذاب بلا سمجھے

وہی پھر دہر عالم میں منش پاپی ہے کہلاتا ؛ گلے میں طوق لعنت کا وہ اپنے پھر پڑا سمجھے

جو دنیا اور عقبے میں امن لینے کا خواہاں ہو ؛ وہ میری بات سادی اپنے حق میں کیمیا سمجھے

نہ بھولے من سے وہ بات میری کو مناسب ہے ؛ اسے آب بقا جانے اسے غم کی دوا سمجھے

یہ بھگتی جو کرے میری اسے آرام ہوتا ہے ؛ گناہوں کے مرض کا یہ علاج بے بہا سمجھے

بڑا ہے سخت مشکل راستہ یہ گیان پانے کا ؛ ہے سادھن بھی کٹھن اس کا وہ اس میں جڑا سمجھے

نفس قابو میں آتا ہے یہ مشکل سے گیانی کے ؛ ضبط میں یہ نہیں رہتا ربط اس کی بلا سمجھے

اگر یہ گیان بھگتی سے ہو خالی تو اکارت ہے ؛ مجھے اچھا نہیں لگتا جو بھگتی کو جدا سمجھے

میری بھگتی کے پانے کا طریقہ ہے بڑا آسان ؛ ملے آرام بھگتی سے نہ نظر پر صفا سمجھے

یہ دل بھی آ رجوع کرتا ہے بھگتی پہ آسانی سے ؛ اسی کو کچھ لطف جانے اسی میں کچھ مزا سمجھے

بناں ست سنگ کے بھگتی بڑی مشکل ہاتھ آتی ہے ؛ ملے ست سنگ سنتوں سے طبع انکی رسا سمجھے

طلب سنت سادھو ہی جگت سے پار کرتا ہے ؛ سمجھ لے بات عاقل یہ انہیں ہی آشنا سمجھے

برہمن جو یہ ہم جانے کرو توقیر سب اسکی ؛ وہی عزت کے قابل ہے اسے یہ آئینہ سمجھے

یہ بھگتی ہے میری آسان نہ مشکل کچھ پڑے اس میں ؛ ضرورت لوگ سادھن کی نہ اس میں کچھ ذرا سمجھے

نہ تپ کی ہی ضرورت ہے غرض ہے نہ ریاضت کی ؛ ہر اک ہستی میں میرے نور کو ہی بس بسا سمجھے

ملے جو اس پہ صابر ہو اسی میں شانتی مانے ؛ بدی سے دور بچا کے دل مجھے جلوہ نما سمجھے

میرا محبوب ہے وہی جو رہتی بر رضا رہتا ۔ مرا ہے وہ پیارا جو مجھے مشکل کشا سمجھے
نہ ہوتی ہے امید و بیم اسکو نہ خصومت ہی ۔ مجھے وزی سالخا جانے مجھے ہی رہنما سمجھے
نہ اس کو طیش آتا ہے نہ اسمیں تاپ ہوتا ہے ۔ بسا ہر رنگ میں مجھکو سدا مرد خدا سمجھے
جو سادھو سنت کی سیوا میں دل اپنا لگاتا ہے ۔ وہ دنیا کے لطف کو اک غلاظت جا بجا سمجھے
محبت توڑ دیتا ہے وہ دنیا کے پدارتھ کی ۔ خودی کو اک غصب جانے تکبر کو وہ بلا سمجھے
یہ جتنی بات کہ ڈالی سمجھ لی آپ نے ہوگی ۔ کرے گا فائدہ حاصل ہے جو سر تا پا سمجھے
مناسب ہے تمہارے واسطے بھگتی کا کرنا ہی ۔ کریگا وہ عمل اسپہ جو دنیا کو فنا سمجھے
یہ بھگتی ہی میرا دیدار ہر اک کو دکھاتی ہے ۔ اسی کو رہنما اپنا تمہاری یہ دکا سمجھے

حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرنا بطرز قوالی

ہوئے محظوظ سنکر ہم بھی تقریر بھی اچھی ۔ ہماری بہتری کو ہے یہ کی تدبیر بھی اچھی
گورو ماں باپ بھی ہیں آپ نسل اور برادر ہیں ۔ ہماری بہتری کو یہ بنی اکسیر بھی اچھی
جسم اور مال دھن دولت بھی ہے آپ کا بخشا ۔ کیا ہے جو کرم یہ تو ملی تقدیر بھی اچھی
اقارب سب غرض کے ہیں غرض سے وہ رکھیں مطلب ۔ کریں وہ پھر محبت بھی کریں توقیر بھی اچھی
اگر نہ ہو غرض پوری تو پھر نہ بات پوچھیں وہ ۔ ہیں کہتے اس محبت سے کڑی زنجیر بھی اچھی
ہیں رکھنے الغرض مطلب سے اپنے وہ تعلق کو ۔ نہ بھاتی ہے انہیں صورت نہ یہ تصویر بھی اچھی
مگر ہے سب سنایا آپنے اپکار کی خاطر ۔ لکھی ہے کلک کاتب نے سبھی تقدیر بھی اچھی
سدا ہیں آپ کے خادم کریں خدمت دل و جان سے ۔ کریں جو آپ کی بھگتی تو ہو تاثیر بھی اچھی
کرے ہیں بات مطلب کی سبھی یہ لوگ دنیا کے ۔ نہ صحبت کا اثر اچھا نہ ہے تاثیر بھی اچھی
کریں جو آپ کی بھگتی سپھل اپنا جنم ہوگا ۔ پھر ہو تعظیم بھی اچھی یہ ہو توقیر بھی اچھی
سنایا رام کو یہ سب کیا پرنام چرنوں میں ۔ اٹھے پھر لوگ واں سے جہاں ہوئی تقریر بھی اچھی

زمانہ کلجگ کی مہما بطرز لاونی

جان مانے کلوکال کا اب کچھ نہیں بتاتے ہیں ÷ بگڑتی ہے سب دھرم کی حالت کلجگ کال جب آتے
ورن دھرم کی خبر نہ رکھتے الٹا پنتھ چلاتے ہیں ÷ اب بنانے رسم وہ الٹی بھلے گرنتھ چھپ جاتے ہیں

چار بید کا حکم نہ مانیں جنم بھرشٹ ہو جاتا ہے
بگڑتا ہے تب سبھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

بیدوں کے مطلب کو وہ کچھ الٹا آن بتاتے ہیں ÷ نئے مذہب جو انہیں پیارا اسی طرح جھک جاتے ہیں
بحث کریں اور بید نہ جانیں باتیں بہت بناتے ہیں ÷ مذہب چھوڑ کر چلیں کو مارگ ہی پنڈت کہلاتے ہیں

شرم کرم اور دھرم نہ جانے سگھڑ وہی کہلاتا ہے
بگڑتا ہے تب سبھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

جھوٹا ہو جو کرے تمسخر بات کہے نہ کرے شرم ÷ کذب جھوٹ در لالچ پہ جو سدا اڑاتا ہے قدم
سب کی عزت شرم لگاڑے سدا کرتے جو برے کرم ÷ کلوکال کا گنی وہ چاتر ذرا نہ اسمیں کریں بھرم

عمل شغل کی بات نہ جانے جوگی وہی بنجاتا ہے
بگڑتا ہے تب سبھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

مانتے ہیں یہ اے گیانی باتیں بہت بنا جانے ÷ بے تپسوی کلوکال میں ناحق جٹا بڑھا جانے
لے بیراگی بڑا سمجھ لیں اچھا برا جو کھا جانے ÷ لڑا ہو گھر کی عورت سے تو سر منہ خوب منڈا جانے

دغا باز ہو مکر کرے جو لیکچرار بنجاتا ہے
بگڑتا ہے تب سبھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

عورتیں ہوں بیچار کئی تیاگتی ہیں وہ پتی دھرم ÷ پنڈت یہ اپدیش کریں بیچار ہی ان کا بڑا کرم
دھرم ہے بھوا عورت کا یہ نو دس بیشک خصم کرے ÷ کریں ہدایت ایسی وہ ہو شہوت کا بازار گرم

برہمن کو کچھ سکھلانے کی شودر نیت بناتا ہے
بگڑتا ہے تب سبھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

غیر مردکی کریں محبت عورتیں جو ہوں بُری مکار ؛ شش گورو ہوں اندھے بہت دھرم کی نہ جانیں سار
دھن چیلے کا گورو چھین لے یہی گورو کہے ہوں آتما ؛ دھرم ارتھ کی بات نہ جانیں موہ ڈھونڈے گرو
ڈوبے غفلت میں اوروں کو وہ اپدیش سناتا ہے
بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

خاوند والی عورت ہو جو وہ تو نہیں کچھ کرے شمار ؛ رکھے وہ کپڑے پھٹے پرانے زیور سے بھی اسکو عار
مگر ہے بیوہ کا نخرہ یہ کنگھی سے ہے سدا پیار ؛ زری بادلہ سدا وہ پہنے بات کرے جو نخرے دار
زیور سے سنگار بنانا یہ اس کے دل بھاتا ہے
بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

لڑکوں کو بھی والدین بس اتنا علم پڑھاتے ہیں ؛ جس سے وہ کچھ کریں کمائی حکمت وہ بتلاتے ہیں
دھرم گیان کا مارگ ان کو ذرا نہیں سکھلاتے ہیں ؛ رہتے ہیں جو عقل کے کورے پھر مورکھ کہلاتے ہیں
برہم گیان کے بناں کوئی کب اپنا بھرم مٹاتا ہے
بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

برہم گیانی کلوکال کے جھوٹی بات بناتے ہیں ؛ کریں قتل وہ برہمن کو کچھ گورو کو آن ستاتے ہیں
آپ تو ہیں وہ پڑے بھٹکتے اور کو راہ بتلاتے ہیں ؛ ہاتھ سے اپنے کریں تباہی جبھی فنا ہو جاتے ہیں
شودر منہ سے کرے یہ دعوی برہمن گیان بتلاتا ہے
بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

لوٹ لیا گر زر چوروں نے عورت گھر کی آن مری ہے ؛ بڑا بیٹا کا دھندا آ کر دھیرج دل میں کون دھرے
موئے نہ دلدار رہا کوئی دوست کہتے بُرے بُرے ؛ گھر بیوپار کا جی گھبرایا بھیس فقیری آن کرے
لوگ اسے بڑا تیاگی جانیں مرشد وہ بن جاتا ہے
بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

گرہستی ہوں کنگال کی صورت تپسوی ہوں زر دار ؛ پسر کرے نہ پدر کی عزت خاک اڑا دے سب ازار

شادی جس سے چاہیں کرلیں دھرم کرم نہ ہے کچھ پرواہ ؛ شنکر دوران بھگت بن ہوں پھر چکنا ہو کے شمار

بادل گرجتے رالا رالا مینہ کا سماں جب آتا ہے

بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

پنڈت ہو وہ بھاگیانی مانے جو وید پران ؛ بیچ رہے کھیت ہیں آ کر قحط کا آ کر انسان

مفلس ہوں قلاش کسی پیٹ کی خاطر پڑے حیاں ؛ بھوکے ہوں لاچار ہے آ کر بھی لشکر اور بھی ہیں

بڑھتے جھوٹ اور مکر زیادہ دھرم گیان چھپ جاتا ہے

بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

لوبھی اور کرودھی ہوں سب اپنے لوبھی سکھ پن ؛ عمر سے پہلے مریں لوگ تو اٹھے یہ دلمیں شور سخن

لشکر سبھی ہوں دکھی جہاں میں نہ ایک پرایا من ؛ کریں وہ دھرم پیٹ کی پوجا بن سطلب ہیں سخن

پھیلے آ کر قحط وبا تو ہیضہ آن دباتا ہے

بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

کلوکال میں ایک بڑا گن لشکر جو لے یاں ہر کا نام ؛ بھو ساگر سے پار ہو پھر تو سدا رٹے جو گوبند نام

سدا اچار سے رام نام جو کرم کرے جو یاں نشکام ؛ حاصل ہو دیکھنے پھر اسکو وہیں کرے وہ آ کر نام

بنا نام کے پڑے جہالت اندھکار چھا جاتا ہے

بگڑتا ہے تب بھی زمانہ کلوکال جب آتا ہے

رام نام کی مہما

یہ رام نام ہے اصول ایسا جو دہر عالم سے پار کرے

مٹے بھرم یہ سبھی دلوں کا یہ دور سارا غبار کردے

بھری ہے اسمیں گیان شکتی نہیں ضرورت یا لوگ یگیہ کی

ہے سب سے بڑھکر یہ رام بھگتی اسی پہ دل کو نثار کردے

جو رام بھگتی ہو دل میں پیدا دکھائی دے پھر یہ نور اس کا
بھرم رہے نہ نشاں گماں کا یہ دور رنج و آزار کر دے

شباب گذرے یہ آئی پیری ۔ کوئی کرے گا نہ دستگیری
بھجن ہو کیسے وقت اخیری یہ مٹی تیری خوار کر دے

عجب قسم کی یہ شان ہو گی یہ ہستی وہم و گمان ہو گی
نہ منہ میں تیرے زبان ہو گی کہ جس سے تو یہ پکار کر دے

یہ بات گھر کے ذرا نہ پوچھیں نہ آکے تیری ذرا خبر لیں
جو منہ کو دیکھیں تو پیٹھ کر لیں یہ بے بسی ہی لاچار کر دے

یہ بھوگ دنیا فضول جانے لگانے ہوں یہ سبھی بیگانے
نہ ہوش بھی ہو تیری ٹھکانے فکر یہ تجھکو بیمار کر دے

نہ مال و دولت یہ کام آئے یہ شہرت آکے تجھے ستائے
پھر ہر طرف سے الم یہ چھائے جو زندگی کو بیزار کر دے

بھجن پربھو کا ساحر تو گا لے وقت یہ اپنا نہ یوں گنوا لے
یہ رام بھگتی تجھے بچائے اسی پہ تن کو نثار کر دے

اوم ۔ شانتی ۔ شانتی ۔ شانتی

89787
23.4.84